تس 263.
673

تحفۂ ابراہیمیہ

یعنی

اُردو ترجمہ

مکتوباتِ شریف

حضرت حاجی خواجہ دوست محمد قندھاری علیہ الرحمۃ

Marfat.com

ت م 963

تحفۂ ابراہیمیہ

یعنی

اردو ترجمہ

مکتوبات شریف

حضرت حاجی خواجہ دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

53389

سنہ طباعت ۱۹۶۶ء
مقام طباعت ایجوکیشنل پریس کراچی
تعداد اشاعت ایک ہزار

ناشر
مرزا قربان بیگ بولٹن مارکیٹ کراچی

ملنے کے پتے

۱۔ ذوالفقار احمد فضل منزل۔ جے، ۱۰۳/۲ پی ای سی ایچ ایس کراچی ۲۹

۲۔ ادارۂ مجددیہ، ۵/۲ ایچ، ناظم آباد ۳ کراچی ۱۸

Marfat.com

فہرست مکاتیب شریفہ

مکتوب	دربیان	صفحہ
وب پہلا بنام خلیفہ محمد جان ساکن مرغہ	شریعت پر عمل اور چند مفید نصائح	۳۲
ب دوسرا بنام ملا امان اللہ خلیفہ ہراتی	اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات علم حضوری و علم حصولی۔	۳۴
ب تیسرا بنام خلیفہ صاحب ہراتی	توحید شہودی و توحید وجودی	۴۳
وب چوتھا ایضاً	چند سوالات کا جواب	۵۲
ب پانچواں بحضرت پیر دستگیر خود شاہ احمد سعید مجددی مجددی دہلوی ثم المدنی قدس سرہٗ	اپنی اور مریدوں کی کیفیات	۶۳
ب چھٹا بنام ملا محمد جان ساکن مرغہ۔ عبادت	اور بندگی میں خشوع و خضوع کی حقیقت	۶۸
وب ساتواں۔ ایضاً	کلمہ لاالہ الا اللہ کی حقیقت کا نتیجہ	۶۹
ب آٹھواں بنام خلیفہ امان اللہ صاحب ہراتی	ذکر جہر۔ مبتدی طلبا کو کم توجہ دینا	۷۱
ب نواں بحضرت پیر و مرشد خویش قدس سرہٗ	معیت و اقربیت۔ مقام الجمع و	۷۲
وب دسواں بنام خلیفہ مولوی محمد عادل صاحب کٹر	جمع الجمع و چند باتوں کا استفسار	۷۵
وب دسواں بنام خلیفہ مولوی محمد عادل صاحب کٹر	اہل سنت والجماعت کے عقائد	۷۵
ب گیارھواں۔ ایضاً	صوفیائے کرام کے عقائد کا ذکر	۷۸
ب بارھواں بخلیفہ ملا ہیبت اخوند زادہ	احباب کے لئے مفید نصائح	۸۰
ب تیرھواں بنام مولوی محمد عادل صاحب کاکڑ ژوب	طریقت کے دو جز (۱) جذب (۲) سلوک اپنے بزرگوں کے طریقہ میں کونسی باتیں ضروری ہیں	۸۳

Marfat.com

مکتوب	در بیان	صفحہ
مکتوب پندرھواں بملا راز محمد اخوند زادہ صاحب۔	(مرید کی استعداد پر ناقص اور کامل پیر کی صحبت کا اثر)	۸۰
مکتوب سولھواں بنام مولوی شیر محمد کلاچوی کہ مجاز حضرت بودند	شریعت شریف کی پابندی نیز علم پر عمل ضروری ہے	۹۹
مکتوب سترھواں بنام ملا قطب الدین اخوند زادہ۔	دائمی ذکر میں مشغول رہیں اور اس شغل سے جو غفلت میں ڈالے دور رہیں	۱۰۱
مکتوب اٹھارھواں بنام خلیفہ ملا امان اللہ صاحب ہراتی	شیخ کی وفات پر اظہار غم ایصال ثواب کی تلقین	۱۰۳
مکتوب انیسواں بملا میر واعظ صاحب اخوند زادہ۔	مقام فنا۔ مسند نشین پیر۔ کرامت بزرگی کی حقیقت اور اس کا پوشیدہ رکھنا بدعتی صحبت بے بہا نعمت ہے	۱۰۵
مکتوب بیسواں ایضاً	اہل مجاہدہ کے لئے دس اہم خصلتیں	۱۱۵
مکتوب اکیسواں بجناب پیر دستگیر خود در تعداد خلفا خود	اپنا اور خلفاء کا حال	۱۲۴
مکتوب بائیسواں بملا میر واعظ صاحب	فضائل حضرت امام ابو حنیفہؒ	۱۲۹
مکتوب تئیسواں بنام ملا حیدر شاہ صاحب بیوندہ	حضرت سید المرسلین کے روضہ مبارک کی زیارت کرنا اور آپکے توسل سے دعا مانگنا	۱۳۲
مکتوب چوبیسواں بنام ملا عطا محمد صاحب اخوند زادہ	نماز کے فرائض و سنن کس جگہ ادا کی جائیں	۱۳۷
مکتوب پچیسواں۔ ایضاً۔	شیخین کو گالی دینا گناہ عظیم ہے	۱۴۱
مکتوب چھبیسواں بنام خان ملا خاں صاحب	دس رسالے جو فرقہ وہابیہ کے رد میں لکھے گئے ہیں۔	۱۴۴
مکتوب ستائیسواں بنام خلیفہ جلیل القدر ملا امان اللہ صاحب ہراتی	مرید صادق کیلئے کیا کیا باتیں لازم ہیں پیری مریدی کو ذریعہ معاش بنانے سے روکنا	۱۴۶
مکتوب اٹھائیسواں بنام سید حیدر شاہ صاحب	چند مسائل در مدح صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین	۱۴۹
مکتوب انتیسواں بنام قاضی حیدر شاہ صاحب	خط کے آغاز میں "بسم اللہ الرحمن الرحیم" لکھنا کیسا ہے؟	۱۵۲
مکتوب تیسواں بنام مولوی عبد اللہ صاحب	فرقہ وہابیہ کے عقائد سے اجتناب	۱۵۵

Marfat.com

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم خاتم الانبیاء والمرسلین و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین

اما بعد۔ رحمتِ عالم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "تم اللہ کو راحت میں نہ بھولو وہ تمہیں مصیبت میں نہ بھولیگا" اس قول کی روشنی میں اگر ہم اپنے اعمال کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ ہمارا عمل اس کے بالکل برعکس ہے۔ ہم دُنیا طلبی میں اسقدر منہمک ہیں کہ گویا موت کسی غیر کے لئے لکھی گئی ہے اور ہم مرنے والے نہیں۔ یہی ہمارے زوال کا بنیادی سبب ہے۔

تقسیم ہند کے موقع پر جب ایک وحشی ظالم و جابر حکومت نے مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر رکھا تھا اور بربریت کا دور دورہ تھا اس وقت ایک آتش بیان خطیب نے ان الفاظ میں مسلمانوں کو ان کا مشن یاد دلایا تھا۔

"آج تم زلزلوں سے ڈرتے ہو حالانکہ کبھی خود تمہاری ذات سے دنیائے عالم میں زلزلے پیدا ہو جاتے تھے، آج تم اندھیروں سے کانپتے ہو۔ کیا یاد نہیں رہا کہ تمہارا وجود ایک اُجالا تھا۔ یہ بادلوں کی سیل کیا ہے کہ تم نے بھیگ جانے کے خدشہ سے اپنے پائنچے چڑھا لئے ہیں۔ وہ تمہارے ہی اسلاف تھے جنہوں نے سمندروں کے سینوں کو چیر کر رکھ دیا۔ پہاڑوں کی چھاتیوں کو روند ڈالا۔ بجلیاں کوندیں تو ان پر مسکرا دیئے۔ بادل گرجے تو قہقہوں سے جواب دیا۔ صرصر اُٹھی تو رُخ پھیر دیا۔ آندھیاں آئیں تو ان سے

Marfat.com

کہا تمہارا یہ راستہ نہیں ہے۔

یہ ایمان کی جاں کنی ہے کہ شہنشاہوں کے گریبانوں سے کھیلنے والے آج خود اپنے ہی گریباں کے تار نیچ رہے ہیں اور خدا سے اس درجے غافل ہو گئے ہیں کہ جیسے اس پر کبھی ایمان ہی نہ تھا۔"

آج بھی ہماری کیفیت کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ دُنیا کی پست ترین اقوام بھی ہمارے خلاف صف آرا ہو جاتی ہیں ؎

شوخی باطل نگر با اندر کین حق نشست۔

نور توحید کیا ہے۔ خدا کی رضا طلبی کس شئے کا نام ہے اور اس کے کیا مطالبات ہیں۔ روح اخلاص کسے کہتے ہیں۔ خلق کی ہدایت اور ایمان کے کیا تقاضے ہیں۔ قربانی کا ولولہ کسے کہتے ہیں۔ پاکیزہ زندگی کے کیا معنی ہیں اور یہ کیسے حاصل ہوتی ہے یہ سب کچھ ہماری نظروں سے اوجھل ہو کر رہ گیا ہے۔ راستوں۔ رنگتوں اور مذاقوں کا اختلاف کچھ ایسا سنگین ہوتا جا رہا ہے کہ ہم یہ بھی بھولتے جا رہے ہیں کہ ہمارا خدا ایک ہے۔ ہمارا قرآن ایک ہے۔ ہمارا رسول ایک ہے اور یہ کہ ہمارا اصل اور بنیادی مقصد اخلاق کی درستی۔ مخلوق سے ہمدردی اور محبّت' اور خدا اور اس کے رسول کی عظمت کو بلند کرنا ہے اور اس طرح دنیا میں امن۔ حق اور انصاف کا بول بالا کرنا ہے۔ آخر وہ کون تھے جو سمندروں میں کود گئے۔ صحراؤں اور پہاڑوں کی چوٹیوں کو اپنے قدموں تلے روند ڈالا۔ اور ساری دنیا میں امن۔ تہذیب۔ اخلاق اور عدل و انصاف کی حکومت قائم کر دی۔ نام تو ہم آج بھی ان کا ہی لیتے ہیں لیکن ہمارے کام بالکل بدل گئے ہیں اور اس کے باوجود ہم رحمت حق کے منتظر رہتے ہیں۔ ؎ ایں خیال است محال است و جنوں'

Marfat.com

دُنیا میں اُبھرنے اور حق و انصاف کی سلطنت قائم کرنے کا بس یہی واحد طریقہ ہے کہ ہم پورے عزم۔ دیانتداری۔ اخلاص اور استقلال سے پھر سے روح اسلام کو اپنی عملی زندگیوں میں جاری و ساری کریں۔ علم کا فائدہ عمل کے ساتھ ہے ورنہ وہی کیفیت ہوگی ؎ کہ چارپائے برو کتابے چند

تخریب ہر شئے کے وجود میں مضمر ہے۔ اس کے لئے کسی محنت کی ضرورت نہیں۔ عدم توجہی سے یہ خود بخود ابھر آتی ہے۔ یہ ایک منفی فعل ہے۔ اس کے برعکس تعمیر محنت طلب ہے۔ توجہ چاہتی ہے۔ یہ ایک مثبت جذبہ ہے۔ بالعموم پیش نظر تو یہی جذبہ ہوتا ہے لیکن بسا اوقات ہمارے افعال تخریبی رُخ اختیار کر لیتے ہیں اور اسطرح مقصد تباہ و برباد ہو کر رہ جاتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں ہم سراب نظر میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اس بات کو یوں سمجھئے کہ انسان کو دو قسم کے امراض لاحق ہوتے ہیں۔ روحانی اور جسمانی۔ جنہیں باطنی اور ظاہری بھی کہتے ہیں۔ انسان ظاہری امراض کو بہت جلد محسوس کر لیتا ہے اور ان کے دفعیہ کے لئے تگ و دو بھی کرتا ہے۔ البتہ روحانی امراض اتنی آسانی سے محسوس نہیں کیئے جاتے۔ جوں جوں نور ایمانی مدھم پڑتا جاتا ہے ان امراض کی نوعیت کا احساس بھی ماند پڑ جاتا ہے۔ جسمانی امراض سے چھٹکارا پانے کیلئے انسان اپنا وقت اور اپنا سرمایہ صرف کرتا ہے۔ محنت و مشقت اُٹھاتا ہے اور کسی مستند حکیم یا ڈاکٹر سے رجوع کرتا ہے لیکن باطنی امراض کی طرف سے اکثر و بیشتر غفلت برتتا ہے۔ اور اس طرح اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتا ہے۔

جسمانی امراض کی طرح روحانی امراض بھی بے شمار ہیں۔ حسد۔ بغض و کینہ۔ دروغ گوئی۔ غیبت۔ نفس پروری۔ خود غرضی۔ فریب و ریاکاری۔ حرص۔ بخل۔ تکبر

Marfat.com

خوشامد۔ عداوت۔ رنجش۔ سرشوری۔ یہ سب کے سب روحانی امراض ہیں اور انسان کے لئے مہلک اور سراسر تخریبی۔ ان امراض سے لاپرواہی اور غفلت برتنا کوئی دانشمندانہ فعل قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ہم میں سے اکثر و بیشتر اسی غیر دانشمندانہ فعل کے مرتکب ہیں۔ بات تلخ ضرور ہے لیکن اگر غور و انصاف سے کام لیا جائے تو یہ حقیقت آشکارا ہو جائیگی کہ یہی غفلت ہماری موجودہ اخلاقی پستی، جنسی بے راہ روی، نکبت و افلاس، ذلت و خواری غرضیکہ روز افزوں انحطاط کی ذمہ دار ہے۔ یہی عدم توجہی ایک جاندار ملت بننے سے روکتی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا قول ہے کہ "صادق اور راست باز انسان سات دفعہ بھی گرے تو ہمت سے کام لیکر اُٹھ پڑتا ہے مگر شریر و کاذب بلا میں گر کر پڑا رہتا ہے"۔

اس قول کی روشنی میں ہر شخص اپنا مقام خود تعین کر کے دیکھے۔ اگر ایمان کی ہلکی سی بھی کرن باقی ہے تو یقیناً شرمساری ہوگی۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کتنی عجیب و غریب بات بیان کی ہے کہ

اے مسلمانان فغاں از فتنہ ہائے علم و فن
اہرمن اندر جہاں ارزاں و یزداں دیریاب

یا انہیں کے الفاظ میں ؎

دنیا کو ہے معرکۂ روح و بدن پیش
تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو ابھارا

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر بگڑی بات کیسے بنے؟ سوال آسان ہے۔ جواب دشوار ہے، دشوار اس لئے کہ تعمیر غور و فکر کی محتاج ہے۔ وقت اور محنت

Marfat.com

کے بغیر یہ ممکن نہیں۔ شاعر حقیقت نے اس کا جواب یہ دیا ہے ؎

اخلاص عمل مانگ نیاگان کہن سے　　شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

لیکن جو قومیں سطحی انداز پر سوچنے اور سطحی باتوں پر عمل کرنے کی عادی ہو جاتی ہیں ان کی سہل پسندی انہیں ٹھوس حقائق پر غور و فکر کرنے اور عمل کرنے سے باز رکھتی ہے۔

بات کچھ دور جا پڑی۔ سوال روحانی امراض کے تدارک کا تھا۔ جس طرح طب ڈاکٹری۔ انجینئرنگ۔ سائنس اور کسی فن پر محض کتابوں کے مطالعہ سے کوئی انسان طبیب۔ ڈاکٹر۔ انجینئر اور سائنس داں نہیں بن جاتا۔ اسی طرح علوم دینی کا محض مطالعہ بھی ناکافی ثابت ہوگا۔ ہر فن میں مہارت حاصل کرنے کے لئے ایک شفیق اُستاد کی رہنمائی کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ حصول علم کے ساتھ ساتھ مشق بھی ضروری ہے۔ اسی طرح دینی علوم میں مہارت حاصل کرنے کے لئے کسی مرد مجاہد شیخ کامل اور روشن ضمیر ہستی کی صحبت بھی ناگزیر ہے۔ تربیت کے لئے یہ نہایت ضروری ہوتا ہے۔ اس طریقے سے روحانی امراض کی پیچیدگیاں اور ان کا سد باب ممکن ہے ورنہ ہر لحظہ بھٹکنے کے امکانات زیادہ قوی رہتے ہیں۔ ؎

ضربتے باید کہ جاں خفتہ برخیزد زخاک
نالہ کے بے زخمہ از تار رباب آید بروں

مرد کامل کون ہے؟ یہ بھی خاصا دشوار سوال ہے۔ عیاروں سے یہ میدان بھی خالی نہ رہا ؎

روشن تو وہ ہوتی ہے جہاں میں نہیں ہوتی
جس آنکھ کے پردوں میں نہیں ہے نگہ پاک

Marfat.com

بہرحال ایک مردِ کامل شریعت مطہرہ کا کلی طور سے پابند ہوتا ہے۔ اسے خدا تعالیٰ کی ذات پر مکمل بھروسہ ہوتا ہے۔ طالبین حق سے اپنی پرستش نہیں کراتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی ہی پرستش کی دعوت دیتا ہے۔ وہ خود کاملین کی صحبت میں رہ کر ان سے فیوض اور برکات حاصل کرتا ہے۔ دینی علوم سے کماحقہ واقف ہوتا ہے۔ اس پر خود بھی عمل کرتا ہے اور یہی دعوتِ عمل دوسروں کو دیتا ہے۔ اپنی معاش کے لئے لوگوں پر بار نہیں ڈالتا بلکہ اپنی روزی خود کماتا ہے۔ محروم یقین نہیں ہوتا اور نہ ہی تاویلات میں اُلجھا رہتا ہے رہبانیت اختیار نہیں کرتا۔

یہ استدلال بھی صحیح نہیں ہے کہ اب ایسے لوگ کہاں؟ یہ زمین اللہ کے نیک بندوں سے یکسر خالی نہیں ہے۔ لیکن جستجو اور طلب صادق شرط ہے۔

اس مقصد کے حصول کیلئے تصنیف وتالیف کا سلسلہ بھی خاصہ مفید ثابت ہوا ہے۔ اکثر وبیشتر ان بزرگوں کی تصانیف عربی اور فارسی زبانوں میں ہیں۔ چونکہ ہمارے ملک میں ان زبانوں کا مذاق روز بروز کم ہوتا جارہا ہے اس لئے یہ ضروری سمجھا گیا کہ حسبِ توفیق کچھ کتابوں کے اُردو تراجم شائع کیے جائیں۔

خواجۂ خواجگان حضرت مخدومنا دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات اور ان کے مکتوبات گرامی کا اُردو ترجمہ پیش خدمت ہے۔ خواجہ خواجگان حضرت عثمانی دامانی قدس سرہٗ اور ان کے نامور فرزند قطب الاقطاب حضرت خواجہ سراج الدین صاحب قدس سرہٗ کے مکتوبات شریف کے تراجم بھی زیر طبع ہیں۔ شائقین کی خدمت میں عنقریب پیش کیے جائینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت خواجۂ خواجگان دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکاتیب

Marfat.com

میں علم و معرفت کا ایک بے بہا اور نایاب خزانہ جمع فرمادیا ہے۔ آپ نے کتنے ہی دقیق مسائل کو حسن و خوبی کے ساتھ بیان فرمادیا ہے۔ شریعت مطہرہ سے کوئی بات ہٹی ہوئی نہیں ملے گی۔ اصلاح عقائد کا بھی خاص خیال رکھا گیا ہے۔ رائج الوقت "مُلّائی دبیری" کو بھی بے نقاب کیا ہے۔ اپنے پیروؤں اور خلفاء کو بطور خاص تاکید فرمائی ہے کہ حاکموں اور امیروں کی صحبت سے گریز کریں۔ نذرا ور نذرانے قبول نہ کریں۔ کشف و کرامات کو ضرورت سے زیادہ اہمیت نہ دیں۔ اپنے تمام معمولات کو شریعت کے عین مطابق رکھیں۔ ہر کام میں اللہ اور اس کے رسول پاک کے احکام کو سامنے رکھیں، بس اسی کی رضا طلبی کو اپنا مقصد بنائیں۔

اب کچھ ترجمہ کے متعلق ——— خواجہ سراج الدین قدس سرّہٗ کے فرزند گرامی، حضرت مخدومنا خواجہ محمد ابراہیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۵۲ء میں غریب خانہ کو عزت بخشی اور اس موقع پر تینوں حضرات کے مکتوبات شریف کا اُردو ترجمہ عطا فرماتے ہوئے عبارت کی تصحیح کے لئے بھی حکم دیا۔ تعمیل میں جو کچھ کر سکا ہوں وہ آپ کے سامنے ہے۔ تاہم اتنا عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اُردو ترجمہ میں تصحیح اس نا اہل کے بس کی بات نہ تھی۔ البتہ جہاں عبارت گنجلک ہوگئی تھی اسے صاف اور سادہ بنانے کی جسارت ضرور کی ہے۔ اس بات کا بھی بطور خاص اہتمام برتا گیا ہے کہ اصل فارسی نسخے میں سے کوئی چیز چھوٹنے نہ پائے۔ بہرحال جہاں کوئی سقم نظر آئے وہ اس عاجز کا ہے اور جس کے لئے میں معذرت خواہ ہوں۔

بزرگوں کے مکتوبات گرامی ہمارے لئے نعمت غیر مترقبہ کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان حضرات نے اشاروں ہی اشاروں میں کتنے ہی رموز و حکایات بیان

Marfat.com

فرما دیئے ہیں۔ اللہ بزرگ و برتر ہم سب کو ایسی کتابوں کے پڑھنے اور اچھی باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اولیائے کرام اور صوفیائے عظام کے فیوض و برکات سے ہمیں مالا مال کرے اور تاجدار مدینہ سردار دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت پاک پر دائمی سلامتی اور حسنِ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ان مخلص حضرات کا تہِ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے طباعت کے سلسلہ میں ہر ممکن تعاون برتا۔ اللہ بزرگ و برتر ان کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔

خادم الفقراء

محمد احمد (ایم۔ اے)

(نقشبندی، مجددی، زواری)

Marfat.com

تبرکاً مکتوب گرامی حضرت خواجہ خواجگان محمد ابراہیم صاحب قدس سرہٗ پیش خدمت ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باسمہٖ سبحانہٗ نحمدہٗ و نصلے علیٰ رسولہ الکریمؐ

میرے لخت جگر دل کی ٹھنڈک عزیز از جان جناب محمد احمد صاحب دام عنایتکم والطافکم السلام علیکم۔ بعد تسلیمات و دعوات عرض ہو کہ سرفراز نامہ پیارے بھائی صاحب کا پہنچا کمال اشتیاق سے بمصداق ع صد بار زبے تابی و اکردم وپیچیدم۔ بہت اُلفت سے کئی دفعہ آپ کے سرفراز نامہ کو لپیٹا اور کھول کر پڑھا دیکھا۔ بمصداق۔ المکتوب نصف الملاقات۔ کچھ نہ کچھ تسلی و تشفی ہو ہی جاتی ہے ورنہ ع بلا بودے اگر ایں ہم نہ بودے۔ ورنہ دل یہ چاہتا ہے کہ اُڑ کر آپ پیارے بھائی صاحب کی خدمت میں پہنچکر راحت و سرور حاصل کروں۔ اگر قسمت نے یاوری کی تو اللہ تعالیٰ شرف ملاقات نصیب کرے گا۔

مجھے اُمید ہے کہ آپنے تینوں حضرات کبار کے مکاتیب شریف کی صحت و اصلاح کرلی ہوگی اور باقی ماندہ مکاتیب کا بھی ترجمہ کرلیا ہوگا۔ ان کی طرف توجہ و خیال ہے یا نہیں۔ بواپسی حال طباعت کتب سے مطلع فرمائیں۔ جہانتک ہو طباعت میں عجلت سے کام لیں۔ اپنی خیریت و عافیت و طباعت کتب سے شاد و مطمئن فرماویں۔ دعا ہے وہو حافظکم و ناصرکم

۲۶-۹-۱۹۵۲ء حافظ محمد ابراہیم عفی عنہ از دریا خاں

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مختصر حالات حضرت قبلہ وکعبہ حاجی الحرمین الشریفین مقبول بارگاہ، ربّ المشرقین والمغربین وسیلتنا الی اللہ الصمد حضرت حاجی دوست محمد صاحب قندھاری رحمۃ اللہ علیہ وقدسنا اللہ بسرہ الاقدس

حضرت قبلہ وکعبہ حاجی دوست محمد صاحب قندھاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ملا علی صاحب آخوند کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ کی قوم یوسف زئی تھی جو ولایت قندھار میں آباد ہے۔ آپ کی بہنیں اور بھائی بہت تھے لیکن حاکم لایزال کو سب پیارے ہوئے۔ حضرت قبلہ وکعبہ حاجی صاحب قدس سرہ نے اپنے حالات اپنی زبانی اس طرح بیان کیے ہیں:۔

"میں ایام جوانی میں ایک روز اپنے ہم عمر طلباء کے ساتھ ایک بزرگ کے مزار شریف کی زیارت کے لیے جن کا اسم گرامی بابا ولی قدس سرہ تھا جنگل میں کھیلتے کودتے جا رہا تھا۔ ہم نوجوانوں کی عادت کے موافق خوش طبعی کرتے جا رہے تھے۔ کبھی دوڑتے اور کبھی بیٹھ جاتے۔ کبھی کبھی مذاق کے طور پر ایک دوسرے کو مارنا شروع کر دیتے۔ اور کبھی غزلیات گانے لگتے۔ ناگاہ ہم ایک پریشان حال درویش کے پاس جو راستہ میں بیٹھا ہوا تھا پہنچے۔ ہم میں سے ہر ایک کے ساتھ کوئی بات یا کوئی اشارہ کرتا۔ کسی سے اچھی اور کسی سے بری۔ جب میری باری آئی تو مجھ سے کہنے لگا کہ تمام طلبا کے گروہ میں سے یہ طالب اولیاء اللہ میں سے ہوگا انشاء اللہ العزیز صاحب کمال اور

Marfat.com

صاحب حال ہو کر رہیگا۔ اس کی پیشانی میں اسرار معرفت جلوہ گر ہیں "۔ اس پریشان حال کا یہ کلام سُن کر ہم جنگل کا راستہ طے کرنے لگے آخر کار اپنی جائے اقامت پر واپس پہنچے، دن اور راتیں گزرتی گئیں۔ میں سوچتا رہتا تھا کہ اس خستہ حال درویش کا کلام بے اثر ہرگز ثابت نہیں ہوگا۔ اس میں ضرور ایک نہ ایک راز مضمر ہے۔ بہرحال میں نتیجہ کا منتظر رہا مگر انکے اشارت فیض بشارت کا کوئی ثمرہ بھی ظہور پذیر نہیں ہوا۔

آخر شہر قندھار میں علم ظاہری ونظم وغیرہ میں مشغول ہوا۔ قندھار کا آب و دانہ جب میرے مقدر میں نہ رہا تو میں وہاں سے سفر کے لئے روانہ ہوا۔ بہت سے منازل طے کرتا ہوا اور مختلف مقامات پر قیام کرتا ہوا آخر مکۂ معظمہ و مدینۂ منورہ (ادامہما اللہ تعالیٰ شرفاً وتعظیماً) کی زیارت پر از بشارت سے مشرف ہوا۔

بیت الحرام کی زیارت سے مشرف ہونے اور شغل علم ظاہری میں کچھ عرصے مشغول رہنے کے بعد ان دیار شریفہ سے مراجعت کے وقت حضرت نائب خیر البشر مجدد مأتہ الثالث والعشر شاہ عبداللہ المعروف شاہ غلام علی شاہ صاحب دہلوی قدس سرہٗ کی زیارت کرنے اور ان کی صحبت فیض مرحمت کے برکات وفیوضات سے مالامال ہونے کا شوق دامنگیر ہوا۔ چنانچہ پختہ ارادہ کر کے غزنی وکابل کے راستہ سے پشاور پہنچا۔ وہاں حضرت قبلہ شاہ صاحب کے وصال پُرملال کی خبر سُنی سخت افسوس حسرت اور گریہ وفریاد کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے بعد علوم ظاہری کے ایک عالم سے صرف ونحو کا شغل رکھا۔ تحصیل علم اور اُستاد کی خدمت میں حتی الوسع شب و روز مشغول رہا کہ ناگاہ حاکم مطلق نے علم ظاہری سے بندہ کی قساوت قلبی کا ایک ایسا سبب بنایا جو سخت تعجب کا موجب ہے۔ وہ سبب اور واقعہ یہ ہے۔

Marfat.com

ایک ملحد فاجر شخص پر شیطان لعین کی حرکت سے قوت شہوانیہ کا اسقدر غلبہ ہوا کہ وہ اپنی دیرینہ عادت بد کے پیش نظر خدا اور رسول صلعم کی مخالفت کرتے ہوئے آبائی آبرو کو دھبہ لگاتے ہوئے ذلت و رسوائی و قتل سے نڈر ہو کر ایک ملحدہ فاجرہ عورت سے زنا کا مرتکب ہوا اور خوش و خرم زندگی بسر کرنے لگا۔ اسی اثنار میں عورت کے عزیز و اقارب میں سے کسی ایک کو اس واقعہ فاحشہ کی خبر ہو گئی۔ اس کی افغانی غیرت جوش میں آئی۔ بغیر اقامت بینہ اور حدود شرعیہ کے اس نے جاکر ان دونوں فاجرو فاجرہ کو دار جاودانی پہنچادیا۔ اس قتل کے واقعہ کی خبر رفتہ رفتہ ان بستیوں کے علمار اور فضلار تک پہنچی۔ جس کی وجہ سے علمار اور طلبار میں بہت کچھ شور و شر برپا ہوا۔ اُنہوں نے یہ سوچ کر کہ ممکن ہے اس علاقہ کے حکام اور قاضیوں کو اس واقعہ کی خبر ہو جائے اور وہ اس واقعہ سے دنیوی فائدہ اُٹھائیں۔ لہذا ایسا کیا جائے کہ حاکموں اور قاضیوں کو خبر ہونے سے پیشتر ہم پیش قدمی کر کے انکا فیصلہ وغیرہ کر کے دنیاوی فائدہ حاصل کریں۔ پس اُنہوں نے یہ موقعہ غنیمت جان کر اپنا ایک لشکر تیار کیا اور قاتلین کی بستی میں آئے غیر شرعی طور پر ان کو ڈرایا دھمکایا اور ان کے گھروں کو جلادیا اور بطور جرمانہ ان سے غلہ گندم اور گائے وغیرہ وصول کیں۔ بعد میں اپنا دنیاوی مقصد حاصل کرتے ہوئے خوش خوش مع جرمانہ اور سامان جناب اُستاد صاحب کے مکان پر آئے اور جرمانے کو تقسیم کرنا شروع کیا۔ ہر ایک نے اپنا زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی کوشش کی۔ اس طرح خدا اور رسول صلعم کی قانون شکنی کے جرم میں گرفتار ہوئے۔

اسی اثنار میں ایک طالب علم متعلم شرح وقایہ نے جو ہمارے اُستاد مُلّا زمان صاحب سے تعلیم پا رہا تھا اپنی نیت بد کی بنا پر ایک تیز چھُری لیکر اور کود کر ایک گائے کے

Marfat.com

پچھلے پاؤں کاٹ ڈالے۔ وہ بیچاری چیختی چلاتی اپنے سُرینوں پر بیٹھ گئی۔ اس واقعہ کو اس بندہ ضعیف اور فقیر نحیف نے جونہی دیکھا تو خداوند کریم کی ذات پاک کی ہیبت اور ساتھ ہی اس بے عمل طالب علم کی خست اور ظالمانہ سلوک سے دل کو سخت چوٹ لگی اور یہ خیال گزرا کہ افسوس صد افسوس اور تف صد تف ایسے علم پر جس پر عمل نہ کیا جائے۔ ایسا علم اور ایسی مسلمانی کس کام کی کہ جس میں محض پیٹ کی خاطر لوٹ مار کے درپے ہو کر حرام و حلال کی تمیز نہ کرتے ہوئے ایک بے زبان اور بے گناہ حیوان کے ساتھ ایسا ظالمانہ اور غیر مشروعانہ سلوک کیا جائے۔ سو بہتر یہی ہے کہ علم ظاہری کو چھوڑ کر یاد الٰہی اور شغل باطنی میں مصروف ہو جاؤں۔ پس میں نے خداوند کریم کی قسم کھائی کہ آئندہ علم ظاہری کا شغل ہرگز اختیار نہ کرونگا۔

پس دن رات آہ و زاری کی حالت میں شہر کابل کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں میں نے ایک مشہور مسجد میں علم ظاہری کی تدریس شروع کی اور قسم میں حانث ہونیکا کفارہ ادا کیا۔ اچانک ایک رات میرے سینے میں سخت درد اُٹھا اور میں بیہوش ہو گیا۔ لوگوں کہنا ہے کہ میں تیرہ روز بیہوش رہا۔ کسی کو بھی میری اس بیہوشی کا سبب معلوم نہ ہوا کوئی کہتا کہ اسے بخار کی شدت ہے اور کوئی کہتا کہ اس پر کوئی جن یا بھوت سوار ہو گیا ہے۔ چنانچہ تیرھویں روز کوئی شخص میرے علاج کے لئے ایک طبیب حاذق کو مسجد میں لے آیا۔ اس طبیب نے مجھے اسہال دینے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ خداوند کریم کے فضل سے مجھے اس بیہوشی سے آرام ہوا اور میں ہوش میں آگیا۔ خداوند پاک کا شکریہ بجالایا۔ حاضرین مجلس فضلا و علماء نے اس طبیب کو رخصت کیا طبیب کا رخصت ہونا ہی تھا کہ میری حالت پہلے جیسی ہو گئی۔ مجھ پر بیہوشی کا عالم طاری ہو گیا۔ مخبرین

Marfat.com

صادق کی زبانی معلوم ہوا کہ پہلی دفعہ میری بیہوشی بارہ روز رہی اور دوسری مرتبہ ایک روز۔ بعد ازاں مجھے افاقہ ہوا۔ لیکن بے قراری اور ناطاقتی نے غلبہ کیا۔ پھر دن رات آہ وفغاں، گریہ وزاری میں مبتلا رہنے لگا۔ حضرت سرور کائنات فخر موجودات شفیع المذنبین (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت اور اُلفت دل میں اسقدر جاگزیں ہوئی کہ آرام تو کجا میرے ہوش وحواس بالکل بجا نہ رہے۔ اس بیقراری کی حالت میں کابل کے بازار سے جارہا تھا کہ چند قوالوں کو حضرت غوث اعظم محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ السامی کی مدح اور وصف بیان کرتے ہوئے دیکھ میں بیہوشی کے عالم میں ان قوالوں کے گرد اگرد گھومنے لگا۔ خاموشی کے بعد میں حتی المقدور قوالوں کو کچھ بطور اجرت دیا۔ ایک رات میں نے حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ حضرت شیخ قدس سرہ ایک گھوڑے پر سوار ہیں اور آپ کے سر پر ایک بڑی ٹوپی ہے۔ اس حالت میں غلام کے پاس تشریف لائے، میں خواب سے بیدار ہوگیا۔ اس کے بعد مجھ کو آنجناب فیضمآب کی زیارت کا بیحد شوق لاحق ہوا۔ مجھ میں جذبے اور آہ وفغاں کا ظہور کثرت سے ہونے لگا۔ اپنے آپ کو ضبط کرنا میری طاقت سے باہر تھا۔ ایک رات کسی مسجد میں وتر کی نماز ادا کر رہا تھا کہ اچانک میرے کانوں میں سرود کی آواز آئی جس کی وجہ سے میرے ہوش وحواس جاتے رہے اور مجھ پر سخت استغراق اور مدہوشی کا عالم طاری ہوگیا۔ اور اسقدر گریہ وزاری کا غلبہ تھا کہ جس کا کوئی حد وحساب نہیں۔ آخر خدا خدا کرکے ہوش میں آیا اور فوت شدہ نماز کو ادا کیا۔ یہ حالت مذکورہ اس وجہ سے واقع ہوئی کہ مجھے جناب معلیٰ حضرت محبوب سبحانی قدس سرہٗ کے دربار میں حاضر ہونیکا بے انتہا شوق تھا اس اشتیاق کی شدت۔

Marfat.com

مجھے اتنا بے تاب و بے قرار کر رکھا تھا کہ کسی شے کی آواز سننے کی طاقت مجھ میں نہ رہی تھی خواہ وہ سرود کی ہو یا کسی اور شے کی۔ میری یہ حالت دن بدن ترقی پر تھی۔ ایک دن ناگاہ تقدیر الٰہی جل شانہ میری گردن میں رسی ڈال کر کشاں کشاں مجھے ایک شیخ قدس سرہٗ کے پاس لیگئی۔ وہاں پہنچکر بندے کے ذوق و شوق و اضطراب میں کمی ہو گئی۔ وہاں سے خداوند کریم پر بھروسہ کرتے ہوئے حضرت پیر پیراں شیخ غوث الاعظم قدس سرہ کی زیارت شریف کیلئے بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ تکالیف اور مشقتوں کے بعد بمشکل حضرت شیخ المشائخ قدس سرہٗ کے روضۂ منورہ تک رسائی ہوئی اور زیارت مزار فیض آثار سے مشرف ہوا۔ چند روز بے چینی کی حالت میں خانقاہ شریف و روضۂ نظیف کے قرب و جوار میں اقامت اختیار کی اور شغل باطنی میں مصروف رہا۔ مگر اضطراب سابقہ اور تشویشات دیرینہ میں سرمو بھی فرق نمایاں نہ ہوا۔ آخر کار میں نے ملک کردستان کی سیر و سیاحت کا قصد کیا۔ ایک شخص نے میرے سامنے شیخ عبداللہ ہراتی کی بہت تعریف کی یہ مولانا خالد کردی سلمانی کے جانشین اور اجل خلیفہ تھے اور خالد کردی حضرت قبلہ شاہ غلام علی صاحب قدس سرہٗ کے خلیفہ کلاں تھے۔ شیخ عبداللہ ہراتی کی تعریف سن کر ان کی زیارت کیلئے خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور زیارت شیخ موصوف سے مشرف اور مسرور ہوا۔ آپ نے مجھے تہلیل لسانی کی اجازت عنایت فرمائی۔ گیارہ روز جناب ممدوح کے حلقے میں گزارے لیکن میرے دل حزیں کو پھر بھی تسکین حاصل نہ ہوئی۔ ایک روز شیخ عبداللہ قدس سرہٗ نے مجھے فرمایا "تمہیں چاہیئے کہ تم حضرت حافظ قرآن غوث زماں مقبول بارگاہ وحید شیخ ابو سعید قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر اور ان کی صحبت شریف میں رہ کر فیض حاصل کرو جو جناب نائب خیر البشر مجدد مائۃ الثالث والعشر غلام علی شاہ صاحب

Marfat.com

قدسناہ اللہ تعالیٰ بسرہ الاقدس کے خلیفے اور جانشین ہیں۔ ہندوستان کے ملک شہر دہلی میں آنجناب والا کی بارگاہ معلیٰ ہے۔ شیخ ممدوح کے حسب فرمان اور بمصداق صاحب الغرض مجنون ودیوانہ وار ہندوستان کے سفر کے لئے روانہ ہوا۔ لیکن بباعث تردد حضرت شیخ محمد جدید قدس سرہٗ کے حضور میں حاضر ہوا جو حضرت مولانا خالد قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے۔ چند روز آپ کی خدمت میں گزارے۔ اس کے بعد بصرہ آیا اور شیخ محمد حسین دومری محدث وحافظ قرآن وخلیفہ جناب مولانا خالد رومی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جناب ممدوح بہت پرہیزگار اور متورع تھے۔ میں نے آپ سے کتب علم حدیث پڑھیں اور سند قاضی بصرہ شیخ محمد عمانی سے حاصل کی۔ پھر جناب شیخ محمد عمانی سے بخاری شریف شہر اورنگ آباد میں پڑھی۔ پھر دوبارہ بخاری شریف۔ صحیح مسلم۔ مؤطا امام مالک ترمذی جناب ذات والاصفات حافظ قرآن قطب دوراں حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہٗ سے تبرکاً شروع کیں۔ ساتھ ہی ہدایۃ الطالبین، انہار اربعہ۔ کنز الہدایہ اور مکتوبات قدسی آیات حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ بھی جناب والا سے پڑھیں۔

اورنگ آباد سے روانہ ہو کر شہر بمبئی پہنچا۔ شہر بہ شہر اور قریہ بقریہ ہر ایک شخص اہل بزرگ کی زیارت کرتا رہا اور ان کے حلقے اور توجہات میں بھی بیٹھتا رہا اور ان سے دعائیں بھی کراتا رہا۔ بیعت ظاہری ان لوگوں میں سے کسی سے بھی نہیں کی۔ یہاں تک کہ علاقہ بلوچستان قلات نصیر خاں پہنچا وہاں سے براستہ دریا شہر بمبئی پہنچا۔ وہاں ایک مسجد میں اسباب رکھا۔ اسی اثناء میں اس محلہ کے ایک شخص کی زبانی سنا کہ حضرت شیخ الشیوخ حافظ قرآن حضرت شاہ ابو سعید صاحب دامت برکاتہ حج بیت اللہ شریف کیلئے بمبئی تشریف لے آئے ہیں۔ اس فرحت بخش خبر کے سنتے ہی میں آں جناب کی پابوسی کا شرف حاصل کرنے

Marfat.com

کیلئے روانہ ہوا۔ حضور کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر قدمبوسی حاصل کی اور فوراً بیعت کرلی۔ تقریباً بیس روز آپ کی توجہ اور حلقہ شریف میں بیٹھا۔ کھانا وغیرہ اپنی جیب سے کھاتا رہا اس کم مدت میں آپنے بندہ کو ولایت صغریٰ تک پہنچا دیا مگر اضطراب سابقہ میں پھر بھی کوئی کمی نہ آئی بلکہ تردد اور پریشانی خاطر ظہور پذیر ہوئی۔

ایک روز آنجناب کی خدمت میں اپنے اضطراباتِ قلبیہ و تشویشاتِ باطنیہ کے متعلق عرض کیا۔ قبلہ حضرت صاحب نے فرمایا "میں اسوقت حج کیلئے کعبۃ اللہ شریف جارہا ہوں آپ کو دو باتوں میں اختیار ہے خواہ میری واپسی تک یہاں قیام کرو اور خواہ دہلی میرے فرزند میاں احمد سعید صاحب کے پاس جاؤ جو حضرت شاہ غلام علی صاحب کی خانقاہ میں جانشین ہیں اور ان کے ہاں رہو اور توجہاتِ باطنیہ سے مشرف ہو۔

چونکہ بمبئی میں گرمی سخت تھی جسکی تاب بندہ نہ لاسکا، چنانچہ شہر دہلی روانہ ہوا۔ ایک رات اثنائے راہ میں حضرت شاہ صاحب قبلہ کو چند اشخاص کے ہمراہ خواب میں دیکھا کہ آپ بشارت کے طور پر مجھے فرمارہے ہیں کہ تم میرے مجاز ہو۔ حضرت شاہ صاحب قبلہ کی زبان درفشاں سے جونہی یہ الفاظ شریف سُنے تو میرے دلِ حزیں کو غم و الم سے فی الفور آرام حاصل ہوا یہاں تک کہ میں نے دہلی شریف میں جناب حضرت مسیح دوراں حافظِ قرآں شیخی و امامی حضرت شاہ احمد سعید صاحب قبلہ کی قدمبوسی کا شرف حاصل کیا۔ احقر نے جونہی آنجناب کے چہرۂ مبارک اور آنکھوں پر اپنی نظر ڈالی تو فوراً دلِ رنجور کو سابقہ تشویشات و پریشانیوں سے نجات حاصل ہوئی۔ خداوند واحد قدوس کا لاکھ لاکھ شکر اور تحمید ادا کرتے ہوئے خوش و خرم ہو کر وحدہٗ لاشریک کے ذکر میں مشغول و سرگرم رہا۔

Marfat.com

ایک دن حضرت قبلہ وکعبہ قطب زماں وسیلتنا الی الوحید حضرت شاہ ابوسعید صاحب کی حج سے واپسی کے وقت شہر ٹونک میں وصال کرجانے کی خبر اس عاجز کو پہنچی جسکی وجہ سے مجھے سخت ملال ہوا اور آہ وزاری کرنے لگا۔ چند روز بعد احقر نے حضرت قبلہ وکعبہ غوث رواں قطب دوراں حضرت شاہ احمد سعید صاحب قبلہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ خدا کے فضل سے برکات، کمالات اور انوار وکشفیات وتجلیات وغیرہ اس بندہ پر آنحضرت کے صدقے میں وارد ہوئیں۔ کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے۔ ؎

تو مگو مارا بآں شہ بار نیست　　　بر کریما کارہا دشوار نیست

قدمبوسی کے وقت دو عدد تسبیح اور ایک عدد رومال اور ایک روپیہ نقد آنجناب کی خدمت میں بطور نذر پیش کیا۔

آپ کی اس خاکسار پر نظر عنایت بیحد تھی۔ آپ جب طلبا کو سبق پڑھاتے تو بندہ ہی کی طرف محبت کی نظر سے تکتے۔ ایک بار آنجناب نے احقر کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا۔ "ایک مرتبہ کیا دیکھتا ہوں کہ میں اور تو اور میرے تینوں فرزند ایک ہی دسترخوان سے کھانا کھا رہے ہیں۔"

الحمد للہ خداوند کریم نے ویسا ہی ظاہر کیا۔ ایک دفعہ خاکسار آپ کی خدمت میں حاضر تھا آنجناب شیرینی تقسیم فرما رہے تھے بعض کو کم اور بعض کو زیادہ دے رہے تھے اس احقر کے دل میں خطرہ گزرا کہ حضرت یہ فرق کیوں فرما رہے ہیں۔ جونہی یہ خیال میرے دل میں گزرا تو فوراً مجھ سے حضرات کرام کی نسبت غائب ہوگئی۔ بہت آہ وزاری کی اور لاحول ولا قوۃ پڑھا اور خیال سابقہ سے توبہ کرکے نہایت خشوع وخضوع سے جناب ذات باری تعالیٰ سے سابقہ نسبت واپس آجانے کے واسطے عرض کی۔ آخر

53389

Marfat.com

خدا خدا کر کے نسبت واپس نصیب ہوئی۔ مکمل ایک سال دو ماہ پانچ روز آنحضرت کی صحبت سے مستفید ہوتا رہا۔ جناب حضرت شاہ صاحب نے اس قلیل مدت میں جمیع طرق نقشبندیہ۔ قادریہ۔ چشتیہ وغیرہم کی اس احقر کو اجازت مرحمت عطا فرمائی اور اپنے دست مبارک سے اجازت نامہ لکھکر مجھ کو خراسان کی طرف رخصت فرمایا۔ فقیر کی روانگی کے وقت حضرت قبلہ شاہ صاحب نے ملا جلال ایچکزئی کو فرمایا "حاجی صاحب تمہارے ساتھ ہیں گویا فقیر تمہارے ساتھ ہے آپ نے یہ بھی فرمایا حاجی صاحب بہت اچھے آدمی ہیں ان سے بہت سی مخلوق خدا فائدہ اٹھائے گی" آپ نے یہ الفاظ تین بار تکرار فرمائے اور مجھے سوداگروں کی معیت میں خراسان رخصت فرمایا اور چند سال کے بعد ایک دوسرا اجازت نامہ جو اجازت مطلقہ پر مشتمل تھا اپنے دست مبارک کا لکھا ہوا عطا فرما کر سرفراز فرمایا۔"

دونوں اجازت ناموں کی عبارت تبرکاً یہاں درج کی جاتی ہے:۔

اجازت نامہ اول:۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حمد اور صلوٰۃ کے بعد فقیر احمد سعید مجددی نسبتاً وطریقۃً (کان اللہ لہ) جمیع احباب اور متعلقین پر واضح کرنا چاہتا ہے کہ مخزن صلاحیت وکمالات حاجی الحرمین الشریفین حاجی ملا دوست محمد وفقہ اللہ تعالیٰ لما یحب ویرضیٰ، اس ہیچمدان کے پاس کسب باطنی کے واسطے آیا اور ایک سال سے زیادہ رہا۔ اس مدت میں ان کے دس لطائف پر توجہ کی۔ الحمد للہ کہ پیران کبار کی برکت سے ہر مقام میں اسکی چاشنی سے متلذذ ہوئے اور ہر ایک مقام میں اس کے آثار اور انوار کو ملاحظہ کیا اور اپنے آپ میں فنا اور بقا کے آثار و علامات کے مشاہدے کئے۔ لہذا ان کو طریقہ نقشبندیہ وقادریہ وچشتیہ کی تعلیم دینے کی فقیر کی طرف

Marfat.com

سے عام اجازت ہے۔ اجازت اس شرط پر دی جاتی ہے کہ آپ شریعت پر قائم اور سنت کے تابع رہیں گے۔ بدعات سے پرہیز رکھیں گے اور ہمیشہ خداوند کریم کی یاد میں لگے رہیں گے۔ خلق خدا سے مایوس اور روگرداں، خداوند کریم کی ذات پاک سے امیدوار۔ اس پر صابر اور متوکل اور اس کی رضا پر راضی رہینگے۔ ؎

تو مباش اصلاً کمال این ست و بس
پس در و گم شو وصال این ست و بس

اجازت نامہ ثانی:۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم النبیین وآلہ واصحابہ اجمعین۔ بعد حمد وصلوٰۃ کے فقیر احمد سعید مجددی کی طرف سے واضح ہو کہ نیک افعال اور خوب خصال برادر رشید مولانا حاجی دوست محمد صاحب قندھاری سلمہ اللہ تعالیٰ۔ خداوند کریم ان کو اپنی ذات پاک کا عاشق اور اپنی مخلوق کا امام اور ہادی بنائے آمین۔ حاجی صاحب موصوف اخذ طریقہ کیلئے میرے پاس آئے اور اذکار و مراقبات میں پوری کوشش سے مشغول رہے۔ میں نے ان جمیع طریق نقشبندیہ مجددیہ۔ قادریہ۔ چشتیہ سہروردیہ کبرویہ کے مقامات میں توجہ دی۔ آپ بفضل ایزدی و برکات پیران کبار مجمع البحار و معدن الفخار بن گئے۔ انکو طالبین راہ سلوک کی ارشاد اور القاسکینہ وحضور کی تعلیم دینے کی عام اجازت ہے۔ یہ میرے خلیفہ ہیں ان کا ہاتھ گویا میرا ہاتھ ہے اس شخص کے لئے خوشی ہے جس نے ان کی اقتدا کی۔ خداوند کریم فرماتے ہیں۔" اے پیغمبر صلعم وہ لوگ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ حقیقت میں اللہ کی بیعت کر رہے ہیں اللہ کے ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔" وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

Marfat.com

حضرت قبلہ و کعبہ کے حالات از خواجۂ خواجگان حاجی محمد عثمان صاحب دامانی کی زبانی

حضرت قبلہ و کعبہ حاجی صاحب (روحنا و قلبنا فداہ) نے ایک دفعہ فرمایا کہ پہلی مرتبہ جو میں خانقاہ شریف دہلی سے رخصت ہو کر خراسان روانہ ہوا تو میں نے راستہ میں بہت سے لوگوں کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا کوئی مجھے کہتا ہے دعا کرو اور کوئی کہتا دم کرو۔ میں حیران ہو کر کہنے لگا کہ خداوندا کیا میں کوئی دوسرا آدمی بن گیا ہوں جسکی وجہ سے خدا کی مخلوق میرے پیچھے بھاگی بھاگی پھر رہی ہے اور دعاؤں کے لئے درخواست کر رہی ہے۔ دوستو یہ محض خداوند رحیم و کریم کا فضل اور جناب حضرت پیر و مرشد شاہ صاحب قبلہ کی نظر شفقت کا اثر تھا ورنہ میں تو وہی ناچیز بندہ ہوں جو پہلے تھا۔" جس وقت جناب قبلہ حاجی صاحب خراسان پہنچے تو انہوں نے وہاں پر ایک قبولیت تامہ حاصل کی اور خوارق عادات کے مصدر بنے اور مقبولان بارگاہ الٰہی سے ہوئے۔ آپ کو اپنے پیر و مرشد حضرت شاہ صاحب سے بہت محبت تھی جو بیان سے باہر ہے۔ اور جتنی ہمارے حضرت قبلہ حاجی صاحب قدس سرہٗ کو اپنے پیر و مرشد قدس سرہٗ سے نسبت تعشق حاصل تھی اتنی ہی جناب حضرت شاہ صاحب قبلہ کی آپ پر شفقت و تلطف و عنایت تھی۔ آپ پیر و مرشد قدس سرہٗ کے نعلین شریف اپنے چہرے پر رکھتے اور کثرت محبت کی وجہ سے دیر تک رویا کرتے تھے اور ان کے بیت الخلا کو اپنے ہی ہاتھ سے صاف کیا کرتے تھے۔ اور آپ پر شاہ صاحب قبلہ کی عنایت کا یہ حال تھا کہ آپ حاجی صاحب قبلہ کو بہت دیر تک اپنی بغل میں پکڑے رہا کرتے اور ساتھ ہی فرمایا کرتے کہ "حاجی صاحب نے جو کچھ بھی پایا ہے میری محبت میں پایا ہے اور مجھکو جو محبت آپ سے ہے وہ اپنے اور

Marfat.com

احباب میں سے کسی سے بھی نہیں آپ تو میرے جمیع احباب اور منتسلفین میں مخصوص ہیں" اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا" جیسا کہ مولانا خالد رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں بوجہ کثرت ارشاد و ترویج سلسلہ عالیہ میں مشہور تھے ویسے ہی حاجی صاحب بوجہ کثرت مریدین و قوت و تصرف میرے خلفاء میں ممتاز ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ آپ کے مرید لکھوکھا اور خلفاء ہزاروں کی تعداد میں پہنچ گئے تھے۔

آپ نے چند جگہوں پر خانقاہیں بنائیں۔ پہلی خانقاہ نادہ میں بنوائی جو خراسان کی حدود میں واقع ہے۔ یہاں ہر طرف چوروں اور رہزنوں کے ڈیرے تھے اور یہ مقام بڑے خطرے کا تھا۔ شروع شروع میں مخالفین نے خانقاہ کی تخریب میں کوشش کی لیکن آپ نے کوئی پرواہ نہیں کی اور اللہ پر بھروسہ کر کے وہاں پر تبلیغ شروع کر دی۔ وہاں کے چور اور رہزن رفتہ رفتہ حضرت قبلہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے مطیع ہو گئے۔ آپ کی صحبت شریف میں رہ کر توجہات فراواں اور فیوضات بے پایاں کے اثر سے کامل اولیاء اللہ ہوتے گئے۔ اور فعل حرام یعنی چوری اور رہزنی کو چھوڑ کر معبود حقیقی کے ذکر میں اپنی زندگی کے باقی دن گزارنے لگے۔ نیز کسب حلال کے درپے ہوئے۔

بہت دنوں سے ملا دین محمد اخوندزادہ بابکزئی حضرت کی خدمت اقدس میں بصد عاجزی و انکساری عرض کیا کرتے تھے کہ حضرت قبلہ ان کی کاریز پر غنڈان میں ایک خانقاہ کی بنا ڈالیں۔ کچھ عرصہ تک تو حضرت قبلہ نے ان کی اس درخواست پر کوئی توجہ نہ کی لیکن آخر الامر ملا دین محمد صاحب اخوندزادہ کی اس معروض کو قبول کر لیا اور حضرت قبلہ نے دوسری خانقاہ قوم بابکزیوں میں غنڈان میں بنانے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ جب خراسان کے باشندوں کو حضرت کے ارادہ سے آگاہی ہوئی تو وہ سب کے سب مل کر حضور کی خدمت

Marfat.com

میں حاضر ہوئے اور آہ وزاری کرتے ہوئے التجا کی کہ حضور ان کی کوتاہیوں اور لغزشوں کو معاف فرمائیں اور یہاں سے جانے کا ارادہ ترک فرمائیں۔ حضرت قبلہ نے ان کو فرمایا کہ میں اپنی خانقاہ میں ملا غازی صاحب کو چھوڑ جاؤنگا وہ آپ کو حلقہ میں توجہ دیا کرینگے چنانچہ یہ کہکر قبلہ حضرت صاحب اور جمیع خدام وطلبا ناصری وخراسانی وملادین محمد اخوند زادہ صاحب وغیرہ سب نے مقام غنڈان کی طرف روانگی اختیار فرمائی اور بخیر وعافیت وہاں پہنچے۔ چند ہی دنوں میں حضور کے درویشوں اور اخوندزادہ ملادین محمد صاحب نے قوم بابکزیوں کی کاریز پر بہت سے گھر اور مسجد وغیرہ تعمیر فرمائی۔ سو سے زیادہ علماء وغیرہ تعمیر خانقاہ کیلئے مٹی کے کام میں مصروف تھے۔ ان کی جبیں بظاہر تو مٹی سے آلودہ تھی لیکن ان کا باطن انوارات وتجلیات سے معمور ومنور تھا حتیٰ کہ خانقاہ شریف تیار ہوگئی۔ وہاں کے لوگ جان ومال سے آپ پر قربان تھے۔ چند سال حضور نے اس خانقاہ شریف میں استقامت فرمائی۔ آخر الامر ابتدائے موسم سرما میں خراسان سے روانہ ہوئے اور بخیر وعافیت حضور مع جمیع متعلقین وخدام دامان میں تشریف لائے اور بحکم ربی آپ نے شہر چودھواں میں سکونت اختیار فرمائی اور وہاں پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج میں مصروف ہوگئے۔ اس علاقہ کے جید علماء وفضلا مثلاً ملا عبدالغفار صاحب سکنہ کوہی بارہ مولوی فتح محمد صاحب چودھوی۔ ملا عبدالرحیم صاحب واخوندزادہ ملا عبدالغفار صاحب سلیمان خیل متوطن درابنی جیسے مستند فضلا آپکے دست مبارک پر بیعت ہوکر آپ کے خوان فیض وارشاد کے ریزہ چیں ہوئے

دوستوں کی خواہش پر حضور نے موسیٰ زئی شریف میں خانقاہ کی بنا ڈالی۔ جب حضرت صاحب قبلہ نے درابن کلاں میں نزول فرمایا تو دوستوں نے بڑے ادب

Marfat.com

اور عاجزی کے ساتھ آپ کا استقبال کیا۔ چنانچہ اسی اثنا میں مولوی عبدالرحیم اخوندزادہ صاحب اور ملا عبدالغفار اخوندزادہ صاحب دونوں محض آپ کی زیارت اور قدمبوسی سے مشرف ہوتے ہی مجذوب اور بیہوش ہو گئے اور ان پر گریہ وزاری کا عالم طاری ہو گیا۔ چنانچہ حسب الحکم حضرت قبلہ اخوندزادہ ملا عبدالرحیم صاحب کو حضور کے حلقہ شریفہ میں لایا گیا اور وہاں اخوندزادہ موصوف کا جوش وخروش ٹھنڈا ہوا۔ خانقاہ شریف موسیٰ زئی کی بنا ۱۲۶۶ھ میں ڈالی گئی۔ دو بڑے گھر۔ ایک دالان مستورات کے لئے ایک تسبیح خانہ۔ ایک مسجد شریف تین حجرے عام طلباء کی سکونت کے لئے اور دو بڑے گھر خاص طلباء کے قیام کیلئے ایک اصطبل اور اس کے متصل ایک حجرہ تعمیر کیے گئے۔

موسم سرما میں حضور موسیٰ زئی کی خانقاہ شریف میں اور موسم گرما میں علاقہ خراسان مقام غنڈان میں تشریف لیجایا کرتے تھے جو قندھار اور غزنی کے درمیان واقع ہے۔

دہلی سے غدر کے موقع پر جب قبلہ حضرت شاہ احمد سعید صاحب نے مکہ معظمہ جانے کیلئے ہجرت اختیار کی تو براستہ سرحد علاقہ دامان ڈیرہ اسماعیل خاں پہنچے، اور مولوی غلام حسین صاحب دیروی کے ہاں قیام فرمایا۔ جب حضرت قبلہ حاجی صاحب کو آپ کی تشریف آوری کی خبر پہنچی تو آپ استقبال کیلئے ڈیرہ میں تشریف لائے اور اپنے ہمراہ حضرت قبلہ پیر و مرشد کو موسیٰ زئی لے آئے۔ اور یہاں کی خانقاہ شریف کا نام اپنے پیر و مرشد کے اسم مبارک سے موسوم کیا یعنی خانقاہ شریف احمدیہ سعیدیہ جناب حضرت شاہ صاحب قبلہ نے خراسان وہندوستان کے کل متعلقین ومریدین کو حضرت قبلہ حاجی صاحب (روحی وقلبی فداہ) کے سپرد فرمایا اور اپنے دست مبارک سے

Marfat.com

مندرجہ ذیل سطور پرنور تحریر فرمائیں:۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ افضل الحمد واجلہ واعلاہ کما یلیق بجناب قدسہ تعالیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الوریٰ کما ینبغی ویحری وعلیٰ الہ التقیٰ واصحابہ النقیٰ امابعد ان سطور کے تحریر کا باعث یہ ہے کہ مدت سے دل حزیں کو حرمین الشریفین کی زیارت کی آرزو تھی۔ خداوند کریم کے فضل وکرم سے میں نے مع اہل وعیال ان دیار شریفہ وحدود مبارکہ کی زیارت کا مصمم ارادہ کرلیا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان دیار شریفہ میں پہنچائے۔ لہٰذا یہ سطور اس بارہ میں لکھے جاتے ہیں کہ میرے جسقدر مرید ہندوستان اور خراسان میں رہتے ہیں ان کو معلوم ہو کہ میرے قائم مقام مقبول بارگاہ احد حاجی دوست محمد صاحب ہیں ان سب کے لئے لازم ہے کہ حاجی صاحب سے توجہات باطنی حاصل کریں وھو خلیفتی دیدہٗ کبدی قطوبی لمن اقتدیٰ بہ فھو خلیفتی علی الاطلاق بای طریق بامرکم فعلیکم بامتثالہ ولا یجوز العدول عن حکمہ۔ اللّٰھمّ اجعلہ ھا و بالک د اھد بہ ومھد یا واھدیہ النّاس طرًا علےٰ سبیل الدوام والاستمرار وزد فی عمرہٖ ورشدہٖ وصلاحہ یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین ویرحم اللہ قال آمنا۔ والسّلام اولاً و اخراً۔

حضرت شاہ صاحب نے آپ کو اپنی ضمنیت میں بھی مخصوص فرمایا تھا۔ اپنی خانقاہ وتسبیح خانہ اور مکانات ومحل سرائے بھی جناب حاجی صاحب قبلہ کے حوالے فرما گئے اور اختیار دے گئے خواہ وہ خود اس میں قیام فرمائیں یا اپنے کسی خلیفہ کو وہاں رکھیں

Marfat.com

تاکہ مہمانوں کی خدمت اور حضرات کبار کے مزارات بابرکات کی دیکھ بھال ہوتی رہے۔ چنانچہ ہمارے حضرت قبلہ نے اپنے خلیفہ جناب مولوی رحیم بخش صاحب کو اس کام کے واسطے مقرر فرمایا۔ جناب مولوی رحیم بخش صاحب کا مزار شریف خانقاہ شریف دہلی میں حضرات کرام قدسنا اللہ باسرارہم اقدس کی چاردیواری کے باہر واقع ہے۔

سنہ ۱۲۷۰ھ میں جناب حضرت قبلہ گاہی حاجی صاحب طریقۂ نقشبندیہ احمدیہ سعیدیہ کے مجاز ہوئے۔ اور طریقۂ عالیہ موصوفہ کی ترویج میں آفتاب عالم تاب کی مانند شہرۂ آفاق ہوئے۔ جب حضرت قبلہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو یہ عاجز محمد عثمان سید نور آخوندزادہ اور دیگر عزیز و اقارب حضور پرنور کی خدمت میں حاضر تھے۔ یہ یہ احقر اور دیگر اعزہ سورۂ یٰسین شریف کے پڑھنے میں مشغول تھے اور دوسرے حضرات مختلف سورتیں پڑھ رہے تھے۔ احقر نے چالیس بار سورۂ یٰسین شریف اور دو پارے کلام اللہ شریف کے پڑھے ہی تھے کہ آپ نے اپنی آنکھیں مبارک کھولیں اور دریافت فرمایا "میں زندہ ہوں یا مردہ ؟" ہم خدام نے عرض کیا کہ حضور ابھی تک آپ حیات ہیں۔ ایک گھڑی بعد پہلی سی استغراق کی حالت آپ پر طاری ہو گئی۔ ایک لحظہ بعد حضور نے اپنی آنکھیں مبارک کھولیں اور فرمایا۔ الحمد للہ۔ الحمد للہ۔ الحمد للہ غالباً تین بار حضور نے ادا کیا۔ اس کے بعد آپ نے احقر عثمان سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ "تم سب تحمید پڑھو۔" ہم نے کلمہ شریف پڑھنا شروع کیا اور غالب گمان یہ ہے کہ ہم نے تین یا چار بار تحمید پڑھی ہو گی کہ آپ نے فرمایا "یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیہ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔" اور وصال فرما گئے۔ حضرت کا آخری کلام مبارک تحمید پڑھنا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ

Marfat.com

رَاجِعُونَ ۞ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَّإِنَّهُمْ مَّيِّتُونَ ۞ وَإِنَّا عَلَىٰ ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۞

حضرت قبلہ وکعبہ ہر روز حالت مرض میں اپنی زبان درفشاں پر مندرجہ ذیل اشعار کی تکرار فرمایا کرتے تھے۔

منگر کہ دل ایں ہمیں پرخوں شد — بنگر از یں سرائے فانی چوں شد

مصحف بکف و پارہ دیدہ بدوست — با پیک اجل خندہ زناں بیروں شد

آپ نے مولوی فتح محمد صاحب کو فرمایا کہ جب اس حقیر کا جنازہ اٹھاؤ تو یہ ابیات جنازے کے آگے ضرور پڑھنا۔

وفدت الی الکریم بغیر زاد — من الطاعات والقلب السلیم

میں کریم کی خدمت میں بے خرچ حاضر ہوا — میں نہ ہی قلب سلیم کا مالک ہوں اور نہ ہی عبادات کا

محمل الزاد اقبح کل شیء — اذا کان القدوم الی الکریم

کیونکہ جب سخی کی خدمت میں جانا ہو — تو خرچ کا لینا بہت ناپسندیدہ ہے۔

Marfat.com

مکتوب اوّل بنام محمد جان آخوندزادہ صاحب شریعت پر عمل اور چند مفید نصائح کے بیان میں

الحمد للہ الذی اطلع فی فلک الانزال شمس النبوۃ المحمدیۃ واشرف من افق اسرار الرسالۃ مظاہر تجلیات احمد صلی اللہ علیہ وسلم اما بعد اخوی عزیزی ارشدی محمد جانان آخوندزادہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ عن الافات الدنیویۃ والاخرویہ وجعلہ اللہ عاشقا لذاتہ تعالیٰ۔ فقیر حقیر لاشئ دوست محمد عفی عنہ کی طرف سے بعد سلام مسنونہ کے معلوم ہو کہ چند نصائح تحریر کیجاتی ہیں تاکہ دوستوں کے لئے فلاح ونجات کا باعث ہوں۔ پس معلوم ہو کہ طریقہ صوفیہ کی ترویج اور اجازت کیلئے یہ شرط ضروری ہے کہ شریعت مطہرہ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیات کے احکام شریفہ پر ظاہری اور باطنی طور سے پوری پوری استقامت ہونا چاہیئے اور حتی الوسع حدود شرعیہ سے ایک ذرہ بھی تجاوز نہ کرنا چاہیئے۔ خصوصاً پنجوقتہ نماز کو اول وقت میں باجماعت ادا کرنا چاہیئے اور صبح کی نماز کو واجبی طور پر۔ ہروقت خداوند کریم کے ذکر اور مراقبہ میں مشغول رہنا چاہیئے۔ کم کھانا۔ کم سونا۔ کم بولنا اور لوگوں کے ساتھ کم ملنا جلنا رکھنا چاہیئے۔ توبہ۔ زہد۔ صبر۔ قناعت۔ توکل۔ شکر۔ خوف۔ تسلیم۔ رضا جیسے اوصاف علیہ سے موصوف ہونا چاہیئے۔ عوام لوگوں کی طرح کشف وکرامات کو کوئی اہمیت نہ دینا چاہیئے اپنی ذات اور جملہ مخلوق کی ذات سے ناامید رہنا چاہیئے۔ فقر اور فاقہ کو بڑی نعمت خیال کریں۔ مریدوں کے مال میں کسی قسم کا کوئی لالچ نہ رکھیں۔ مخلوق آپ کی تعریف کرے

Marfat.com

یا آپ کو بُرائی سے یاد کرے اس کی کوئی پرواہ نہ کریں۔ دولت اور دولتمندوں سے پرہیز کریں اور علماء و فقراء کی جان و مال و تن سے خدمت کریں۔ مخلوقِ خدا کی غیبت اور مذمت سے اجتناب کریں۔ کسی نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

ہر کجا ایں نیستی افزوں تراست | کارِ حق را کارگاہ آں سراست
جہاں کہیں فنائیت بہت زیادہ ہے | وہی جگہ حق کے کام کا کارخانہ ہے

شریعت و طریقت محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیات (بعد ذکل معلوم ملتہ) کا اجمالی بیان یہی ہے۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا مُتَابَعَۃَ حَبِیْبِکَ قَوْلاً وَّ فِعْلاً وَّ اعْتِقَاداً اَوَّلاً وَّ اٰخِراً ظَاھِراً وَّ بَاطِناً۔ بھائی جان اپنی ساری ہمت اللہ تعالیٰ کی طلب وجستجو اور اس کی یاد میں صرف کریں یہانتک کہ حق تعالیٰ کی یاد میں ایک لمحہ اور ایک لحظہ بھی غفلت نہ آنے پائے۔ اور ہمیشہ متوجہ بخدا رہیں۔ رزق کا غم نہ کیجئے اور نہ ہی اس کے متعلق ناحق مشوش اور پریشان رہیں کیونکہ رزق حق تعالیٰ کی طرف سے مقرر و مقدر ہے۔ بے عمل عوام علماء اور جاہل صوفیا کی طرح علم و عملیات و افسونات اور لغو قسم کی تقریرات کو اپنا وسیلہ نہ بنائیں کیونکہ ایسا کرنے میں سوائے ذلت و رسوائی کے اور کچھ حاصل نہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ بیہقی نے عبداللہؓ بن مسعودؓ سے یوں روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر اہلِ علم، علم کو محفوظ رکھیں اور علم کو اہل علم کے سپرد کریں تو وہ اس علم کے ذریعے سرداری سے سرفراز ہو جائیں لیکن چونکہ انھوں نے علم اہل دنیا کے لئے صرف کیا اس واسطے وہ ذلیل و رسوا ہوئے۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے جس نے تمام غموں کو آخرت کا غم سمجھا اور غمِ آخرت بھی کرنے لگا تو اللہ تعالیٰ اس کے

Marfat.com

دُنیا کے غموں کو کفایت فرمائیگا اور جس کو دنیا کے مختلف غموں نے آلیا اور وہ انکی فکر میں پڑ گیا تو اللہ تعالیٰ جس کی ذات بے پرواہ و مستغنی ہے اس کی کچھ پرواہ نہ کریگا خواہ وہ کسی بھی سخت و مشکل وادی میں ہلاک ہو جائے۔"

سعادت دنیاوی و دینی اور اخروی علم و عمل میں ہے جبکہ وہ قولاً و فعلاً و اعتقاداً خالص اللہ تعالیٰ کے لئے شریعت شریفہ کے عین موافق ہو اور جو شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال و اعتقادات کو جانتا ہو لیکن عمل نہ کرتا ہو تو وہ عالم نہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ "لا یکون المرء عالماً حتیٰ یکون بعلمہٖ عالماً" یعنی وہ شخص عالم نہیں ہو سکتا جو اپنے علم پر عامل نہ ہو۔ اس حدیث کے راوی حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ ہیں۔

مکتوب دوسرا بنام ملا امان اللہ ہراتی

اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات۔ علم حضوری و علم حصولی کے بیان میں

اَلْحَمْدُ للہ الذی ذاتہٗ منزہ فی التنزیہ عن صفات النقص والزوال و عن الکیف والکم و عن الاتصال والانفصال ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ ونشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہ وحبیبہٗ علیہ الصلوٰۃ والسلام وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ واحبابہٖ اجمعین ھو لہا اھل وھم لہا اھل۔ اٰمین یارب العالمین۔ اما بعد اخوی واعزی ارشدی

Marfat.com

ملا امان اللہ صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ ظاہراً و باطناً۔ بعد از سلام مسنونہ و دعوات مشنونہ
از طرف نقیر حقیر لاشئے دوست محمد معلوم ہو کہ فقیر تادم تحریر ہر طرح خیریت سے ہے
اور خداوند کریم سے آپ کی خیر و عافیت اور شریعت علیہ و محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ
والسلام) پر استقامت چاہتا ہوں۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو احوال آنجناب نے فقیر کو
لکھے ہیں وہ بہت ہی پسندیدہ اور مرغوبہ ہیں۔ چونکہ آپ کے باطنی اسرار ارباب
کشف و معرفت شہودی کے حقائق اور معارف کے متضمن تھے جو مقصود و مطلوب
و محبوب ہیں اس لئے از حد خوشی حاصل ہوئی کیونکہ ہمارے بزرگان طریقت کے
طریقہ شریفہ کا ثمرہ و نتیجہ بھی معرفت توحید شہودی ہے۔ جاننا چاہئے کہ حق تعالیٰ کا
وجود واحد اور حقیقی ہے اور جمیع موجودات علوی اور سفلی کے وجود اسی ہی کے ساتھ
قائم ہیں اور اسی سے عالم وجود میں آئے ہیں لیکن بات یہ ہے کہ موجودات علوی اور
سفلی وجود حقیقی پر دلالت کرتے ہیں۔ فلاسفہ نے یہاں پر غلطی کھائی ہے کہ وجود حقیقی
کی دلالت پر ان کی نظر نہیں پڑی۔ اس نظر کی سعادت اللہ تعالیٰ نے اہل معرفت و
توحید کو عطا فرمائی ہے۔ آیۂ شریفہ "اللّٰہ نور السمٰوات والارض"۔ خداوند
تعالیٰ کا وجود نور حقیقی ہے جو بیچون بے مثل و بے مانند ہے۔ وہ ذات منور ہے۔ تقسیم
و تبعیض سے منزہ اور مبرا ہے اور من کل الوجوہ ذات واحد ہے۔ اسکی ذات اور
صفات نہ اسکی عین ہیں اور نہ غیر۔ حدوث سے جدا اور جواہر و اعراض۔ زمان
و مکان۔ تعطیل۔ کم۔ کیف۔ حیث۔ قبل۔ بعد۔ جہات۔ حدود۔ صورت۔ حلول۔
ضد۔ ند۔ مثل۔ شکل سے منزہ اور مقدس ہے۔ وہ ذات پاک جیسا کہ پہلے موجود
تھی اب بھی ویسے ہی موجود ہے۔ یہ تحریر اور بیان جمیع انبیاء اور رسل علیہم الصلوٰۃ سے

Marfat.com

اصحاب کرامؓ پر بالتواتر فائض ہوا ہے اور پھر ان سے علماء سنت والجماعت تک پہنچا ہے اور پھر ان سے اساتذہ گرامی کے توسل سے ہم تک پہنچا ہے اسکو اور اس کے جزو کو معرفت استدلالی کہا جاتا ہے اور سماعی بھی۔ ہماری عقل و قیاس کو اس میں دم مارنے کی گنجایش نہیں۔ الحمد للہ یہ بھی نعمت ہے۔ یہی نعمت علماء اور صوفیا کے درمیان مشترک ہے کہ اس معرفت کے بغیر معارف صوفیہ حاصل نہیں ہو سکتے معرفت صوفیہ کا طریق یہ ہے کہ نفس کو ریاضات و مجاہدات اور توجہ (جو قوانین اسلامی اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ و اجماع امت کے موافق ہوں) کے ذریعہ علائق جسدی اور عوائق بشری وصفات ذمیمہ اور اخلاق رذیلہ سے خالی کیا جائے۔ اور اس طریقہ سے جو معرفت حاصل ہوئی ہے وہ کشفی شہودی ہے جو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کے ساتھ انکے مراتب کے لحاظ سے خصوصیت رکھتی ہے۔ یہ معرفت مجذوب سالک کو لطیفہ قالبیہ وقلبیہ وروحیہ وسریہ وخفیہ واخفیہ پر ذکر اور عبادت کیے بغیر نہیں حاصل ہو سکتی۔ ان دونوں معرفتوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ معرفت صوفیہ علم حضوری سے عبارت ہے جو فنا اور بقا کے بعد حاصل ہوتی ہے اور اسی معرفت کو معرفت شہودی او وجدانی سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور متکلمین کی معرفت اس سے عبارت ہے کہ اللہ کیسا علم حصولی حاصل ہو جو نظر منطق و فلسفہ اور استدلال کے ذریعہ کا نتیجہ ہے علم حضوری اور علم حصولی کی تفصیل یہ ہے کہ علم حصولی اس سے عبارت ہے کہ ہر وہ علم جو خارج سے حاصل ہو وہ صورت معلومہ کا حصول ہے جو مدرک کہ عالم میں حاصل ہو ایسے علم کو علم حصولی کہا جاتا ہے اور وہ علم جو خارج سے حاصل نہ ہو بلکہ وہ ذات عالم سے متعلق ہو تو ایسے علم کو علم حضوری کہا جاتا ہے۔ پہلا علم الیقین ہے اور دوسرا

عین الیقین ہے اور وہ عارف جس کو فنا و بقا حاصل ہو جائے اور وجود کونی سے منقطع ہو جائے پس وہ ضرور علم حصولی سے نکل گیا اور وہ علم سے وجدان تک پہنچ گیا۔ وہ اس وقت شرک جلی اور خفی اور تمام شکوک و اوہام جو دلوں میں آتے ہیں خلاصی حاصل کر لیتا ہے اور یہی حق الیقین ہے۔ پھر وہ اپنی حیات تک عاشق۔ محب۔ ذاکر و عابد و ساجد رہیگا میں ناقص اور ناتمام معرفت حق کو کیا بیان کروں۔ خداوند کریم کی معرفت کے بیان سے تو اولیاء کاملین بھی عاجز آئے ہیں۔ اُنہوں نے اس آیتہ کے ترجمے میں فرمایا ہے "وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ" یعنی اللہ تعالیٰ کی معرفت کسی کو بھی پوری پوری حاصل نہیں ہوئی۔ خداوند کریم نے کمال غیرت۔ عزت اور جلالت و عظمت کی وجہ سے اپنی ذات بحت کی معرفت کسی کو عطا نہیں فرمائی۔ توحید کی حقیقت کیا بیان کی جائے اس کا کما حقہ بیان کرنا محال ہے۔ اگر جمیع مخلوق سو ہزار برس تک خداوند کریم کی معرفت اور عزت کی حقیقت میں غور و فکر کریں تو بھی وہ عاجز آ جائیں اور کہہ اُٹھیں کہ ہم نے کچھ نہیں جانا۔ حضرت خواجہ شبلیؒ نے فرمایا ہے حقیقت المعرفت العجز عن المعرفت یعنی معرفت کی حقیقت یہی ہے کہ معرفت سے عاجز آ جائے۔" اور حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں میرا بڑا گناہ یہی ہے کہ خداوند کریم کی معرفت حاصل کروں۔ اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز نے مکتوبات شریف میں تحریر فرمایا ہے کہ فھو سبحانہ وراء کل محسوس و معقول و وراء کل موہوم و متخیل فھو سبحانہ وراء الوراء ثم وراء الوراء یعنی خداوند کریم تعالیٰ وہ ذات پاک ہے جو ہر محسوس اور معقول سے وراء ہے اور وہ ہر وہم و خیال سے بالاتر سے بالاتر ہے۔ پس وہ بلند و پاک ذات تمام اشیاء کے ادراک سے بالاتر

Marfat.com

ہے۔ جمیع عقول اس کی شان کبریائی تک پہنچنے سے قاصر ہیں۔ یہ درایت کسی حجابات اور پردہ کی وجہ سے نہیں بلکہ یہ محض اسکی عظمت۔ شان کبریائی اور رفعت و منزلت کے لحاظ سے ہے۔ بعض بزرگان دین نے فرمایا ہے "حق تعالیٰ کی معرفت اشیا کے دیکھنے اور پھر انکا اسی غور و فکر میں ہلاک ہو جانے کا نام ہے" اسی معنی میں خداوند کریم فرماتے ہیں "کل شئ ھالك الا وجھہ۔ یعنی ہر ایک چیز سوائے اس کی ذات پاک کے ہلاک ہونے والی ہے۔ نیز بعض دوسرے بزرگان دین فرماتے ہیں۔" حق تعالےٰ کی معرفت یہ ہے کہ اسے علم و قدرت کے اعتبار سے بے مثل و بے مانند جانا جائے اور جمیع اشیاء سے اسے اپنے قریب تر سمجھا جائے۔ نیز جمیع اشیاء سے اسے محبوب تر مانا جائے اور اپنی ذات اور جمیع اشیاء کی ذات کو ہیچ خیال کیا جائے۔" ابو عثمان مغربی نے فرمایا ہے۔" العاصی خیر من المدعی لان العاصی ابداً یطلب طریق التوبۃ والمدعی یخض ابداً فی خیال دعواہ۔ یعنی عاصی مدعی سے بہتر ہے کیونکہ عاصی (گنہگار) ہر وقت راہ توبہ کی جستجو میں ہوتا ہے اور مدعی ہر وقت اپنے دعوے کے خیال میں مستغرق" پس عاصی کیلئے رہ توبہ کی جستجو نفس عبادت ہے اور مدعی چونکہ اپنے دعوے کے خیال میں مستغرق رہ کر تضیع اوقات کرتا ہے اس لئے وہ گناہ میں مبتلا ہوتا ہے۔ نیز صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ جو شخص دولتمندوں کی صحبت کو درویشوں کی صحبت پر ترجیح دیتا ہے اور دولتمندوں کی صحبت اختیار کرتا ہے تو خداوند تعالیٰ ایسے شخص کو دلی امراض میں مبتلا کر دیتا ہے۔ صوفیائے کرام کے طریقے کا سلوک تہذیب اخلاق سے عبارت ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اتصال پیدا ہو جائے اور اتصال کے معنی یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے سوا جمیع ماسوا سے پورے طور پر انقطاع حاصل ہو جائے۔ اتصال سے

Marfat.com

یہ مراد نہیں کہ ذات کو ذات کے ساتھ اتصال ہو جائے کیونکہ اس قسم کا اتصال تو دو جسموں میں ہوا کرتا ہے۔ بخلاف ذات خداوندی کے کہ وہاں پر اس قسم کا وہمہ کیا جانا کفر ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ جسقدر ما سوا اللہ سے انقطاع حاصل ہو جاتا ہے اسی قدر اللہ تعالیٰ سے اتصال پیدا ہو جاتا ہے اور فقر و فاقہ جو نفس کے لئے مکروہ و ناپسندیدہ ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں پسندیدہ ہے۔ فقر و فاقہ ایک منصب عظیم ہے جسکو مکروہ نہ جاننا چاہیئے۔ اس کو مصیبت ناپسندیدہ خیال کرنا عوام کا شیوہ ہے بزرگوں نے فرمایا ہے "بلا از دوست عطا است واز عطا نالیدن خطا ہے، یعنی دوست کی طرف سے مصیبت ایک عطیہ ہے اور اس پر گریہ وزاری کرنا ایک بڑی خطا ہے۔ ہر چیز کے آداب ہوتے ہیں۔ بلا و مصیبت کے آداب یہ ہیں کہ اسکی شکایت اور اس کے دور ہونیکی التجا سوائے خدا کے اور کسی دوسرے سے نہ کرے۔ اہل سنت والجماعت کے ہاں یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی تکلیف یا مصیبت بندہ پر نازل ہو تو اس سے محبت رکھنا اور اس پر راضی رہنا فرض ہے۔ جو مصائب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتی ہیں ان پر راضی رہنا قلب کے لئے خوشی و سرور کا باعث ہے۔ یاد رہے جب تک ان بلیات کے ساتھ دل کو خوشی اور رغبت حاصل نہ ہو جائے اس وقت تک حقیقت، طاعت و بندگی نصیب نہیں ہو سکتی۔ الطرق الی اللہ تعالیٰ بعدد انفاس الخلائق (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف جانیکا طریقہ لوگوں کے سانسوں کی تعداد کے برابر ہے) تو آپنے سنا ہو گا۔ اپنے طریقہ نقشبندیہ میں مشغول رہیں جو کہ ہمارے بزرگان طریقت کا طریقہ ہے۔ باقی جو آپ کو جمیع طریقوں کی اجازت دی گئی ہے وہ اس لئے کہ آپ کو بکثرت برکات حاصل ہوں جو پہلے سے

Marfat.com

ہمارے پیران کبار کا معمول چلا آتا ہے یعنی وہ بھی خلفاء کو جمیع طریقوں کی اجازت دیدیا کرتے تھے نہ اسواسطے کہ دوسرے طریقوں کو رواج دیں۔

بزرگوں نے فقر کی تعریف میں فرمایا ہے۔ "الفقر کائن فی ماہیۃ التصوف وبہ اساسہ وقوامہ" یعنی فقر تصوف کی ماہیت میں ثابت ہے اور اسی کے ذریعہ تصوف کا قوام ہوتا ہے اور یہی اس کی بنیاد ہے۔ ودم فرماتے ہیں: "التصوف مبنی علی ثلاثۃ خصال التمسک بالفقر والافتقار والتحقق بالبذل والایثار" یعنی فقر وافتقار کو اختیار کرنا اور خرچ وایثار کو اپنانا ان تینوں خصلتوں پر تصوف کی بنیاد ہے۔ امام کرخیؒ فرماتے ہیں: "التصوف الاخذ بالحقائق والیاس مما فی ایدی الناس فمن لم یتحقق بالفقر لم یتحقق بالتصوف"۔ تصوف حقائق کا پکڑنا اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس کی طمع نہ رکھنا اسی کا نام تصوف ہے۔ پس جس شخص کے پاس فقر نہیں اسکے پاس تصوف نہیں"۔ حضرت جنید بغدادیؒ سے تصوف کے متعلق پوچھا گیا تو آپنے فرمایا۔ تصوف یہ ہے کہ بلا کسی علاقہ کے اللہ کے ساتھ تعلق حاصل ہوجائے" اور حضرت شبلیؒ سے فقر کی حقیقت پوچھی گئی تو آپ فرمانے لگے اللہ کے سوا سب چیزوں سے استغنا حاصل ہوجائے۔ ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ فقر کی تعریف میں یوں فرماتے ہیں "فقر یہ ہے کہ غریبی کے وقت سکون اور اطمینان قلبی حاصل ہو اور جب اپنے پاس کچھ ہو تو اسوقت خداوند تعالیٰ کی راہ میں خرچ اور ایثار کیا جائے" خداوند کریم اس بے علم اور بے کردار ناچیز کو اور باقی احباب کو اسی راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین اور اسی طرز کا علم عطا فرمائے"۔ ہم حق تعالیٰ کی معیت اور اقربیت کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں لیکن اس معیت اور اقربیت کی کیفیت ہمارے ناقص عقول

Marfat.com

کو معلوم نہیں کیونکہ وہ ذات بے مثل اور یکتا ہے۔ روح حق تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ہے لیکن حق تعالیٰ نے کیفیت اور معرفتِ روح ہم سے چھین لی۔ خداوند تعالیٰ فرماتے ہیں " قل الروح من امر ربی " اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجئے کہ روح میرے رب کا ایک حکم ہے۔ اسی واسطے مولانا روم فرماتے ہیں۔ ؎

این معیت در نیاید عقل و ہوش | زیں معیت دم مزن بنشیں خموش
عقل و ہوش اس معیت حق کو نہیں سمجھ سکتے | اس معیت کا ذکر نہ کر اور خاموش رہ

قرب حق با بندہ دور است از قیاس | از قیاس خود منہ ایں را اساس
جو قرب بندہ کو حق کے ساتھ ہے وہ سمجھ سے بالاتر ہے | اپنی طرف سے اس کی کوئی شکل معین کر

قرب حق نے پست و بالا رفتن است | قرب حق از قید ہستی رستن است
خدا کا قرب نیچے اور اوپر جانیکا نام نہیں | قرب حق تو یہ ہے کہ انسان اپنی ہستی کو بھول جائے

جن طلباء نے علم ظاہری نہ پڑھا ہو اور ذکر کرنا شروع کر دیا ہو تو آپ ان کو دینی تعلیم پر معمور فرمائیں کیونکہ جاہل صوفی کا مذاق شیطان اڑاتا ہے اور جس طالب علم نے علم ظاہری کو حاصل کر لیا ہو تو اس کو ذکر مراقبہ۔ عبادات۔ ریاضات۔ تلاوت قرآن مجید۔ درود شریف۔ دعائے ماثورات۔ نماز تہجد۔ اشراق۔ چاشت۔ صلوٰۃ ضحیٰ اور صلوٰۃ اوابین کے لئے اس کی استعداد کا لحاظ رکھتے ہوئے ترغیب دیں۔ کلام اللہ شریف کی تفسیر اور علم عقائد۔ علم حدیث شریف۔ علم فقہ اور علم تصوف کی تدریس ہمارے حضرات کبار کی نسبت حاصل کرنے میں مدد دیتی ہے۔ کتاب عوارف المعارف میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ مرید کو اپنے شیخ کے ساتھ دو قسم کے اوقات ہیں۔ پہلا وقت دودھ پینے کا ہے اور دوسرا وقت دودھ چھڑانے

Marfat.com

کا ہے۔ پس دودھ پینے کے وقت میں مرید اپنے شیخ کی صحبت کو لازم پکڑے۔ شیخ اس وقت سے بخوبی واقف ہے۔ مرید کو لازم ہے کہ وہ شیخ سے اس کی اجازت کے بغیر جُدا نہ ہو۔ خداوند کریم نے اُمت کو ادب سکھانے کا حکم فرمایا ہے:-

انما المؤمنون الذین اٰمنوا باللہ و رسولہ واذا کانوا معہ علیٰ امرٍ جامعٍ لم یذھبوا حتّٰی یستاذنوہ ان الذین یستاذنونک اولٰئک الذین یؤمنون باللہ و رسولہ فاذا استاذنوک لبعض شأنھم فأذن لمن شئت منھم

بس مسلمان تو وہی ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں اور جب رسول کے پاس کسی ایسے کام پر ہوتے ہیں جس کے لئے مجمع کیا گیا ہے (اور اتفاقاً وہاں سے جانیکی ضرورت پڑتی ہے) تو جب تک آپ سے اجازت نہ لیں نہیں جاتے۔ اے پیغمبر جو لوگ آپ سے ایسے مواقع پر اجازت لیتے ہیں، بس وہی اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں تو جب یہ (اہل ایمان لوگ) ایسے مواقع پر اپنے کسی ضروری کام کے لئے آپ سے جانے کی اجازت طلب کریں تو ان میں سے جسکے لئے آپ چاہیں اجازت دیدیا کریں۔

پس امر دین کے سوا اور کونسا بڑا امر جامع ہو سکتا ہے۔ پس شیخ کو چاہیئے کہ مرید کو مفارقت کی اجازت نہ دے جب تک کہ مُرید کے دودھ چھُڑانے کا وقت نہ آجائے۔ اور وہ خود اپنے پاؤں پر کھڑا نہ ہو جائے اور خداوند کریم اسکے لئے سمجھ بوجھ کا دروازہ نہ کھول دے۔ پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب مرید کی حاجت روائی ہونے لگے اور الہام و فتوحات نیز اس کی معرفت اور تشبیہات کے دروازے اس پر کھل جائیں تو اس وقت مرید فطام یعنی دودھ چھڑانے کے زمانہ کو پہنچ جاتا ہے۔ لیکن اس زمانہ سے قبل شیخ کی صحبت سے اس کا جدا ہونا اسکے لئے نقصان کا باعث ہوگا۔ کیونکہ ڈر ہے کہ وہ راہ سلوک میں ہی

Marfat.com

دنیا میں پھنس کر ہوا و ہوس کا شکار نہ ہو جائے۔

مکتوب شریف تیرا بنام خلیفہ ملا امان اللہ صاحب موصوف الصدر ہراتی، توحید شہودی و توحید وجودی کے بیان میں

الحمد للہ الذی خلقنا وصورنا فاحسن صورنا باحسن الصلوٰۃ من سائر الحیوانات البریہ والبحریہ وھدانا للاسلام بالشریعۃ المحمدیۃ وخص فریق الصوفیہ بفیوض علوم الیقینیۃ والمقامات والاسرارات الاحمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ اما بعد اخوی اعزی ارشدی ملا امان اللہ صاحب سلمہ ربہ و زید ارشادہ ورفعہ اللہ الی معارج کمالات الدارین بحرمۃ النبی الثقلین از طرف فقیر حقیر لاشئے دوست محمد بعد از تسلیمات مسنونہ و دعوات ترقیات مشحونہ واضح ہو کہ الحمد للہ فقیر تا دم تحریر مع جمیع اہل بیت و دراویش خیر و عافیت سے ہے اور آنمکرم کی عافیت و سلامتی اور شریعت علیہ محمدیہ پر (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیات) بارگاہِ ایزدی سے استقامت کا خواہاں ہوں۔ آپ کو معلوم ہو کہ وہ توحید جو طریقہ صوفیہ کے سیر و سلوک کے اثنا میں طالبان حق پر ظاہر ہوتی ہے اس کی دو قسمیں ہیں اول توحید شہودی و دوم توحید وجودی۔ توحید شہودی وہ ہے کہ حق تعالیٰ کی صفات اور ذات دیکھتے ہی سالکین کی نظر میں کثرت مختفی ہو جائے۔ سالکین کی نظروں میں حق تعالیٰ کی محبت، کمال عشق اور تزکیہ نفوس کی وجہ سے ماسوا کا وجود ہرگز نہیں سماتا، اور نہ ہی وہ حضرات وجودِ غیر حق کو کوئی معتبر جانتے ہیں۔ مخلوقات کا وجود جو اصل میں بھی عدم ہے

Marfat.com

ان کے مدرکہ میں بالکل عدم اور لاشئ قرار پایا ہے۔ ساتھ ہی یہ حضرات ماسوا کے وجود کو ظلیت و مرآتیت اور عینیت کے عنوان سے بھی کبھی ملاحظہ نہیں فرماتے کیونکہ حق تعالیٰ کے تعینات کے جمیع حجابات ان پر قطع کیے گئے ہیں۔ طالبان حق کے لئے یہ معرفت شہودی ضروری ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کی معرفت خاصہ جو انبیاء کی شریعت کے موافق و متبع ہو یہی معرفت شہودی ہے۔ کتاب اللہ اور احادیث نبویہ اسی معرفت کی تائید کرتی ہیں۔

توحید وجودی۔ توحید وجودی اس سے عبارت ہے کہ متوسط قسم کے سالکان طریقہ اتحاد وجود (یعنی تمام اشیاء کا وجود جس سے موجود ہوتا ہے) کے قائل ہیں یعنی ان کا یہ جاننا کہ وجود کا مقوم (وجود کا سازندہ) جمیع موجودات علوی اور سفلی میں حضرت ذات واحد حق سبحانہ ہیں۔ نہ یہ کہ حق تعالیٰ کا وجود اور موجودات کی ذات ایک ہے جیسا کہ جاہل صوفیوں نے مراد لیا ہے۔ ایسا خیال کرنا توحید نہیں بلکہ کھلا الحاد ہے۔ بلکہ وہ حضرات غلبہ محبت اور تصفیہ قلب کی وجہ سے وحدت کو (جو کہ منزہ۔ مقدس بیمثل بے مانند۔ بغیر صورت ظاہری۔ بے حلولی و بیچون و بیچگون ہے) کثرت میں بطریق عینیہ یا مرآتیہ یا ظلیت کے ملاحظہ و مشاہدہ کرتے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ کثرت ان کی نظروں سے کلی طور پر مختفی نہیں ہوتی اور ان کو مقام فنا سے جو ولایت میں قدم اول ہے نصیبہ کمال حاصل نہیں ہوتا۔ سکر اور غلبہ حال و استیلائے محبت کے وقت ان سے جو ایسی توحید ظاہر ہوتی ہے اسکا منبع لطیفہ قلبی ہوتا ہے۔ ہاں محققین صوفیہ وجود کے لئے پانچ مراتب ثابت کرتے ہیں اور انہیں وہ تعینات پنجگانہ سے موسوم کرتے ہیں۔ پہلا تعین جو احدیت مجردہ پر متعین ہوا ہے اسے وحدت کہتے ہیں۔

Marfat.com

اور اسی تعین میں وہ علم اجمالی ثابت کرتے ہیں۔ دوسرے تعین کو محققین صوفیہ واحدیت فرماتے ہیں جو اسماء اور صفات کی تفصیل ہے اور اسے مرتبہ جبروت کہتے ہیں ان دو تعینات کو وہ صاحبان مرتبہ وجوب میں ثابت کرتے ہوئے قدیم جانتے ہیں۔ تیسرا تعین۔ اس تعین کو وہ مرتبہ عالم ارواح اور ملکوت شمار کرتے ہیں۔ چوتھے تعین کو مرتبہ عالم مثال جانتے ہیں۔ پانچویں تعین کو وہ مرتبہ عالم اجسام اور ناسوت قرار دیتے ہیں۔ نیز مراتب سہ گانہ کو مراتب امکانی کہتے ہیں اور حادث جانتے ہیں۔ ایک مرتبہ کے احکام کو دوسرے مرتبہ پر اطلاق کرنا ان کے نزدیک کفر و زندقہ ہے۔ جن لوگوں نے انا الحق اور سبحانی لیس فی جبتی سوی اللہ اور ہل فی الدارین سوی اللہ کا نعرہ لگایا ہے تو ایسے لوگ حالت فنا کے مقام میں تھے۔ اور حق تعالیٰ کے عشق و محبت میں مدہوش اور اپنی جان سے بے خبر تھے۔ ورنہ اگر بطریق حکایت نہ ہو اور سکر و محبت کا غلبہ بھی نہ رکھتا ہو بلکہ سکر و محبت کی عدم موجودگی کے وقت بھی وہ اپنے آپ کو ایسے جملوں کا مستحق سمجھیں اور حلول و اتحاد کا شائبہ رکھیں تو میں ایسے قول کے قائل کو رد کرتا ہوں جیسا کہ نصاریٰ کو رد کرتا ہوں جو کہ حلول و اتحاد کے قائل ہیں۔ فی الحقیقت یہ باتیں اور واقعات و حالات مقام حیرت اور عین الیقین کے غلبہ حالت کے وقت جو کہ فناء اتم ہے حاصل ہوتے ہیں۔ جس وقت حق تعالیٰ کی طرف سے سعادت ازلی سکے شامل حال ہوتی ہے تو اس وقت وہ مقام حق الیقین سے جو کہ بقائے اکمل کا مقام ہے مشرف ہوتا ہے اور اس کے حالات و واقعات و کلمات سکریہ پریشان غبار کی مانند ہو جاتے ہیں۔ اور ان کلمات، واقعات اور حالات سے اس وقت توبہ و پناہ مانگتے ہیں۔ نیز خالق اور مخلوق میں تمیز کرنے لگتے ہیں۔ مخلوق کو مخلوق اور خالق کو خالق جاننے لگتے ہیں اور

Marfat.com

کہنے لگتے ہیں " ما للتراب ورب الارباب " یہ کلمات اور واقعات محق سے بھی صادر ہوتے ہیں اور مبطل سے بھی۔ محق کے لئے یہ باتیں آبحیات ہیں اور مبطل کے لئے سمِ قاتل' دریائے نیل کے پانی کی طرح جو بنی اسرائیلوں کیلئے خوشگوار پانی تھا لیکن قبطیوں کیلئے ناگوار خون۔ یہ مقام مذلت الاقدام ہے۔ مسلم علماء کا ایک بڑا بھاری گروہ اپنے اکابر دین کی (جو ارباب سکر تھے) باتوں کی پیروی کرتے ہوئے راہ حق اور صراط مستقیم سے ہٹ گئے ہیں اور گمراہی و خسارہ کے گلی کوچوں میں بھٹکتے ہوئے بھاگے بھاگے پھر رہے ہیں اور دین محمد علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیات سے یکسر منحرف ہو گئے ہیں' وہ یہ نہیں جانتے کہ اس قسم کی باتوں کا قبول کرنا شرائط کے ساتھ مشروط ہے جو کہ ارباب سکر میں موجود ہے لیکن ان کے وہ مقلدین جو غلبہ حال نہیں رکھتے اور جو سکر میں مبتلا نہیں ان میں یہ شرائط نہیں پائی جاتیں۔ سب سے بڑی شرط ماسوا اللہ کا یکدم بھول جانا ہے جس کا دلیر قبول ہے۔ یہ شریعت ہی ہے جو فیصلہ کرتی ہے کہ محق کون ہے اور مبطل کون محق کی پہچان یہ ہے کہ وہ شریعت مطہرہ پر استقامت حاصل کرتا ہے اور اس کے خلاف عمل کرنا مبطل کی نشانی ہے۔ جو محق ہو گا وہ باوجود سکر اور بیخودی کے شریعت کے خلاف بال برابر بھی عمل نہ کرے گا۔ منصور حلاج نے حالانکہ قول انا الحق کہا تھا تب بھی قید خانے میں پابزنجیر پانچ سو رکعت نفل ادا کرتے تھے اور وہ کھانا جو ظالموں کے ہاتھ سے دیا جاتا تھا باوجود حلال ہونے کے بھی نہ کھاتے تھے۔ مبطل پر شریعت کے احکام کا بجالانا ایسا مشکل ہے جیسے کسی پہاڑ کا اٹھانا مشکل ہے۔ خداوند کریم فرماتے ہیں " کَبُرَ علی المشرکین ما تدعوھم الیہ " (مشرکین کو وہ بات بڑی گراں گزرتی ہے جس کی طرف آپ ان کو بلا رہے ہیں)۔ یہ آیت مذکورہ مبطل صاحبان پر دال ہے۔ حضرت علاؤ الدولہ سمنانی

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بزرگانِ دین اور روندگان راہِ یقین نے بالاتفاق فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ کی معرفت سے وہ شخص فائدہ حاصل کر سکتا ہے جو لقمہ حلال کھاتا ہو اور ہمیشہ سچ بولتا ہو۔ جب یہ دونوں صفتیں نہیں پائی جاتیں تو اس قسم کی لاف زنی اور خود بینی سے کیا فائدہ! حضرت سہیل بن عبداللہ تستریؒ سے کسی نے عرض کی کہ ایک شخص کہتا ہے کہ خداوند کریم کے ارادہ کے ساتھ میرے فعل کی نسبت ایسی ہے جیسے کہ دروازوں کا حرکت کرنا۔ حضرت شیخؒ نے فرمایا کہ اگر اس قول کا کہنے والا وہ شخص ہے جس نے اصول شریعت کی رعایت اور احکام عبودیت کے حدود کی محافظت کی ہے تو وہ جملہ صدیقین میں سے ہے ورنہ تو وہ زندیق ہے۔ ایک بزرگ کے متعلق حکایت بیان کی جاتی ہے کہ جب وہ غلبہ حال کے باعث شطحیات پر زبان درازی کرنے لگتا تھا تو حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ہو کر اپنی انگشت مبارک اس کے مُنہ میں دیکر فرماتے تھے کہ مجھ سے تجھ کو شرم نہیں آتی۔ اور پھر کبھی بھی جب توحید وجودی کا غلبہ ہوتا تھا تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہی الفاظ (مجھ سے شرم نہیں آتی) سُنتا تو یاوہ گوئی و تکلم شطحیات چھوڑ دیتا اور شریعت کی مخالفت سے پرہیز کرتا۔ اس فقیر لاشئ سے توحید وجودی کے اس قسم کے حالات بفضل خدا پیر کی توجہ سے کچھ بھی وقوع پذیر نہیں ہوئے۔ ہاں ابتدا میں حالات، ذوقیات، شوقیات اور جذبات بہت رکھتا تھا۔ ان حالات میں کبھی کبھی میں اپنے آپ کو بڑی صورت میں دیکھتا اور دوسری چیزیں میری نظر میں حقیر اور بے مقدار نظر آتیں۔ جب ان حالات وجذب و ذوق وشوق کا مجھ پر غلبہ ہوتا تو میں اپنے دل میں کہا کرتا تھا کہ اگر میں اُنگلی سے پہاڑ کی طرف اشارہ کر دوں تو وہ بھی ذرہ ذرہ ہو کر گر جائیگا۔ خدا کا بڑا احسان ہے کہ اس نے مجھے ان بڑے مہلک

Marfat.com

حالات سے بچائے رکھا اور راہ حق کی ہدایت عطا فرمائی۔ بھائی جان! صوفیوں کا ہمیں اتفاق ہے کہ نسبت مجددیہ اس پیر پر حرام ہے جو اپنے آپ کو حشرات الارض اور کتے سے بہتر سمجھے۔ "اللھم حصل لنا البصیرۃ واظھر لنا بھا عیوب انفسنا وتصغر دنیانا باعیننا وارزقنا من حیث لا تحتسب انت مولانا یا ناصر یا کافی الامور یا شافی الصدور۔ اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد واصحابہ اجمعین

"اے اللہ ہمیں قلب کی بصیرت عطا فرما اور ہمارے نفوس کے عیب ہم پر ظاہر کر دے اور دنیا کو ہماری نظروں میں حقیر کر دے اور ہمیں ایسی جگہ سے رزق عنایت کر جہاں سے ملنے کا ہمیں وہم و گمان بھی نہ ہو۔ اے ہمارے مددگار اور اے ہمارے کاموں کو سرانجام دینے والے اور سینوں کو جلا دینے والے تو ہی ہمارا کارساز ہے۔"

دوسرا بیان جو اس حقیر کے طریقہ کے پیروں نے فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ وہ توحید جو طریقے کی راہ میں اس طائفہ کو حاصل ہوتی ہے اس کی دو قسم ہیں۔ توحید وجودی اور توحید شہودی۔ توحید شہودی ایک ہی ذات کو دیکھنا ہے یعنی سالک کا مشہود ایک کے بغیر دوسرا کچھ اور نہ ہو۔ اور توحید وجودی ایک کو موجود جاننا ہے اور اس کے غیر کو معدوم خیال کرنا۔ پس توحید وجودی علم الیقین کی قسم سے ہے اور توحید شہودی عین الیقین کی قسم سے۔ توحید شہودی اس راستہ کی ضروریات میں سے ہے۔ کیونکہ اس توحید میں بغیر عین الیقین کے فنا متحقق نہیں ہو سکتی اور عین الیقین بغیر توحید شہودی میسر نہیں ہو سکتا بخلاف توحید وجودی کے کہ وہ ایسا نہیں یعنی ضروری نہیں۔ کیونکہ ہر مومن کو اپنے مرتبہ کی مناسبت سے بغیر معرفت وجودی کے علم الیقین حاصل ہے۔ کیونکہ علم الیقین سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے ماسویٰ کو عدم محض مان لیا جائے۔

Marfat.com

زیادہ سے زیادہ یہ کہ اس سے ماسوا کے علم کی نفی ہوتی ہے جبکہ اس ایک ذات پاک کے علم کا غلبہ اور استیلا ہو۔ مثلاً ایک وہ شخص جس نے علم الیقین سورج کے وجود کے ساتھ پیدا کیا اس علم الیقین کے غلبہ کو یہ لازم نہیں کہ وہ شخص اس وقت سیاروں کو معدوم خیال کرے مگر ہاں جسوقت سورج کو دیکھا اور اس کا مشہود آفتاب کے سوا اور کچھ نہ ہو تو ان ستاروں کا نا دیکھنا آفتاب کے نور کے غلبہ کی وجہ سے ہے اور نظر کی کمزوری کی وجہ سے ہے اور اگر سورج کے نور سے اس کی نظر تیز ہوا اور وہ اپنے میں قوت پیدا کرے تو وہ سیاروں کو آفتاب سے جدا دیکھے گا۔ اور یہ حالت حق الیقین کے سوا حاصل نہیں ہو سکتی۔ بعض کے لئے توحید وجودی کا باعث یہ ہوتا ہے کہ وہ توحید کے اشغال اور مراقبوں کی بہت زیادہ مشق کرتے ہیں اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے معنی کو لا موجود الا اللہ سمجھتے ہیں۔ توحید وجودی کی کتابوں کے مطالعے سے اور بکثرت مشق سے اس معرفت کا نقش قوت متخیلہ میں بندھ جاتا ہے۔ چونکہ یہ توحید صاحب توحید کی اپنی بنائی ہوئی ہوتی ہے اس لئے معلول ہے۔ اس توحید والا ارباب احوال میں سے نہیں ہے۔ کیونکہ ارباب احوال وہ لوگ ہوتے ہیں جو ارباب قلوب ہیں اور اس توحید والے کو ابھی مقام قلب کی کچھ خبر نہیں۔ بلکہ صرف علم ہی علم ہے لیکن علم کے بھی کئی درجے ہیں۔ بلکہ ایک دوسرے پر فوقیت رکھتے ہیں۔ فی زمانہ کے لوگ بعض تو محض تقلید کے درپے ہو کر اور بعض محض علم کی بناء پر اور بعض ذوقی علم کے ذریعے چاہے وہ قلیل ہی کیوں نہ ہو اور بعض الحاد اور زندقہ کے باعث اس توحید وجودی کا دامن پکڑتے ہیں اور سب چیز اللہ تعالیٰ سے جانتے ہیں بلکہ خود ان اشیاء کو وجود حقہ جانتے ہیں اور اپنے آپ کو شرعی احکام سے آزاد سمجھتے ہیں۔ نیز احکام

Marfat.com

شرعی میں سستی برتتے ہیں اور ایسا کرنے میں ان کو خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اگر امور شریعت کا اعتراف کرتے ہیں تو ان کو طفیلی جانتے ہیں اور مقصود کو شریعت سے بالاتر سمجھتے ہیں۔ حاشا وکلا اللہ تعالیٰ اس قسم کے باطل اعتقادات سے پناہ میں رکھے جو چیز بھی شریعت کے مخالف ہے وہ مردود ہے ہر وہ حقیقت جس کو شریعت رد کرے وہ زندقہ ہے۔ شریعت کے احکام کو بجا لاتے ہوئے جو شخص حقیقت کی طلب کرے وہ جوانمرد ہے۔ رزقنا اللہ سبحانہ الاستقامۃ علےٰ متابعۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہ صلوٰۃ اللہ وسلامہ اجمعین۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضور کی متابعت پر استقامت کی توفیق عطا فرمائے

آپ نے چند سوالات دریافت فرمائے تھے۔ ہر ایک کا جواب درج تحریر ہے:۔

۱۔ اپنے وجود کو بڑا دیکھنے سے مراد تجلی معنوی ہے۔ جن لوگوں نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی متابعت سے منہ موڑا ہے اور ان سے فضول باتیں سرزد ہوئی ہیں اس کا سبب یہی تجلی معنوی ہے۔

۲۔ وہ طلباء جو اپنے آپ کو خاکستر کی مانند دیکھتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے کل لطائف یا بعض لطائف کو فنا حاصل ہو گئی ہے اور پھر حالت خاکستر سے اپنے وجود اصلی کی طرف عود کر آنا بھی اس بات کی علامت ہے کہ ان کے کل لطائف یا بعض لطائف کو بقا حاصل ہو گئی ہے۔

۳۔ دیگ میں جوش اور متلاشی ہونا اور پھر وجود میں آنا یہ بھی فنا اور بقا کے حالات ہیں۔

Marfat.com

۴۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلافت سے مشرف فرمانا بھی مشعر تھا ہے
تجلیات کی بھی قسمیں ہیں۔ تجلی فعلی وہ ہے کہ سالک خداوند تعالیٰ کو فاعل حقیقی جانے
نہ بندوں کو۔ تجلی صفات ثبوتیہ وہ ہے کہ سالک اپنے آپ اور ماسوا کو صفات سے
خالی سمجھے اور سب صفات حق تعالیٰ کی طرف منسوب کرے اور تجلی شیونات یہ ہے
کہ سالک کا نام ونشان نہ رہے اور اس سے انانیت زائل ہو جائے۔ تجلی سلبیہ وہ ہے
کہ سالک حق تعالیٰ کو منزہ اور مقدس جانے اور اپنے آپ اور جمیع مخلوق کو لا شئے
اور معدوم محض خیال کرے۔ اور تجلی شان جامع میں یہ تمامی تجلیات شامل ہیں متکلمین
اور صوفیائے کرام نے اس بحث کے سلسلہ میں بہت سی باتیں کہی ہیں۔ اور اس بارے
میں تجلیات کے مراتب اور مشارب کے اختلاف کی وجہ سے صوفیا کے بہت سے
اقوال ہیں۔ ہر مقام کی فنا فقیر کے ہاں اقسام پر ہے۔ تجلی حق تعالیٰ کی ذات اور صفات
کے فیوضات کے پرتو کے اظہار و ظہور سے عبارت ہے جو بندہ کی ہستی کو تاراج کرتی ہے
حق تعالیٰ کی ذات اور صفات کی تجلی بے نہایت ہے۔ اگرچہ اس طریقہ کے بزرگوں نے
تجلی حق کو تین قسم کے ناموں سے موسوم کیا ہے:۔

۱۔ معاضرہ۔ یعنی ذکر احد کے غلبہ اور تواتر سے قلب کو حضور حاصل ہو جاتا ہے۔
۲۔ مکاشفہ۔ ۳۔ مشاہدہ۔ خداوند تعالیٰ کے انوار اور آثار کو خواب یا بیداری میں
دیکھنے کا نام مشاہدہ ہے۔ جاننا چاہئے کہ صوفیائے کرام تجلی کے بارے میں فرماتے
ہیں کہ تجلی یقین سے حظ حاصل ہونے اور چشم ظاہری سے دیکھنے کی طرف اشارہ ہے
جب بندہ اقسام تجلی کے مبادی کو پہنچ جاتا ہے جو فعل الٰہی کا افعال ماسوا اللہ سے
تمیز کرنا اور مطالعہ کرنا ہے تو اسوقت فتوحات کے اقسام اس کے شامل حال ہو جاتے

Marfat.com

ہیں۔

جب آپ کا مکتوب پہنچا تو اسوقت فقیر ہندوستان کے سفر کا پختہ ارادہ کر چکا تھا اس واسطے اجمالی جواب لکھا گیا ہے۔ بس یہی کہنا ہے کہ اللہ ورا الورا ہے اور مخلوقات کی سمجھ بوجھ سے مبرا اور پاک ہے۔

آنکہ بروے کشف شد این رازہا　　　او نیارد برزبان اسرار ہا

جب کسی پر یہ راز کھل گئے تو وہ ان بھیدوں کو چھپاتا ہے اور زبان سے کچھ نہیں کہتا۔

بس ترک کنم ما سوا اللہ را،　　　دم نزنم بعد ازیں چون وچرا

بس اللہ کے سوا سب چیزوں کو ترک کرتا ہوں' اس کے بعد دم مارنے کی کوئی گنجائش نہیں

والسّلام

مکتوب شریف چوتھا بنام خلیفہ ملا امان اللہ صاحب ہراتی چند سوالات اور ان کے جوابات

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفےٰ۔ اخوی واعزی ارشدی عزیز از جان حقائق و معارف نشان مقبول بارگاہ اللہ الرحمٰن ملا امان اللہ امنہم وسلمہم اللہ سبحانہ عن آلافات فی الدارین بحرمۃ النبی الثقلین، از فقیر دوست محمد احمدی کان اللہ عوضاً عن کل شئی بعد از سلام مسنون واشتیاق مشحون واضح ہو کہ فقیر دس رمضان المبارک تادم تحریر خیریت سے ہے۔ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر آپ کی سلامتی۔

Marfat.com

عافیت اور استقامت اللہ سبحانہ کی درگاہ سے طلبگار رہوں ۔عرض یہ ہے کہ آپ کا مکتوب مرغوب مع تحفہ بذریعہ نصر اللہ موصول ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے نامہ گرامی کے ذریعے آپ کے طلباء کی کثرت اور ان کے باطنی احوال کی ترقی کا علم ہوا اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا شکر ہے۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ ترقی عطا فرمائے اور دین یا اپنے بھائیوں کی تعداد بڑھائے۔ ع قیاس کن زگلستان من بہار مرا

میرے باغ سے میری بہار کا اندازہ لگائیے۔ پس اس نعمت کا شکریہ بجالائیں لئن شکرتم لازیدنکم اس بارہ میں نص قطعی ہے۔ بیت

دادیم ترا از گنج مقصود نشاں　　　گر ما نرسیدیم تو شاید برسی

ہم نے تجھے مقصود کے خزانے کا پتہ بتا دیا ہے۔ اگر ہم نہیں پہنچ سکے ہیں تو شاید تو منزل مقصود پر پہنچ جائے۔

خداوند کریم اپنے بے پایاں کرم و عنایت سے آپ کے وجود کو اس ملک میں آفتاب ہدایت بنائے آمین۔ جناب نے جو سوالات تحریر فرمائے تھے ہر ایک کا جواب لکھا جاتا ہے۔(۱) بعض وہ طلباء جو قبل از بیعت عرش سے تحت الثریٰ تک اپنے وجود کو وجود شیخ کی مانند دیکھتے ہیں اور ان کو شیخ کی صورت کے علاوہ کوئی اور چیز نظر نہیں آتی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ متصرف حقیقی ہے اور پیر بظاہر آلہ ہدایت۔ خداوند کریم نے اپنی مخلوق بنی آدم میں سے بعض کو آلہ ہدایت بنایا ہے پہلی وہ تجلی جو شیخ کی صورت میں خدا کی طرف سے طالب کو پہنچی ہے وہ اسکو اس بات کی رہنمائی کرتی ہے کہ مرید اس شیخ کے پاس جا کر حق تعالیٰ کی تلاش کرے۔ خواہ وہ شیخ مشہور ہو یا غیر مشہور۔ حق تعالیٰ عالم غیب یا عالم معانی یا عالم مثال یا حالت خواب یا بیداری میں شیخ کی

Marfat.com

صورت کو طالب پر بصورت متجلی احاطہ کر دیتا ہے نہ عین احاطہ۔ اور شیخ کی صورت کو عشق و محبت کے ذریعہ اس کے خیال و ذہن میں منقش کر دیتا ہے۔ پس جس جگہ طالب نگاہ اُٹھاتا ہے تو اسے مرشد کی صورت معنوی اور مثالی جو اس کے قلب کے مدرکہ میں محیط ہے دکھائی دیتی ہے۔ چنانچہ اسوقت حق تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ کے ذریعہ دوسری اشیاء اس کی نظر سے مخفی کر دیتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ علیٰ کل شئ محیط بے شک اللہ تعالیٰ نے کل کائنات کا احاطہ کیا ہوا ہے پس محیط تو حق تعالیٰ ہی ہے۔ بندہ ذرہ بے مقدار لاشئ محیط عالم کیسے ہو سکتا ہے۔ اس حالت کو صوفیائے کرام فنا فی الشیخ سے تعبیر کرتے ہیں فنا فی الشیخ کے مرتبہ کے حصول کے بغیر سلوک کا معاملہ سرانجام ہونا محال ہے۔ جن لوگوں نے انا الحق۔ سبحانی اور منم منم (میں ہوں میں ہوں) کے کلمات کہے ہیں۔ بزرگان دین نے اس حالت کو فنا فی الشیخ سے تعبیر کیا ہے۔ اہل توحید جسکو معرفت توحید وجودی کہتے ہیں وہ یہی حالت ہے۔ اگرچہ یہ حالت قوی اور اس کا حاصل ہونا ایک نعمت ہے یہ راہ طریقت میں پیش آتی ہے لیکن مقصود نہیں۔ مقصود تو توحید شہودی ہے جو حق تعالیٰ کو پسندیدہ ہے۔ توحید شہودی میں سالک اپنے آپ کو ذرہ بے مقدار بلکہ لاشئ دیکھتا ہے اور کبھی اس کی زبان پر کلمہ (ما۔ من) جاری نہیں ہو سکتا۔ حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ نقشبندیہ میں طالبان راہ سلوک پر حالت توحید وجودی طاری نہیں ہو سکتی، ہاں اگر ان پر یہ حالت طاری بھی ہو جائے تو تھوڑی مدت رہتی ہے پھر منقطع ہو جاتی ہے وہ بھی لطائف اور عالم صغرای میں پیش آتی ہے۔ توحید وجودی کے ماننے والوں کا محل قوی دائرہ ولایت صغرای ہی ہے اور بس۔ جب طالب کا عروج دائرہ ولایت کبریٰ پر ہوتا ہے تو اس وقت اسے معرفت توحید شہودی حاصل ہوتی ہے

Marfat.com

اور توحید وجودی ہرگز نہیں رہتی۔ (۲) سورج چاند تاروں کو ظاہر اور طلوع ہوتا ہوا دیکھنے میں مشائخ کے بہت سے اقوال ہیں۔ حضرت پیر دستگیر خواجہ خواجگان پیر پیران امام الطریقت حضرت شاہ احمد سعید صاحب قبلہ قلبی وروحی فداہ نے اسکے متعلق اس مسکین کی طرف یوں تحریر فرمایا تھا کہ نجوم (سیارے) ظاہرہ دائرہ ظلال اسماء و صفات کے فیوضات اور برکات سے عبارت ہے جو کثرت کے مانند جلوہ گر ہوتا ہے اور اقمار (چاند) باہرہ نفس صفات اور شیونات کے فیض سے عبارت ہے اور شموس (سورج) طالعہ تجلیات سے کنایہ ہے" حضرت قبلہ پیرومرشد قدس سرہ العزیز کے مندرجہ مذکورہ کلام مبارک میرے اور آپ کیلئے کافی اور شافی ہے دوسری تفصیل کی حاجت نہیں (۳) آپنے تحریر فرمایا تھا کہ کیا طلباء کو لطیفہ قلب اور روح میں فنا فی اللہ اور بقا باللہ حاصل ہو سکتا ہے یا نہیں۔ جواب یہ ہے کہ طلبا کو لطائف مذکورہ میں فنا کیوں نہ حاصل ہو جبکہ ہر ایک لطیفہ کے لئے فنا فی اللہ اور بقا باللہ ہے فنا کا اجمالاً ذکر کرتا ہوں۔ فنا دو قسم کی ہے:۔

(۱) حالت جذبہ میں سالک کے لطائف کا فنا ہونا۔ یہ فنا کی ایک قسم ہے اسے عین فنا نہیں کہتے کیونکہ سالک اس فنا سے بشریت کی طرف عود کر آتا ہے اور وہ اسوقت راہ ہی میں ہوتا ہے۔ (۲) سالک کی عنانیت کا فنا ہونا۔ یہ فنا عین فنا ہے کیونکہ سالک اس مقام میں اپنی ذات اور جمیع ممکنات کے ذوات کو معدوم محض دیکھتا ہے اور اس کے تمام اخلاق ذمیمہ اخلاق حمیدہ میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اس فنا کو فنائے مطلق اور فنائے اتم کہتے ہیں۔ اس فناء کے حصول کے بعد بشریت کی طرف عود کرنا ممکن نہیں۔ وہ طلباء جو لطیفہ خفی میں دائرہ قوس کا حاصل ہونا بیان کرتے ہیں تو

Marfat.com

حقیقت میں اس جگہ عین دائرہ قوس کا ظہور نہیں ہوتا بلکہ وہ اس دائرہ کا پرتو ہوتا ہے نہ کہ اس مقام کا عین حصول ہوتا ہے۔ دلیل یہ ہے کہ بزرگوں نے قلب کا اصل ولایت صغریٰ میں، اور خفی و روح کا اصل ولایت کبریٰ دائرہ اولیٰ میں اور سر کا اصل دائرہ ثانی میں اور اخفیٰ کا اصل دائرہ قوس میں مقرر کیا ہے۔ پس جس وقت یہ اصول لطائف کے لئے ثابت ہو جائے تو لاچار اصول کا پرتو اور عکس لطائف میں نمایاں ہو جاتا ہے خصوصاً طریقہ نقشبندیہ میں کہ اس کی انتہا ابتدا میں مندرج ہے جیسا کہ حضرت شاہ نقشبندؒ فرماتے ہیں "میں اس طریق کی انتہا ابتدا میں درج کرتا ہوں" نیز اُنھوں نے فرمایا "حق تعالیٰ کی معرفت بہاء الدین پر حرام ہے کہ اگر میرا پہلا قدم بایزیدؒ کا آخری قدم نہ ہو" وہ طالب جو پیر کی از حد محبت رکھتا ہے وہ بلحظہ پیر ہی کے رنگ میں رنگین ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پیر کے انتہائی او توسط احوال کے عکوس مبتدی طالب میں نمایاں ہونے لگتے ہیں۔ ان تقریرات سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ وہ مبتدی مرید جو مقامات عالیہ پر فائز نہ ہوا ہو لیکن اس میں پیر کے توسط اور انتہا کے احوال ظاہر ہونے لگیں تو وہ احوال حقیقتاً اس کے پیر کے احوال ہوتے ہیں۔ کیونکہ مستعد و قابل مرید پیر کا آئینہ ہوتا ہے۔ شیخی اور پیری کا کام بہت ہی مشکل ہے جس کیلئے فراست صحیح اور وجدان قوی درکار ہے۔ مشیخت مذکورہ سے متعلق ایک قصہ لکھا جاتا ہے۔ شیخ میاں عبدالغفور صاحب نے جو حضرت شاہ صاحب کے اعظم خلفا میں سے تھے جمیع سلوک طے کیا تھا۔ ایک روز خانقاہ شریف میں مریدوں کے حلقہ میں توجہ کر رہے تھے کہ اچانک ایک مرد اندر آیا اور میاں شیخ صاحب موصوف کے ہاتھ پر بیعت کی۔ میاں موصوف نے اسے توجہ دی اور توجہ کے بعد فرمایا تمہیں فنا و بقا حاصل ہو گئی ہے اور

Marfat.com

تمہارا کام سرانجام ہوگیا ہے۔ فقیر کو سخت تعجب لاحق ہوا اور اپنے پیر دستگیر قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوکر قصہ مذکورہ بیان کیا کہ میاں عبدالغفور صاحب ایک ہی لمحہ میں اپنے مریدوں کو مقام فنا و بقا پر پہنچاتے ہیں۔ حضرت قبلہ پیر و مرشد فرمانے لگے۔

" شیخ نے اپنا عکس دیکھتے ہوئے خیال کیا کہ یہ طالب کی فنا اور بقا ہے "

آپ کو ہر روز بلا ناغہ ایک پارہ قرآن شریف۔ درود شریف۔ دلائل الخیرات اور حصن حصین پڑھنے کی اجازت دیجاتی ہے۔ حق تعالیٰ نے آپ کو حضرت پیران کبار کی توجہات کی برکات سے قوی نسبت۔ بے شمار ترقیات اور عمدہ فراست عطا فرمائی ہے لیکن مریدوں کو فنا و بقا اور باقی مقامات سلوک کے طے کرانے کی اطلاع اور اشارہ نہ دیا کریں کیونکہ اس طرح طریقت میں سخت خرابی پیدا ہوجاتی ہے اگرچہ پیر اس فن میں مجتہد ہیں لیکن یہ فیصلہ بھی طے شدہ ہے کہ "المجتہد قد یصیب و قد یخطی"۔ اس علم کے مجتہدین کرام اگر مصیب ہوجائیں تو خوب ورنہ تو ناقص طلباء کا عیب اور نقصان شیخ کی ذات کی طرف عائد ہوتا ہے۔

فقیر نے ملا الف آخوند کو یہ پیغام دیا تھا کہ آپ موسم بہار کی ابتدا میں اس طرف ہو آئیں لیکن آپ نے دیر کر دی ہے۔ کیا وجہ ہے۔ ہاں محبوب اس معاملہ میں دیر ہی کرتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہو کہ جو شخص اپنی ریاضات اور مجاہدات سے راحت نفس اور دنیا حاصل کرنا چاہتا ہے تو ایسے شخص سے اگرچہ عجائب اور خوارق عادات ظاہر ہوں تو بھی وہ مکر اور استدراج ہے۔ استدراج کی علامت یہ ہے کہ مرد اپنے نفس کے عیب دیکھنے سے اندھا ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:-

"اذا اراد اللہ بعبدہ شرا اعمی بعیوب نفسہ واذا اراد اللہ بخیر البصرہ

Marfat.com

بعیوب نفسہ یعنی جسوقت اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو برائی پہنچانے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اسے اپنے عیوب دیکھنے سے اندھا کر دیتا ہے اور جس وقت اسے بھلائی پہنچانے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اسے اپنے نفس کے عیب دیکھنے پر آگاہ کر دیتا ہے۔" جو شخص آسمان اور زمینوں کی سیر اور پرواز کر جانے کا علم حاصل کرنے یا کشف و کرامات و خوارق عادات کے حصول کے لئے عبادت اور ذکر کرتا ہے تو وہ ان چیزوں کی عبادت کرنیوالا شمار ہوگا نہ کہ حق تعالیٰ کا۔ پس اس طرح وہ اپنی عمر کو ضائع کر رہا ہے۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ علم ناسوت اور اس کی سیر کرنا اور اس میں تصرف کرنا کوئی معتبر نہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے "حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں منافقین بتوں کو بغل میں دبا کر نماز پڑھا کرتے تھے، حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم خدا ہی کی طرف متوجہ رہا کرتے تھے ان کی طرف دھیان ہرگز نہ دیا کرتے تھے اگر ایسا کرتے تو خداوند کریم کے ساتھ یکسوئی نہ رہتی اور نماز میں خلل پڑتا۔" الصلوٰۃ معراج المؤمنین" اسی سے عبارت ہے اور معراج میں غیر کا خیال رکھنا حرام ہے۔ لوگوں کے باطنی حالات معلوم کرنے میں نقصان عظیم ہے۔ جیسا کہ کعبہ سے ظاہری منہ کا پھیر لینا نماز میں نقص پیدا کرتا کرتا ہے اسی طرح حق تعالیٰ کے مقربین کے نزدیک باطنی منہ کا پھیر لینا بھی نماز میں خلل پیدا کرتا ہے۔ نیز عالم ناسوت کا جاننا۔ اسکی سیر اور اس میں تصرف کرنا بھی کچھ معنی نہیں رکھتا بلکہ سات آسمان اور زمین کا جاننا عالم صغریٰ میں شمار ہوتا ہے اور عالم صغرا عرش سے ثریٰ تک ہر یہ سب کچھ عالم کبریٰ سے زور ہیں۔ مخلوق کا علم جاننا اللہ تعالیٰ کے علم کے جاننے کے مقابلہ میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا اور یہ فانی کی دانش سے بالاتر ہے۔ وہ علم جو عالم کبریٰ میں ہے وہ اللہ تعالیٰ کی توحید۔ مشاہدات اور تجلیات سے متعلق ہے۔

Marfat.com

سات آسمانوں اور زمینوں کی سیر اور ان کا علم بے سود ہے۔ کیونکہ یہ سب کے سب فانی ہیں اور ان کو فنا کرنے کے لئے حضرت اسرافیل علیہ السّلام مُنہ میں صور پکڑے ہوئے اللہ کے فرمان کے منتظر ہیں۔ عالم ناسوت کی سیر کرنا اس میں تصرف کرنا اور اس کا علم حاصل کرنا عالم ملکوت و جبروت و لاہوت کی سیر و علم حاصل کرنے کے مقابلہ میں کمتر ہیں۔ حق تعالیٰ کے مقربین ناسوتی علم کے لئے کوشش نہیں کرتے کیونکہ اس میں شیطان کو بھی اپنی قوت کے مطابق ناسوتی سیر اور تصرف حاصل ہے۔ بلکہ ان کو جنوں اور انسانوں کے دلوں کی خبریں معلوم ہوتی رہتی ہیں اور وہ شیطان لعین فرزندان آدم کے جسم میں جاری ہے جیسا کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ شیطان انسان کے جسم میں اس طرح جاری رہتا ہے جس طرح کہ خون رگوں میں جاری رہتا ہے۔ دو حدیثیں جو اسی بات پر شاہد ہیں درج کی جاتی ہیں۔ قال النبی علیہ السّلام " کلما شغلك عن الله فھو معبودك یعنی وہ ہر چیز جو تمہیں اللہ سے غافل کرے تو وہ تیرا معبود ہے اور کلما شغلك عن الله فھو صنمك یعنی وہ ہر چیز جو تمہیں خدا سے دور کرے وہ تیرا بت ہے۔" شیخ حسن واعظ کشمیری نے کیا خوب کہا ہے جو مجھے بہت پسند ہے۔

افسانہ خویش مختصر کن — بنشیں در درونِ خود سفر کن

تو اپنے قصہ کو مختصر کر — بیٹھ اور اپنے باطن کے اندر سفر کر

بر وہم و خیال و فہم و ادراک — در دل کہ جز اوست آں بدر کن

تیرے دل میں محبوب کے سوا جو کچھ ہے خواہ وہ وہم ہے۔ خیال ہے فہم ہے یا ادراک ہے سب کو باہر کر

مطلوب بسے است در دو عالم — از دل تو گذرا ازاں حذر کن

دونوں جہانوں میں بہت سے مطلوب ہیں۔ اپنے دل سے ان کو نکال دے اور ان سے پرہیز کر

Marfat.com

این است وصال جان جاناں　　　زین راہ بہر کسے خبر کن

اپنے محبوب سے ملنے کا یہی طریقہ ہے تو اس راستہ کی ہر کسی کو خبر کر دے

نیز جاننا چاہیئے کہ کرامت کی دو قسم ہیں اوّل ان علوم اور معارف الٰہی کا ظاہر ہونا جو اللہ تعالیٰ کی ذات۔ صفات اور افعال کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اس تک عقل اور نظر کا پہنچنا ناممکن اور عادت و عرف کے خلاف ہے۔ خداوند تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کو اس کے ساتھ ممتاز فرمایا ہے اور انکو اہل حق و اصحاب معرفت کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے۔

دوسری قسم اکوان کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اور حق و باطل کے درمیان مشترک ہے، اہل استدراج کو یہی دوسری قسم حاصل ہے پہلی قسم حق تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہے جو اس کے اولیاء کے ساتھ خصوصیت رکھتی ہے۔ خداوند تعالیٰ نے اس پہلی قسم میں گمراہوں اور دین کے دشمنوں کو شریک نہیں فرمایا ہے۔ لیکن دوسری قسم عوام میں معتبر ہے۔ دوسری قسم والے انسان کی عوام کی نظر میں بہت عزت اور قدر ہوتی ہے۔ یہ بات اہل استدراج سے ظاہر ہوتی ہے۔ پھر عوام اپنی نادانی کی وجہ سے ایسے اشخاص کی پرستش کرنے لگتے ہیں۔ جیسا کہ مثال مشہور ہے کہ "نہایت ذلیل درجے کے لوگوں کے متابعت کرنے والے لوگ" بلکہ یہ غافل طبقہ نوع اول کو کرامت اور خوارق عادات سے نہیں جانتے۔ نہایت ہی تعجب کی بات ہے کہ یہ نالائق لوگ مخلوقات کے حاضر اور غائب احوال سے تعلق رکھتے ہیں، حالانکہ اس میں کوئی شرافت نہیں ہے بلکہ یہ علم تو اس قابل ہے کہ جہالت سے تبدیل ہو اور مخلوقات کے حالات سے بالکل نسیان ہو جائے۔ حق تعالیٰ کی معرفت ہی واجب ہے جو شرافت و کرامت

Marfat.com

کے شایان شان ہے اور احترام و اعزاز کے لائق ہے

پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ ناز　　　بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبیست

پری نے اپنے چہرہ کو چھپالیا ہے اور دیو (شیطان) کرشمہ اور ناز میں مشغول ہے۔ عقل حیرت سے جل اٹھی کہ یہ بہت ہی بڑی تعجب کی بات ہے۔

یہی وجہ ہے کہ متقدمین میں سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ سے یقین کیساتھ معلوم نہیں کہ دس خوارق عادات بھی ان سے نقل کیے گئے ہوں' حضرت حق سبحانہ تعالےٰ اپنے کلیم علیہ السلام کے حال کی خبریں دے رہے ہیں " ولقد اٰتینا موسیٰ تسع ایات ؟ بینات" یعنی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نو کھلی نشانیاں دی تھیں۔ پس خوارق عادات کی کثرت صاحب خوارق کیلئے افضلیت کی دلیل نہیں ہے اور نہ ہی یہ کہہ سکتے ہیں کہ جن بزرگ سے کرامات کم صادر ہوتی ہوں تو ان کی بزرگی میں کسی قسم کا نقص ہے۔ یہ اسواسطے نہیں کہ خوارق عادات کا ظہور ولایت کی حقیقت میں داخل نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ خوارق عادات اور کثرت کرامات ولایت کے لازم سے ہیں کیونکہ بہت سے ایسے بزرگان دین گزرے ہیں کہ ان سے کرامات صادر ہوئی ہیں اور ہوتی ہیں لیکن ان کو اپنی کرامات کا مطلق علم نہیں ہوتا۔ وہ کرامات جو مرشدوں کیلئے ضروری ہیں وہ یہ ہیں کہ وہ اپنے مریدوں کو ایک خلق سے دوسرے خلق کی طرف لیجائیں اور ایک حال سے دوسرے حال میں جا چھوڑیں۔ طالبین راہِ سلوک ہر وقت اپنے پیر سے کرامات اور خوارق عادات کا مشاہدہ کرتے ہیں اور ان کے دلوں پر اپنے شیخ کے تصرف کے آثار پیدا و ہویدا ہوتے ہیں۔ اولیاء اللہ کے لئے یہ لازم ہے کہ وہ عوام اور خلق خدا کے سامنے اپنی کرامات کا اظہار نہ کریں بلکہ ولایت کا معاملہ پوشیدہ رکھنا ہی بہتر ہے۔ مقولہ مذکورۂ اولیائے

Marfat.com

تحت قبائی لا تعرفھم غیری" (یعنی اولیاء جو ہیں وہ میری قبا کے نیچے ہیں انکو میرے سوا اور کوئی نہیں پہچانتا") اس مدعا پر شاہد ہے نیز اسی واسطے کہا گیا ہے کہ عقوبۃ الانبیاء حبس الوحی وعقوبۃ الاولیاء اظہار الکرامات وعقوبۃ المؤمنین التقصیر فی الطاعات یعنی انبیاء علیہم السلام کیلئے وحی کا بند کرنا عتاب ہے۔ اور اولیاء علیہم رضوان کے لئے کرامات کا ظاہر کرنا باعث عتاب ہے اور مومنین کے لئے طاعت میں کوتاہی کرنا باعث عقوبت ہے۔ ؎

از نعمت ایں جہاں تنائے تو بس است | واز نعمت آں جہاں لقائے تو بس است
تیری تعریف کرنا میرے لئے اس جہان کی نعمت ہے | اور اس جہان یعنی آخرت کیلئے تیرا دیدار ہونا کافی ہے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ اس نعمت کا شمول اور عموم یعنی دل کا حق تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ گویا ہونا اور اس طریقہ کے طالبوں کی تعلیم کی ابتداء میں جذبات وکشفیات کا ہونا ہمارے حضرت قبلہ پیر ومرشد رحمۃ اللہ علیہ کی برکات میں سے ہے۔ ہمارے سابقین بزرگوں نے ان احوال اور مواجید کو معتبر نہیں سمجھا اور نہ ہی سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ کمر ہمت کستے ہوئے خداوند کریم کی ذات پاک کی معرفت حاصل کرنا چاہیئے۔

فقیر نے آپ کو کہا تھا کہ اپنی جگہ پر بیٹھکر فقر وفاقہ اختیار کریں تو میں نے نہیں کہا تھا کہ تم ہرات چلے جاؤ۔ میں نے فقط یہی کہا تھا کہ انشاء اللہ تمہاری نسبت ہرات تک پہنچے گی۔ آئندہ سال میرے پاس تشریف لائیے اس کے بعد اگر ہرات جانیکا ارادہ کروگے تو بہتر ہوگا۔ ابراہیم خاں کا کیا کروگے اور یار محمد خاں کے پاس کیا رکھا ہے۔ ؎

مردگانند اغنیائے روزگار | اے اخی با مردگاں صحبت مدار

Marfat.com

یعنی اس دنیا میں دولتمند مُردوں کی طرح ہیں۔ اے برادر مُردوں کی صحبت اختیار نہ کر۔

سبحانك لا علم لنا الا ما علمتنا انك انت العليم الحكيم ○

تیری ذات پاک ہے۔ ہمارے پاس کوئی علم نہیں مگر وہی جو کچھ تو نے ہم کو عطا کیا ہے۔ بیشک تو ہی جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

فقط السلام علیکم وعلیٰ عن لدیکم۔

مکتوب پانچواں بنام حضرت پیر دستگیر شاہ احمد سعید صاحب مجددی دہلوی ثم المدنی قدس اللہ اسرارہم العلیہ اپنی اور مریدوں کی باطنی کیفیات کے بیان میں

حامداً و مصلیاً و مسلماً۔ اما بعد سایۂ ارشاد پناہی و نور شمس ولایت جاودانی بندگی حضرت قطب العارفین امام الہدیٰ والیقیں مغیث الوریٰ آمین القلوب والنہیٰ نقطہ دائرہ اقطاب سکینۃ القلوب العارفین والعاشقین۔ مفتاح خزائن العرش ودیعۃ اللہ خلیفۃ اللہ فی بریتہٖ مجدد الشریعۃ والحق والملۃ والدین شمس الاسلام والمسلمین المخصوص بالطاف رب العالمین اعنی۔ پیر و دستگیر عن غوث الاعظم قلبی وروحی فداہ برسر کافہ انام مستدام بتہٖ ذکرہٖ ولطفہٖ۔ نیز خداوند تعالیٰ مخدوم زادوں کو بمع جمیع اہل بیت اپنی حمایت و حفاظت میں رکھے۔ اور آنحضرت کے جمیع خدام اور متعلقین کو سلامت رکھے۔ آمین۔ اس کے بعد یہ کمترین نیازمنداں اور

Marfat.com

کمترین ملازمان اس بارگاہ عز وناز میں نہایت عاجزی سے عرض کرتا ہے کہ خدا کے لئے اس عاجز وکمترین کو اپنی عین عنایت سے مقبول وعزیز فرمائیے۔ حالانکہ یہ بندہ بے ادب بے عمل اور نالائق ہے پھر بھی اس کو اپنی مہربانی اور کیمیا اثر رکھنے والی نظر سے دور نہ فرمائیے۔ کیونکہ یہ غلام آپ کی درگاہ عالی ومتعالی کے ادنیٰ ترین خادموں میں سے ہے

بے لطف تو من قرار نتوانم کرد　　　　احسان ترا شمار نتوانم کرد

تیری مہربانی بغیر مجھے صبر وسکون میسر نہیں ہو سکتا۔ تیرے احسانات کا شمار کرنا میری طاقت سے باہر ہے

اگر بر تنم شود ہر زبان موئے　　　　یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

اگر میرے جسم کے ہر بال کو زبان عطا کیجائے۔ تب بھی ہزاروں میں سے تیرا ایک شکر ادا نہیں کرسکتا

عرض یہ ہے کہ یہ تباہ حال اب اپنے احوال باطنی میں سے کچھ اثر محسوس نہیں کرتا۔ ذکر اذکار اور مراقبہ کی حالت میں، قرآن مجید کی تلاوت کے وقت نیز نماز میں خواہ فرائض ہوں یا نوافل کوئی اثر نہیں پاتا۔ مگر ہاں دل اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ حق تعالیٰ کی ذات وصفات بے مثل وبے مانند ہیں۔ غیر کو معدوم سمجھتا ہوں۔ اپنے آپ اور جمیع ممکنات کو ناچیز اور لاشئی دیکھتا ہوں۔ کیونکہ محیی اور ممیتؔ۔ علیم۔ قدیر۔ واجب الوجود واحد۔ سمیع۔ بصیر۔ فعالٌ لِّمَا یُرید۔ متکلم۔ اوّل وآخر۔ ظاہر وباطن۔ خالق ورزاق متحرک ومتصرف جمیع اشیاء بس وہی ہے۔ مجھے تصدیق اور یقین کامل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ کے ذریعہ جمیع ممکنات کو عدم سے وجود میں لایا ہے۔ جب ممکن کی حقیقت اور اصلیت عدم ہی ٹھہری تو ممکن کی نہ ذات رہی اور نہ صفات حق ہی رہا اور بس۔ ؎ من نبودم جہاں نبود خدا بود

نہ ہی یہ جہاں تھا اور نہ ہی میں تھا بس خدا کی ذات تھی

Marfat.com

من نباشم جہاں نباشد خدا باشد
نہ دنیا رہے گی نہ میں رہونگا بس خدا کی ذات باقی رہے گی

نیز حشر و نشر، جنت و دوزخ۔ ثواب و عذاب۔ نیکیوں پر ثواب اور گناہوں پر عذاب کے ملنے اور جمیع امور اخرویہ پر مجھے یقین صادق ہے۔ نیز صوفیائے کرام کے مصطلحہ مقامات عشرہ کے ساتھ بھی خاکسار کو تصدیق حاصل ہے۔ یعنی جمیع امور میں خداوند تعالیٰ پر توکل کرنا۔ اس کو اپنے رزق کا کفیل جانتا اور امور شاقہ پر صبر کرنا، جزع و فزع نہ کرنا وغیرہ مقامات عالیہ عشرہ کی تصدیق کرتا ہوں۔ قبلہ من و نور یقین من جمیع مصائب و بلیات میں گرفتار ہونے کے وقت صبر کرنا اور خداوند تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنا بڑا ہی مشکل ہے لیکن اگر خداوند کریم کا فضل شامل حال ہو تو سب کچھ آسان ہے۔ بزرگان دین نے رضا کی تعریف میں فرمایا ہے۔ "رضا یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے جو مصیبتیں نازل ہوں ان پر دل سے راضی ہونا۔ مثلاً قحط کا پڑنا۔ طاعون پھیلنا۔ اولاد اور مال و دولت کا برباد ہونا۔ اپاہج ہونا وغیرہ جیسی مصائب پر صبر کرنا مقام رضا کا حاصل ہونا ہے۔ قربان جاؤں میں عاجز اپنا حال عرض کرتا ہوں کہ مجھے ان امور مذکورہ کے ساتھ سرور رغبت اور محبت نصیب نہیں سوائے صبر کے جس کے بغیر کوئی چارہ نہیں جب خاکسار کو ان بلیات اور مصائب کے ساتھ سرور و رغبت حاصل نہیں تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ رضاء الٰہی کے مطابق مقام رضا حاصل نہیں ہوا تو دوسرے معنوں میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ عبادت وطاعت کی حقیقت میسر نہیں ہوئی۔ اور جب بندہ کو طاعت اور عبادت کی حقیقت حاصل نہ ہوئی تو گویا اسکو دنیا اور آخرت دونوں کا خسارہ اور نقصان اٹھانا پڑا۔ حضور میرا تو یہ حال ہے۔

Marfat.com

ان اُمور میں میری کامیابی کا کوئی ذریعہ نظر نہیں آتا۔ لہٰذا حضرت پیرِ دستگیر میری شفاعت فرمائیں۔ اور اس عاجز کیلئے از راہ کرم دعا فرمائیں عین عنایت ہو گی۔ حضور سے التجا ہے کہ توجہ شریفہ مرحمت فرمائیں تاکہ اس روسیاہ کو رضائے الٰہی کے مطابق مقام رضا حاصل ہو جائے۔ اور آپ کی رضا پر بھی راضی رہوں۔ کیونکہ آنجناب پیرِ دستگیر کی رضا حق تعالیٰ کی رضا ہے اور حق تعالیٰ کی رضا آپ کی رضا ہے۔ ۵

وکلت الی المحبوب امری کلہ   انشاء احیانی و انشاء تلقانی

میں نے اپنا تمام کام اپنے محبوب کے سپرد کر دیا ہے خواہ وہ مجھے زندہ رکھے اور خواہ مجھے اپنے سے ملا لے

جب سے آنحضور قبلہ کی قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا ہے تب سے میں جانتا ہوں کہ جمیع دینی و دنیوی اُمور میں حق تعالیٰ کے فضل سے میرا یقین صادق ترقی پر ہے۔ یہ سب آں قبلہ و ملجا و ماویٰ کی عنایت ہے اور حضور کی نظر فیض اثر کے کرشمے ہیں۔ الحمد للہ والشکر للہ۔ اگرچہ مجھے اس سے پہلے ان امور کے ساتھ یقین اور تصدیق حاصل تھی لیکن موجودہ تصدیق اور سابقہ تصدیق میں بہت ہی فرق ہے۔

اس سے پہلے طلباء میں راہ سلوک میں بیخودی۔ آہ و نعرہ اور جوش و خروش بہت تھا یہاں تک کہ ابتدا میں ان کے دلوں سے لفظ مبارک اللہ اللہ کی آواز ظاہر طور پر اس طرح سنائی دیتی تھی جیسا کہ زبان سے سنائی دیتی ہے۔ لیکن اب طلباء میں پہلا سا جوش و خروش نہیں رہا مگر کبھی کبھی ایسا ہو جاتا ہے۔ بندہ نے طالبان حق میں سے بعض اشخاص کو خدا اور رسول کی منشاء اور حضرت قبلہ پیرِ دستگیر کے ارشاد کے مطابق طریقہ شریف کی ترویج و انتشار کے لئے اجازت دیدی ہے۔ ان حضرات کی موثر توجہ کا یہ نتیجہ ہے کہ ان طلباء کے حلقہ میں جوش و خروش۔ ذوق و شوق۔ آہ و نعرے۔ بیخودی و کشف و حالات

Marfat.com

کثرت سے وارد ہو رہے ہیں۔ الحمد للہ علی ذالک۔

یہ مسکین غریب شکستہ حال تنہائی کے عالم میں فراق کے سمندر میں غرق اور آتش اشتیاق میں جل بھُن گیا ہے۔ دوست محمد جو بارگاہ عالیہ کا کینہ کفش بردار ہے بہت عرصے اور مدت بعید سے آپ کے دیدار اور قدمبوسی کے شرف سے محروم ہے۔ زنجیر تقدیر اور سلسلۂ مشیتِ ایزدی نے اس دُور افتادہ کو زندانِ ہجر و فراق میں محبوس و مقید کر رکھا ہے میرے پاس اب سوائے صبر و تسلیم کے دوسرا کوئی اور چارہ نہیں ہے۔ ؎

کسے دم زچون۔ چرائی تواند زد | کہ نقش بند حوادث ورائے چون و چراست
شود میسرم دریں جہاں اینم | کہ باز باتو دل شادماں بنشینم
سرشت بدست تست منم دست آموز | چوں سوئے خودم کشی بسر باز آیم
اگرچہ درخور تو نیستم قبولم کن | واگر بدم واگر نیک چوں کنم اینم

یعنی کوئی شخص چون و چرا نہیں کر سکتا کیونکہ حوادث کا نقش باندھنا چون و چرا سے وَرے ہے۔ مجھ کو اس دنیا میں یہ بات میسر ہو جائے کہ میں پھر تیرے ساتھ خوش دل ہو کر بیٹھوں۔ میری سرشت تیرے ہاتھ میں ہے اور میں سیکھنے والا ہوں۔ جب تو مجھے اپنی طرف کھینچے گا تو میں سر کے بل آؤنگا۔ اگرچہ میں تیرے بارگاہ کے لائق نہیں ہوں، لیکن تو قبول کرے خواہ میں اچھا ہوں یا بُرا ہوں میرا کیا بن ہے کیونکہ میں ایسا ہی ہوں۔

التسلیمات والبرکات والمرحمات من اللہ تعالیٰ
علیکم وعلیٰ من لدیکم۔

Marfat.com

مکتوب چھٹا بنام ملا محمد جان صاحب ساکن مرغہ
عبادت اور بندگی میں خضوع وخشوع کی حقیقت

الحمد للہ جاعل الذکر والمراقبۃ شریعۃ ومنہاجا۔ والصلوٰۃ علی نبیّہٖ محمد یدخل الناس فی دینہٖ افواجا وعلی آلہٖ وصحبہ السالکین بسیرہٖ سبیلا وارشاداً۔

اما بعد۔ اخوی واعزی ارشدی ملا محمد جان صاحب سلّمہم اللہ تعالیٰ عن البلیات الآفاقیہ والانفسیہ۔ فقیر حقیر دوست محمد کی طرف سے بعد سلام مسنونہ معلوم ہو کہ الحمد للہ فقیر تادم تحریر بمع جمیع متعلقین ودراویش خیر وعافیت سے ہے۔ بارگاہ ایزدی سے آپ کی صحت وسلامتی اور شریعت مطہرہ وطریقہ مرضیہ پر استقامت کا خواستگار ہوں۔ خلاصہ یہ ہے۔ بھائی جان حق تعالیٰ کی بارگاہ میں عبادت اور بندگی میں خضوع وخشوع وشکستگی کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کا مشاہدہ ونظارہ بندہ کے دل پر ظاہر ہو۔ اس سعادت کے حاصل ہونیکا دارومدار محبت پر موقوف ہے۔ اور محبت کے یہ معنی ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری متابعت کی جائے۔ پھر متابعت طریقۂ متابعت کے جاننے پر منحصر ہے۔ اور طریقۂ متابعت سے واقف ہونے کے لئے انسان کو چاہئے کہ وہ دین کے وارث علماء کرام کی صحبت وخدمت اختیار کرے۔ لیکن یہ نہایت ضروری ہے کہ ایسے علما کی صحبت سے جنہوں نے دنیاوی جاہ ومنصب کی خاطر علم کو وسیلہ بنایا ہو سخت پرہیز کریں اور ان سے کنارہ کشی اختیار کریں۔ نیز ایسے درویشوں کی صحبت سے بھی سخت پرہیز کریں جو گانے

Marfat.com

بجانے اور سرود کی طرف مائل ہوں اور حرام و حلال میں تمیز نہ کرتے ہوں جو بھی ان کو دیا لے لیا اور جو بھی ان کو ملا وہ کھالیا۔ نیز امور شرعیہ کا ان کو پاس نہ ہو۔ آپ کو چاہئے کہ ان توحید و معارف کو بھی ہرگز نہ سنا کریں جن کی وجہ سے اہل سنت والجماعت کے عقائد میں نقصان آتا ہو۔ ظہور اور معارف کی تحصیل کا دروازہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے بند ہو چکا ہے۔ فقیر کے بزرگوں اور پیران طریقت نے ان انوارات۔ مشاہدات و تجلیات۔ واقعات۔ کشف و کرامات اور خوارق عادات کو معتبر نہیں سمجھا ہے۔ وہ مریدوں کو یہ تبلیغ کرتے ہیں کہ دوام حضور و آگاہی حاصل کریں اور شریعت مطہرہ پر ثابت قدم رہیں۔

باقی والسّلام

مکتوب ساتواں بنام ملا جان صاحب موصوف الصدر

کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کی حقیقت نتیجہ کے بیان میں

الحمد للہ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ مبارکاً علیہ کما یحب ربنا ویرضیٰ والصلوٰۃ والسلام الاتمان والاکملان علیٰ حبیبہ المصطفیٰ و علیٰ الہ واصحابہ المجتبیٰ، امابعد! اخوی اعزی ارشدی ملا محمد جان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ربہ۔ فقیر دوست محمد عفی عنہ کی طرف سے بعد سلام مسنون و اشتیاق مشحون معلوم ہو کہ فقیر تا دم تحریر الحمد للہ ہر طرح خیریت سے ہے۔ رب العزت

Marfat.com

آپ کو خیر و عافیت سے رکھے اور شریعت مطہرہ پر استقامت بخشے۔ آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ میرے باطنی احوال ترقی پر ہیں اللہ تعالیٰ مزید ترقی عطا فرمائے حق تعالیٰ آپ کے وجود کو آفتاب ہدایت بنائے۔ بھائی جان خداوند جل سلطانہ کا ذکر جمیع عبادات کا بھید ہے۔ یہ بلند سعادت اس شخص کو نصیب ہوتی ہے جو تمام علائق و عوارضات دنیا سے اپنا تعلق قطع کرلے۔ اور اس پر خدا تعالیٰ کے عشق کی آگ غالب ہو جائے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کے ذکر میں دوام حاصل نہ ہو جائے اسوقت تک اللہ تعالیٰ کی محبت کا غلبہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ نیز معلوم رہے کہ تمام ذکر کی بنیاد کلمہ مبارک اللہ اور لا الہ الا اللہ ہے اور اس کی حقیقت کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ بندہ جمیع اشیاء سے اپنا تعلق قطع کرلیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی محبت کے سوا کسی دوسری شے کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے وجود سے بھی بھاگتا ہے اور پھر جمیع ماسوٰی سے روگرداں ہو جاتا ہے اور حق تعالیٰ کے ذکر میں مستغرق ہو کر اپنی زندگی گزارتا ہے جب ایسی حالت ہو جائے تو سمجھ لو کہ ذکر کا کل فائدہ حاصل ہو گیا ہے۔ یہ ذکر ہی کی لگاتار مشق کا نتیجہ ہے کہ بندہ دنیا اور اس کے ساتھ جمیع لہو لعب اور شہوات نفسانی کو ترک کر دیتا ہے اور اس ذکر کی بدولت نفس و شیطان کے شر سے بھی نجات حاصل کرلیتا ہے۔ کہہ دیجئے کہ اللہ بس اور ماسوٰی ہوس و عبث وانقطع علیہ النفس

اَللّٰھُمَّ لَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ وَلَا اَقَلَّ مِنْ ذَالِکَ۔

باقی والسلام

Marfat.com

مکتوب آٹھواں بنام خلیفہ ملا امان اللہ صاحب ہراتی
ذکر جہر اور مبتدی طلبا کو کم توجہ دینے کے بیان میں

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر البریۃ وعلیٰ آلہ الطیبین الطاہرین

اما بعد! اخوی واعزی وارشدی ملا امان اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ از جانب فقیر دوست محمد کان اللہ تعالیٰ عوضاً عن کل شیء وثبتنا اللہ تعالیٰ وایاکم علی الشریعۃ النبویۃ والطریقۃ المرضیۃ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام۔ خلاصہ یہ ہے کہ آپ نے جس شخص کو روانہ کیا تھا وہ پہنچ گیا ہے۔ جناب من ہمارے اس طائفہ کا حال یہی ہے کہ لوگ ان پر ملامت بھیجیں اور ان کی مذمت کریں، اس قسم کی مذمت اور ملامت اس طائفہ کے زنگ کا صیقل ہے، ملامت و مذمت کی کوئی پرواہ نہ کریں اپنے اصلی کام یعنی ذکر باطنی میں مشغول رہیں۔ اور وہ طلبا جو طریقہ نقشبندیہ میں داخل ہیں اور ذکر جہر و مستی کرتے ہیں ان سے دریافت کیجئے کہ وہ ایسا ارادۃً کرتے ہیں یا بے ارادہ۔ اگر وہ اپنے اختیار سے کرتے ہیں تو ان کا ایسا کرنا جائز نہیں جو لوگ نماز کے وقت بیہوش ہو جاتے ہیں تو وہ معذور ہیں۔ ان سے کہہ دیجئے کہ وہ افاقہ ہونے کے بعد دوبارہ وضو کریں اور اپنی نماز لوٹائیں۔ آپ مبتدی طلبا کو کم توجہ دیا کریں کیونکہ مبتدی طالب کے لئے زیادہ قوی توجہ نقصان کا باعث ہے

والسلام علی من اتبع الھدیٰ والتزم متابعۃ المصطفےٰ

Marfat.com

مکتوب نہم بہ حضرت پیر دستگیر قبلہ و کعبہ شاہ احمد سعید صاحب قدس سرہٗ العزیز معیت و اقربیت۔ مقام جمع و جمع الجمع و چند اور باتوں کے استفسار میں

حامداً و مصلیاً و مسلماً۔ اما بعد! بخدمت مرشدنا و امامنا و مقتدانا و وسیلتنا و شفیعنا فی الدارین و کعبتنا و قبلتنا پیر و دستگیر مرشد برحق اعزی حضرت شاہ احمد سعید صاحب قبلہ قلبی و روحی فداہ مدظلہ اللہ تعالیٰ علیٰ مفارق المسترشدین از بندہ درگاہ کمترین خدمت گاران نقیر لاشئ دوست محمد بعد از تحائف تحیات الزاکیات و تسلیمات و آفیات و دعوات صافیات معروض بآنحضور لامع النور آنکہ خدا کی حمد و شکر ہے کہ یہ مسکین عریضہ تحریر کرتے وقت تک ہر طرح بخیر و عافیت ہے۔ بارگاہ رب العزت سے آنجناب و جمیع صاحبزادگان میاں عبدالغنی صاحب و میاں عبدالمغنی صاحب کی خیر و عافیت کا طلب گار ہوں۔

غرض یہ ہے کہ جب سالک پر یہ حالت طاری ہو جائے کہ وہ اپنی ذات اور جمیع ممکنات کی ذات کو لاشئ اور عدم محض دیکھنے لگے یعنی یہ سمجھنے لگے کہ اس کا اپنا وجود اور جمیع ممکنات کا وجود ہرگز نہیں ہے بلکہ وجود اگر ہے تو حق تعالیٰ ہی کی ذات کا وجود ہے تو اس قسم کی حالت میں مراقبہ معیت۔ اقربیت اور جمیع مراقبات میں کس کیفیت سے مورد فیض کا تعین تصور کرے۔ اس سے پہلے جو وہ مقام معیت (وہ ذات جو ہر جگہ میرے ساتھ ہے) اور مقام اقربیت میں (اس ذات کا فیض آتا جو ہماری

Marfat.com

شاہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہے) کا تصور کرتا تھا اور باقی جمیع مراقبات میں بھی وہ فیض کے مورد کا بھی تعین کرتا تھا لیکن جبکہ "مادمن" کا مورد فیض ہی نہ رہا بلکہ حق سبحانہ تعالیٰ کا وجود ہی وجود رہا تو ایسے مقام اور ایسی حالت میں سالک تعین مورد اور تصور فیض کا لحاظ کس طرح کرے۔ نیز حق تعالیٰ کی معیت اور اقربیت میں سالک معیت و اقربیت صفاتی کا لحاظ کرے یا ذاتی کا؟ ارشاد فرمائیں۔

مقام الجمع و جمع الجمع الفاظ کمون و بروز و بطون و بطن البطون کے معنی اور ہمہ اوست و ہمہ از دست کے درمیان جو فرق ہے تحقیق کے ساتھ تفصیلی طور پر عنایت فرمائیں۔ حضور کی برکات سے اس فقیر کے پاس کے پاس طالبان حق بہت ہیں۔ نیز غلام حلقہ بگوش کے ہاں کتب صوفیہ اور حضرات کبار کے رسائل قدسیہ کی تعلیم و تدریس ہو رہی ہے، سوائے ان مکتوبات شریف کے جو اس عاجز کو نہیں ملے ہیں۔ تینوں وقت اپنے حضرات کبار کے حسب معمول حلقہ بھی کیا کرتا ہوں۔ فیوضات اور برکات اسقدر بیشمار ہیں کہ جن کی وجہ سے خاکسار پر آنحضور کا رابطہ ازحد غالب ہے۔ یہاں تک کہ سوائے حضرت قبلہ روحی و قلبی فداہ کے وجود مبارک کے علاوہ مجھے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ آپ پر قربان جاؤں یہ حقیر لوگوں کی نظروں میں ذلیل و خوار تھا لیکن جب حضور کے فیاض دل کا پرتو اس بے عمل و بے کردار کے سیاہ دل پر پڑا تو مجھے لوگوں کی نظروں میں عزیز کر دیا۔ ورنہ تو میں وہی دوست محمد حقیر ہوں جو پہلے تھا آں فیاض کی نظر کرم و مرحمت ہی نے مجھے اپنے معاصرین میں ممتاز کر دیا۔ آپ کی اس نعمت کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔ ؎

گر برتن من زبان شود ہر موئے　　　　یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

Marfat.com

اگر میرے جسم کے تمام بالوں کو زبان عطا کر دیجئے تو ہزار میں سے آپ کا ایک شکر بھی ادا نہیں کر سکتا
اب دنیا اور اہل دنیا سے ناامید ہو کر گوشہ توکل اختیار کر لیا ہے، دلی تمنا یہ ہے کہ
آنحضور کی توجہات شریفہ کی برکت سے اس کمینی دنیا کے دھندے اور خطرہ سے آزاد ہوں اور
شب و روز ذکر الٰہی میں مسرور و مشغول رہوں۔ وہ فتوحات جو حضور کے طفیل میں
خداوند تعالیٰ کی جانب سے اس حقیر کو پہنچتے ہیں۔ وہ مستحق لوگوں کو پہنچا دیتا ہوں اور خود بھی
بمع اہلیہ آسودہ بیٹھا کھا رہا ہوں۔ حق تعالیٰ آنقبلہ گاہ کی خیرات قبول فرمائے، اور حضور
کو درجات عالیہ پر فائز فرمائے۔ آمین۔ گزارش ہے کہ آنحضور قبلہ اپنے نام کا ایک ختم
مقرر فرمائیں تاکہ اسے ہمیشہ آں قبلہ کے نام پر پڑھا جائے اور ختم کا ثواب آنحضور کو
پہنچایا جائے۔ ختم کے اعداد بھی معین فرما دیں۔ عین کرم فرمائی ہوگی۔ قبلہ من حضور نے
ملا پان محمد سے کہا "حاجی صاحب کے پاس جاؤ اور ان سے توجہات لو"۔ میرے دل و
جان آپ پر قربان ہوں۔ یہ بھی محض حضور کی عین عنایت و مہربانی ہے ورنہ بندہ مریدوں
کو توجہ دینے اور فائدہ پہنچانے کی اہلیت کہاں رکھتا ہے حالانکہ میں محض نالائق اور بے ادب
ہوں لیکن چونکہ حضور کی نظر کرم و عنایت ہر وقت مجھ غریب کے شامل حال ہے اس لئے
دل خوش رہتا ہے۔ حق تعالیٰ کی عنایت اور حضور کی توجہ و برکت سے بندہ کو کسی قسم کا
کوئی ملال نہیں مگر افسوس اس بات کا ہے کہ حضور کی صحبت بابرکت سے دور ہوں۔

چہ نویسم کہ دل از داغ جدائی خون است | بقلم راست نیاید کہ ز حد بیرون است

کیا لکھوں دل داغ مفارقت کی وجہ سے خون ہو گیا ہے۔ غم کی اسقدر زیادتی ہو گئی ہے کہ احاطہ تحریر سے باہر ہے

اگر از خدمت دورم بدل شرمندگی دارم | چو قمری طوق برگردن نشان بندگی دارم

دل میں مجھے بڑی شرمندگی ہے کہ حضور کی خدمت سے دور ہو گیا ہوں۔ تاہم قمری کی طرح غلامی کا طوق اپنی گردن میں ڈالے ہوئے ہوں
والسلام

Marfat.com

مکتوب دسواں بنام خلیفہ مولوی محمد عادل صاحب قوم کاکڑ ساکن ژوب اہل سنت والجماعت کے عقائد کے بیان میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخوی واعزی ارشدی مولوی محمد عادل صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ منجانب فقیر حقیر لاشی دوست محمد کان اللہ عوضاً عن کل شئی۔ بعد از سلام مسنون اشتیاق مشحون معلوم ہو کہ آج مورخہ ۲۰ صفر المظفر تک فقیر مع جمیع درویشاں خیر و عافیت سے ہے۔ بارگاہ ایزدی سے آنجناب کی صحت و عافیت اور شریعت مطہرہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) پر استقامت کا طلب گار ہوں۔ جاننا چاہیئے کہ پیروں کے لئے یہ لازم ہے کہ وہ اہل سنت والجماعت کے عقائد اپنے مریدوں کو بتائیں اور اپنے بزرگوں کے طرز طریقے سے آگاہ کریں۔ اس لیئے چند سطر اس کے متعلق لکھ رہا ہوں۔ پس آپ کو معلوم ہو کہ آپ پیدا کیئے گئے ہیں اور آپ کو کسی پیدا کرنے والے نے پیدا کیا ہے وہ خالق حقیقی کل عالم اور جو کچھ اس عالم میں ہے سب کا پیدا کرنیوالا ہے۔ وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ ہمیشہ سے ہے اس کی ہستی کی کوئی ابتدا نہیں اور ہمیشہ رہیگا۔ اس کے وجود کے لئے کوئی انتہا نہیں۔ اس کی ہستی ازل ہی سے واجب ہے نیستی کو اس تک راہ نہیں، اسکی ہستی اپنی ذات ہی سے قائم ہے۔ وہ سب سے بے نیاز ہے دوسری چیزیں اس سے بے نیاز نہیں۔ اس کا قوام اپنی ہی ذات سے ہے باقی جملہ اشیاء کو اس سے قوام حاصل ہے۔ وہ اپنی ذات میں نہ جوہر ہے اور نہ عرض ہے۔ اور نہ ہی اس کو کسی جگہ اترنا متحقق ہے۔ نہ ہی اس کے لئے کوئی قالب ہو سکتا ہے کہ اسے اس میں ڈھالا جائے کسی چیز میں اسکی مثال نہیں

Marfat.com

وہ بے مثل ہے۔ نہ ہی اس کی صورت ہے۔ وہ ذات بے چون و بے چگون ہے اور جو کچھ بھی خیال اور دل میں اس کی کیفیت اور کمیت لائی جائے وہ اس سے پاک و بالاتر ہے۔ وہ جمیع صفات کا پیدا کرنے والا ہے۔ چھوٹے اور بڑے ہونیکی مقدار کو اس تک راہ نہیں۔ نہ ہی وہ کسی جگہ میں ہے اور نہ کسی جگہ پر ہے بلکہ وہ بالکل جا پذیر نہیں۔ جو کچھ بھی دنیا میں ہے وہ اس کے عرش کے نیچے ہے اور عرش اسکے زیر قدرت ہے۔ نیز وہ جمیع مخلوق کی صفات سے منزہ و برتر ہے۔ یہاں اس عالم میں محض اس کے علم ہی کا حصول ہو سکتا ہے۔ اس کا دیدار دنیا میں نہیں ہو سکتا اس کو عالم آخروی میں دیکھا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ وہ اس جہان میں بے مثل و یکتا ہے ویسے ہی اُس عالم میں بھی وہ بے مثل و بے مثال ہے۔

نیز جاننا چاہئے کہ جب سالک ذکر الٰہی جلشانہ میں تصحیح نیت کے بعد شغل کرنے لگتا ہے اور ریاضات و مجاہدات اور فقر و فاقہ کو اختیار کرتا ہے۔ نیز تزکیہ قلب اور تصفیہ نفس حاصل کرتا ہے اور کمینی دنیا کی محبت دل سے نکال دیتا ہے۔ صبر و توکل۔ رضا و تسلیم حاصل کر لیتا ہے اور ان معانی کا اپنے حوصلہ کے مطابق عالم مثال میں تدریجاً مشاہدہ کرنے لگتا ہے اور کدورات بشری اور رذائل باطنی سے پاک اور صاف ہو جاتا ہے تو اسے سیر آفاقی کا اتمام اور اکمال حاصل ہو جاتا ہے۔ فقیر کے پیشواؤں اور پیران مقربین نے عالم مثال میں عالم امر کے پانچوں لطائف کے علیحدہ علیحدہ رنگ کے انوارات مقرر فرمائے ہیں۔ لطیفہ قلب کا نور زرد۔ لطیفہ روح کا نور سرخ۔ لطیفہ سر کا نور سفید۔ لطیفہ خفی کا نور سیاہ اور لطیفہ اخفیٰ کا نور سبز ہے۔ لطائف عالم خلق کے انوار اسی میں مندرج ہیں۔ نفس لوامہ کا نور ابلق ہے۔ حضرت علاؤالدین سمنانی قدس سرہ العزیز نے لطائف سبعہ کے انوار میں سے ہر ایک کا نور مرتب فرمایا ہے۔ انکی ترتیب یوں ہے۔ رنگ خاکی مکدر کو

Marfat.com

لطیفہ قالبیہ کے لئے مقرر فرمایا ہے اور لطیفہ نفس کیلئے صاف نیلا رنگ۔ لطیفہ قلبیہ کے لئے خالص سُرخ۔ لطیفہ روح کے لئے زرد صاف رنگ۔ لطیفہ سر کیلئے سفید رنگ۔ لطیفہ خفی کیلئے سیاہ براق رنگ جو اوپر سے سر پر اترتا ہے۔ لطیفہ اخفی کیلئے سبز صاف رنگ۔ چونکہ پرتو تجلیات قدیم، صورت، شکل اور جہات سے منزہ ہیں اس لئے وہ سالک جو اپنی قوت متخیلہ میں ان اُمور غیبیہ کے مشاہدہ میں اپنے آپ کو مقید کر لیتا ہے اور ایک قسم کی خوشی محسوس کرتا ہو تو وہ حجاب میں رہ جاتا ہے یعنی اسے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ پس انسان کو چاہیئے کہ وہ ذکر الٰہی جل شانہ۔ مراقبہ۔ تلاوت قرآن مجید۔ نماز۔ استغفار اور درود شریف جیسی عبادت میں لگا رہے۔ اپنی شکستگی اور بندگی کو مدنظر رکھے۔ باقی کسی اور چیز کی طرف توجہ نہ کرے۔ کیونکہ بندہ کا اصل مقصود بندگی کرنا ہے۔ نہ کہ انوارات۔ تجلیات۔ کشفیات و کرامات کا حاصل کرنا۔ حضرت شیخ شبلیؒ نے فرمایا ہے کہ ان چیزوں کا حصول اور ظہور بندہ کو حق تعالیٰ کی معرفت سے دور رکھتا ہے۔ نیز اُنہوں نے اس مقام کو خیال پرستوں کے مقام سے موسوم کیا ہے۔ حضرت زین الدین قدس سرہ نے فرمایا ہے" ہر وہ شخص جو اپنے واقعات مریدوں پر ظاہر کرتا ہے تو وہ گویا مریدوں کے حجاب الحجاب کے حجابات میں کوشاں ہے۔ ہاں اس قدر حالات ظاہر کرے جو تادیب و تربیت کیلئے مناسب ہوں۔ وہ حضرات جو باطنی طور سے انوارات و تجلیات کا مشاہدہ نہیں کرتے کسی طرح بھی ان لوگوں سے رتبہ میں کم نہیں جو ان چیزوں کا مشاہدہ کرتے ہیں بلکہ پہلے فریق (ضعیف الحال) کا مرتبہ حالت مذکورہ میں فریق ثانی (ارباب یقین) کے مرتبہ سے کم ہے، کیونکہ اکثر حالات اور واقعات اور کشفیات کو ئی ضعیف الحال لوگوں کو اس لئے ہوتے ہیں کہ ان کا یقین قوت پکڑ لیتا ہے لیکن ارباب یقین اس طرف کوئی التفات نہیں کرتے۔ ربنا لا تزغ قلوبنا

Marfat.com

بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب ۔

اے ہمارے رب ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کیجئے اور ہم کو اپنے پاس سے رحمت عنایت فرمایئے ۔ بیشک آپ بہت ہی دینے والے ہیں ۔ والسّلام ۔

مکتوب یازدہم بنام خلیفہ مولوی محمد عادل صاحب موصوف الصدر صوفیائے کرام کے عقائد کے بیان میں

اخوی واعزی ارشدی محمد عادل صاحب سلمہ ربہ ۔ از فقیر حقیر لاشئ دوست محمد المعروف بحاجی کان اللہ لہ عوضاً عن کل شئ ۔ بعد از تسلیمات مسنونہ ودعوات ترقیات مشحونہ واضح ہو کہ الحمد للہ فقیر مع جمیع متعلقین و درویشاں خیر وعافیت سے ہے ۔ اور آپ کی عافیت وسلامتی اور ارشاد کی روز افزوں ترقی کے لیے بارگاہ ایزدی میں دست بدعا ہوں ۔ ویرحم اللہ عبداً قال آمینا (یعنی جس نے آمین کہا اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے ۔)

عرض یہ ہے کہ صوفیائے کرام کے عقائد کا ذکر اجمالی طور پر بیان کیا جاتا ہے سُنیئے ۔ صوفیائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ خداوند کریم ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ۔ نہ ہی اسکا کوئی مقابل ہے اور نہ ہی اسکا کوئی مماثل ۔ وہ ان جمیع اوصاف سے موصوف ہے جن کے ساتھ کہ اس نے اپنی ذات کو موصوف کیا ہے اور جمیع ان اسماء سے موصوف ہے جن کے ساتھ اس نے اپنے آپ کو موسوم کیا ہے ۔ وہ اپنے اسماء وصفات کے ساتھ قدیم ہی رہا ہے ۔ وہ تمام مخلوق کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ

کسی طرح سے بھی اپنی مخلوق کے مشابہ نہیں۔ نہ ہی اس کا کسی جگہ حلول ہے اور نہ ہی اس کے ہاں کوئی زمانہ معتبر ہے اور نہ ہی زمانہ اس کو گھیرے ہوئے ہے۔ وہ جسم نہیں، کیونکہ جسم وہ ہوتا ہے جو مرکب ہو اور مرکب کسی دوسرے مرکب کا محتاج ہوتا ہے۔ نہ ہی وہ جوہر ہے کیونکہ جوہر حیز پکڑنے والا ہوتا ہے اور خداوند کریم متحیز نہیں کیونکہ وہ سارے متحیزوں کا خالق ہے اور خود حیز کا بھی خالق ہے۔ نہ ہی وہ عرض ہے کیونکہ عرض وہ ہوتا ہے جو دو زمانے بھی باقی نہ رہ سکے۔ اور وہ ذات پاک تو واجب البقا یعنی ہمیشہ رہنے والی ہے۔ اس کا کوئی اجتماع نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی افتراق ہے نہ اس کے اعضاء ہیں اور نہ ہی اس کا کوئی بدل ہو سکتا ہے۔ نہ ہی اس کو کسی ذکر کرنے والے کا ذکر ڈھکا سکتا ہے اور اس کو عبادات لاحق نہیں ہو سکتیں۔ نہ ہی کوئی اشارہ اس کو معین کر سکتا ہے اور نہ ہی افکار اس کو احاطہ کر سکتے ہیں۔ اور نہ ہی اس کو کسی کی نظر پا سکتی ہے۔ اس کی ذات کے متعلق جو وہم یا خیال کیا جائے وہ ناقص ہے۔ پس اگر آپ کہیں وہ کب تھا تو جان لیجئے کہ پیدائش کے وقت سے اس کے وجود نے سبقت کی ہوئی ہے (یعنی ازل سے ہے) اور اگر آپ کہیں کہ اس کی ذات کی کیا کیفیت ہے تو جانئے کہ اس کی ذات اور اسکے فعل کیلئے کوئی کیفیت نہیں۔ اور اگر آپ دریافت کریں کہ وہ کہاں ہے؟ تو سمجھ لیجئے کہ وہ مکان سے مقدم ہے وہ اپنی عظمت و کبریائی کی وجہ سے عقل اور نظر سے بعید ہے اور اگر آپ اس کی ذات کے متعلق سوال کریں تو معلوم ہو اس کی کوئی مثال نہیں۔ اگر آپ اس کے صفات دریافت کریں تو واضح رہے کہ وہ ایک ہے پاک و بلند و برتر ہے نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ وہ کسی سے جنا گیا ہے۔ اور اگر آپ اس کے اسماء کے متعلق پوچھیں تو یقین کیجئے کہ وہ معبود برحق ہے اس کے سوا کوئی دوسرا معبود بننے کے لائق

Marfat.com

نہیں۔ وہ پوشیدہ اور ظاہر چیزوں کا جاننے والا ہے۔ بڑا بخشنے والا مہربان ہے نیز صوفیائے کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ اللہ کی ذات اس دنیا میں نہ آنکھوں سے دیکھی جا سکتی ہے اور نہ ہی اس کو عقل معلوم کر سکتی ہے۔ مگر یہ یقین ہے کہ وہ ہر جگہ موجود ہے۔ نیز صوفیائے کرام کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ ذات خداوندی کا دیدار آخرت میں آنکھوں سے ہی کیا جائے گا۔

فقط والسلام علیکم و علیٰ من لدیکم

مکتوب بارھواں[۱۲] بنام خلیفہ ملا ہیبت[۱] آخوندزادہ صاحب پریال کینیری احباب کے لیے مفید نصائح کے بیان میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد اور درود کے بعد اخوی واعزی ارشدی ملا ہیبت آخوندزادہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ منجانب فقیر حقیر لاشئ دوست محمد کان اللہ لہٗ عوضاً عن کل شئ۔ بعد از سلام مسنون و دعوات ترقیات مشحون مطالعہ فرمائیں کہ اس فقیر کے احوال مع جمیع درویشاں تا دم تحریر حمد کے لائق ہیں۔ خداوند کریم و رحیم کے کرم عمیم سے امیدوار ہوں کہ وہاں پر بھی خیر و عافیت ہو گی۔

چند وہ نصیحتیں بیان کی جاتی ہیں جو احباب کیلئے مفید ہیں۔ پس سنیئے۔

اس سلوک کا حاصل جو صوفیائے کرام کے ہاں معمول ہے وہ یہ ہے کہ سالک اللہ کے رنگ میں رنگین ہو جائے اور اس کی عادات رذیلہ و اخلاق خبیثہ فنا ہو جائیں اور سالک

Marfat.com

جمیع صفات حمیدہ اور اخلاق عالیہ سے موصوف ہو جائے۔ اور جذبہ کے مقامات میں جو کیفیات اور انوارات پیش آتے ہیں ان سے وہ منور ہو جائے جس کو یہ فنا اور بقا اور حالات قویہ مکمل طور سے حاصل ہو جاتے ہیں تو اس پر حق تعالیٰ کا پہلو غالب آجاتا ہے یعنی وہ تسلیم۔ رضا۔ توکل۔ صبر میں پورا پورا مشتاق ہو جاتا ہے اور اس وقت ان حالات و مقامات میں وہ اپنے ان اغیار پر افضل اور اشرف ہو جاتا ہے جو ان امور میں ثبات نہیں رکھتے۔ نیز معلوم رہے کہ باطنی قبض اور باطنی ظلمت کے رفع کیلئے تلاوت قرآنمجید عمدہ لہجہ کے ساتھ کرنی چاہئے یا کسی دوسرے شخص سے قرآن شریف جو عمدہ لہجہ سے پڑھتا ہو سننا چاہئے۔ نماز لمبی قرآت کے ساتھ بڑے خشوع وخضوع سے ادا کرنا چاہیئے۔ اصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم خدا سے قریب کرنے والے ان ہی اعمال کے ہونے تھے۔ ذوق وشوق وگرمی باطن کے حصول کے واسطے درمیانی غمگین آواز سے ذکر جہر کرنے میں کوئی خطرہ نہیں۔ جس وقت دل میں جذب پیدا ہو جاتا ہے تو بے اختیار ذکر کے ساتھ آواز بلند ہو جاتی ہے، اس قسم کے جہر کو کسی نے منع نہیں کیا۔ واضح رہے کہ ذکر خفی ذکر جہر سے کئی وجوہ کی بنا پر افضل ہے۔

(۱) ذکر خفی ہر وقت ہو سکتا ہے۔ (۲) ذکر خفی نفی اثبات سانس بند کر کے گرمی وگرمی کے حصول کے لئے مقرر ہے (۳) ذکر خفی میں بدعت ناپسندیدہ سے ایک قسم کا پرہیز ہو جاتا ہے۔ اور مسلمان کی تحقیر اور عیب اور سخن چینی اور اپنی قدر وغیرہ جتلانے سے بھی اجتناب حاصل ہو جاتا ہے۔

سالک کو چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو عدم محض خیال کرے اور اپنے کمالات کو اس کے اصل سے جانے اور اپنے حسنات کو قابل قبول نہ سمجھے۔ اور اپنے گناہوں کو ایک

Marfat.com

بڑے پہاڑ کی مانند جانے جو اس کے سر پر کھڑا ہے۔ نیز غیر کی برائیوں میں ہمیشہ نیک تاویل کرے اور روزمرہ کے وقائع کو حق تعالیٰ کے ارادے سے جانے۔ پس اہل معرفت رحمۃ اللہ علیہم کا یہی طریقہ ہے۔

سنت شریفہ اور توجہ کا حصول، اعمال ظاہری کے بغیر مشکل ہے۔ اعمال ظاہرہ کے انوار کو باطنی اطمینان میں بہت کچھ اثر اور دخل ہے۔ باطن میں التفات اور سیر کی عظمت کا حصول اور ظاہر میں شائستہ اعمال۔ نیک خلاق اور عاجزی و انکساری سے آراستہ ہونا کمال عظیم ہے اور اس سے بڑھکر کوئی دوسرا کمال نہیں ہے۔ اللھم وفقنا لما تحب و ترضی۔ (اے اللہ ہمیں اس چیز کی توفیق دے جس سے تو محبت کرتا ہے اور جس سے تو راضی ہے) درمیانی راہ میں ذوق و شوق اور عجب نوعیت کے جذبات سالک کو پیش آتے ہیں۔ اس طریقہ کے حالات استمراری ہیں۔ اس طریقہ کے کاملین مقام تجلی ذاتی دائمی میں جو بے پردہ اسماء و صفات پر کامل دسترس رکھتے ہیں اسی وجہ سے ان کو غایت درجے کی لطافت اور باطن کی صفائی حاصل ہو جاتی ہے کہ جس کا اندازہ عقل نہیں لگا سکتی۔ ناقصین کہا کرتے ہیں کہ اس قسم کے لوگوں کی صحبت میں جمعیت قلب اور صفائی باطن حاصل ہو جاتی ہے باقی کچھ نہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ ایسے کاملین خدا رسیدہ لوگ تجلی ذاتی کے ذریعہ افاضہ فیوض و برکات میں ہمیشہ شان عظیم رکھتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ طلبا کم مدت میں حرارت۔ شوق اور حضور باطنی پیدا کر لیتے ہیں (ھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمْ مِنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا) یعنی خدائے واحد تو وہ ذات ہے جس نے سبز درخت سے آگ نکالی ہے۔ طالبین الٰہی کو ہمت سے کام لینا چاہئے تاکہ مراتب کمال تک پہنچ جائیں۔ ہر آنچہ شرط بلاغت با تو میگفتم۔ (عروج پر پہنچنے کی

Marfat.com

شرط ہیں وہ میں نے بیان کر دیں)

والسلام۔ دعا کرتے رہیں کہ خدا اس فقیر کا خاتمہ بالخیر کرے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اپنی عنایت سے اس ناچیز کو ایمان نصیب کرے، آمین۔

فقیر حقیر اور خانقاہ شریف کے جمیع درویشوں کی طرف سے جناب ملا ہیبت صاحب آخوندزادہ کی خدمت میں تسلیمات مع والدعوات قبول ہوں۔

(نوٹ) اس طریقہ شریفہ مجددیہ میں ذکر خفی کا معمول ہے۔ ہمارے حضرات گرامی کسی کو بھی ذکر جہر کی تلقین نہیں کرتے۔ آپ بھی کسی کو ذکر جہر کی تلقین نہ فرمائیں۔ اگر بے اختیاری کی حالت میں ذوق وشوق اور جوش وخروش کے غلبہ سے زبان پر زور سے ذکر جاری ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ ایسی حالت سکر کے حکم میں ہے۔ اس لئے معذور قرار دیئے جائیں گے۔

مکتوب تیرھواں ۱۳ بنام مولوی محمد عادل صاحب کاکڑ سکنہ ژوب طریقت کے دو جز (۱) جذب (۲) سلوک کے بیان میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بعد از حمد وصلوٰۃ اخوی واعزی محمد عادل آخوندزادہ سلمہ اللہ تعالےٰ من جمیع الآفات۔ منجانب فقیر حقیر لاشئ دوست محمد کان اللہ لہٗ عوضاً عن کل شئ۔ بعد از سلام مسنون عرض یہ ہے کہ طریقت کے دو جزو ہیں اوّل جزو جذب اور دوم سلوک۔ جذب کے متعلق یہ ہے کہ پیران کبار کی مدد سے جذبہ اجمالاً سالک پر وارد ہوتا ہے اسمیں سالک کی کوشش اور اختیار کا کوئی دخل نہیں۔ اِلّا ماشاء اللہ کہ وہ بھی محض عنایت

Marfat.com

خداوندی جل شانہٗ پر موقوف ہے۔ لیکن جزو ثانی کی تحصیل میں جسکو سلوک کہتے ہیں کوشش کرنی چاہیئے۔ اس مقام میں سالک کے لیئے ہمت اور کوشش درکار ہے۔ جو کچھ تکمیل کرنی ہو اس میں پوری کوشش سے کام لے۔ چونکہ سالک کو جز و اول تو خداوند تعالیٰ کی عنایت سے حاصل ہوتا ہے لیکن جز و ثانی کے لیئے کوشش درکار ہے اس لیئے سالک کسی کے فتوے پر عمل نہ کرے بلکہ عزیمت پر عمل کرے۔ حضرات نقشبندیہ کا طریق عزیمت پر مبنی ہے۔ کامل انکساری۔ عاجزی اور بندگی میں اپنے اوقات عزیزہ کو معمور رکھیں۔ بندہ کو بھی دعا میں یاد فرمائیں کہ حق تعالیٰ اس بے عمل کو ایمان سلامت عطا فرمائے اور ہماری طرف سے خاطر جمع اور تسلی رکھیں کیونکہ یہاں ہر طرح سے خیریت ہے۔

یہاں کے علماء کے چون وچرا کے تفصیلی حالات سے مولوی صاحب مطلع فرمائینگے۔

والسلام مالاکلام ۱۳۶۶ھ

مکتوب چہاردہم بنام خلیفہ ملا ہیبت آخوندزادہ ہریپال کیمبلپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اخوی اعزی ارشدی محبی مخلصی و مکرمی ملا ہیبت آخوند صاحب دام برکاتہٗ و فیوضاتہ وسلامتہ۔ منجانب فقیر حقیر لاشی دوست محمد المعروف بحاجی عفی عنہ عرض یہ ہے کہ فقیر کے احوال بمع جمیع متعلقین تا زمِ تحریر قادر لایزال کے فضل وکرم سے اچھے ہیں۔ بارگاہ خداوندی سے آنجناب کی سلامتی و عافیت و شریعت محمدیہ و طریقہ احمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر ثبات و استقامت کے لیئے دعا کرتا ہوں۔ آپ کو معلوم ہو کہ آپ کا مکتوب مرغوب و راحت اسلوب ٹالی گنڈ تیمر کے ہاتھ موصول ہوا۔ حالات مافیہا

Marfat.com

سے آگاہی ہوئی۔ نہایت خوشی حاصل ہوئی۔ ہمارے بزرگوں کے طریقہ میں پرہیز گاری تقویٰ، صبر و قناعت توکل اور رضا ہے۔ آپ کو چاہیئے کہ آپ ان چیزوں پر قائم رہیں اور کسی وقت بھی یادِ خدا سے غافل نہ رہیں اور نہ ہی ذکرِ الٰہی میں سستی اور کاہلی سے کام لیں۔ ع یکدم باخدا بودن بہ از ملکِ سلیمانی (وہ لمحہ جو اللہ کی یاد میں گزرے سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت سے بہتر ہے) باقی محمد عادل کے متعلق یہ ہے کہ فقیر نے چند روز ہوئے اسے قندھار کی جانب روانہ کیا ہے اور دو طلبا بھی ان کے ہمراہ بھیج دیئے ہیں۔ اب تک ان کا تحریراً حال معلوم نہیں ہوا۔

معتبر اشخاص سے ایک عجیب بات سننے میں آئی ہے وہ یہ ہے کہ شہر کابل میں چھوٹے لڑکوں کی تین عدد قبریں ظاہر ہوئی ہیں۔ جو کوئی ان قبروں پر اپنی حاجت لیکر جاتا ہے خداوند کریم ان کی برکت سے مراد پوری کر دیتا ہے۔ ان قبروں کی بہت شہرت ہو گئی ہے۔

نوٹ:۔ حاجی صاحب نے اس خبر پر اپنا کوئی خیال ظاہر نہیں فرمایا۔ لیکن اس قسم کے واقعات شیطانی تصرفات کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ پس اہلِ قبور سے تعلق کا معاملہ شریعت کے مطابق ہونا چاہیئے۔

آپ ان اذکار و مراقبات کو ہمیشہ کرتے رہیں جن کی آپ کو تعلیم دی گئی ہے ان میں کسی قسم کا فتور نہ آنے پائے۔ طلباء اور خلقِ خدا کے ساتھ ترش روئی سے پیش نہ آئیں بلکہ ان کے ساتھ حوصلہ۔ نرمی اور مہربانی سے زندگی بسر کریں۔ خوش خلقی اپنا شعار بنائیں خانقاہ شریف کے تمام طلباء کی طرف سے تسلیمات قبول ہوں۔

فقط۔ والسلام خیر ختام

Marfat.com

مکتوب پندرھواں[۱۵] بنام ملا راز محمد آخوندزادہ صاحب قندھاری "مرید کی استعداد پر ناقص اور کامل پیر کی صحبت کا اثر" کے بیان میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ ذی المجد والاکرام وعلیٰ نبیہ محمد الف الف صلوٰۃ وسلام وعلیٰ آلہ الاطہار واصحابہ الاخیار ما دامت اللیالی والانہار۔ اما بعد! اخوی اعزی ارشدی ملا راز محمد صاحب اوصلہ اللہ الیٰ رفیع المراتب وعصمہ فی الحوادث والنوائب منجانب فقیر حقیر لاشی درویش محمد المعروف بحاجی عفی عنہ وکان اللہ لہٗ عوضاً عن کل شیٔ بعد از سلام مسنون ودعوات ترقیات مشحون مطالعہ فرمائیں کہ الحمد للہ یہ فقیر مع درویشوں کے خط کے لکھنے وقت تک مورخہ ۱۷ رجمادی الثانی ۱۳۹۶ھ خیر وعافیت سے ہے۔ بارگاہ الٰہی میں آپ کی سلامتی عافیت اور شریعت وطریقت وحقیقت کا جو کرامت سے بالاتر ہے خواہاں و جویاں ہوں۔ خلاصہ یہ کہ آپ کا نوازش نامہ جو مجمع فضائل وکمالات ومنبع محامد ونوالات ہے بدست مولوی فتح محمد صاحب موصول ہوا۔ احوال ما فیہا سے آگاہی ہو کر مسرت ہوئی۔

بھائی جان فقیر کی یہی آرزو ہے کہ آپ اپنی عارضی زندگی کے باقی سانس خداوند کریم کے ذکر اور اس کی رضا طلبی میں گزار دیں اور اپنے قیمتی وقت کو جس کا کوئی بدل نہیں ضائع نہ فرمائیں۔ اپنے جمیع اوقات کو شرع شریف کی پابندی کرتے ہوئے ذکر الٰہی میں مشغول رکھیں۔ اور تاکید ہے کہ ہر وقت خداوند کریم کی طرف نہایت عاجزی اور انکساری سے متوجہ رہیں تاکہ اس کی بارگاہ عالی میں قابل قبول ہونے کا شرف حاصل ہو۔

Marfat.com

دونوں جہان کی فلاح و بہبودی کا دارومدار عاجزی وانکساری پر ہے۔ آپ اپنے دینی و دنیاوی ظاہری اور باطنی کل کام اپنے پیران کبار کے توسط سے جناب الٰہی کے سپرد کر دیں' نیز اپنے جملہ اُمور کا مالک کارساز حقیقی کو جانیں اور جو واقعات پیش آئیں ان کو بغیر چون وچرا کے خاموشی کے ساتھ قبول کر لیں۔ کسی کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھیں اور ان کے عیبوں سے چشم پوشی کریں۔ کیونکہ اہل اللہ جو کچھ دیکھتے ہیں اور جو کچھ سُنتے ہیں حق کی طرف سے جانتے ہیں۔ اور لوگوں سے جو کہ تعینات یعنی مظاہر ہیں نظر کو ہٹا لیتے ہیں۔ بُرا کہنے والے کو اچھا بدلہ دیتے ہیں اور قصور وار کا قصور معاف کر دیتے ہیں خواہ ان کو کسی سے ایذا یا تکلیف کیوں نہ پہنچے۔ ان کا حال اس مصرعہ کے عین مطابق ہوتا ہے ؎ ہر کہ مارا یاد رسا ند راحتش بسیار باد۔ یعنی جو کوئی ہمارا بُرا چاہے خدا اسکو زیادہ آرام پہنچائے۔

توبہ۔ صبر۔ قناعت۔ زہد۔ توکل۔ شکر۔ خوف۔ تسلیم ورضا کو اپنا شیوۂ کار بنائیں اور کشف و کرامات اور خوارق عادات کو عام لوگوں کی طرح اہمیت نہ دیں اور اپنی ذات اور ماسوا سے ناامید رہیں۔ فقر وفاقہ کو نعمتِ عظمٰی خیال کریں۔ مریدوں کے مال میں کسی قسم کا طمع نہ رکھیں۔ لوگ آپ کو اچھے نام سے یاد کریں یا بُرے نام سے اس کی کوئی پرواہ نہ کریں۔ دولت اور دولتمندوں کی صحبت سے پرہیز کریں جو کچھ میسّر ہو جائے اسے فقراء میں تقسیم کریں۔ علماء اور فقراء کی جان و مال سے خدمت کریں۔ نفس و شیطان کے شر سے مرتے دم تک بیخوف نہ رہیں۔ اپنے آپ کو جمیع مخلوقات سے حقیر جانیں بلکہ اپنے آپ کو ناچیز خیال کریں۔ ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ کسی نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔ ؎

Marfat.com

ہر کجا ایں نیستی افزوں تراست　　کار حق را کارگاہ آں سراست

جہاں کہیں فنائیت بہت زیادہ ہے۔　　وہی جگہ حق کے کام کا کارخانہ ہے

بھائی جان ہمیشہ حق تعالیٰ کی طرف متوجہ رہیں۔ روزی کا غم نہ کریں اور نہ ہی رزق کی طلب میں پریشان ہوں۔ کیونکہ خدائے واحد قدوس نے ہی رزق کا ذمہ لیا ہے۔ ہمارے پیران کبار قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم الاقدس فرماتے ہیں کہ آجکل درویشی لقمہ فروشی ہے، یعنی لوگ لقمہ کی خاطر درویشی کو بیچ ڈالتے ہیں۔ خداوند کریم ایسی درویشی سے جو دین فروشی ہے بچائے۔ پہلے صحیح عقائد کے ساتھ مسلمانی درست کریں اس کے بعد درویشی۔ پس طالب کو ہمیشہ علم لدنی کی طلب اور صوفیائے کرام کی نسبت کی تلاش میں رہنا چاہیئے جو غنیمت کبریٰ ہے اور اہل دل کی تجسس اور شیخ کامل دکمل کی جستجو میں کوشاں رہنا چاہیئے۔ اگر کہیں ایسا شخص مل جائے جسکی صحبت مؤثر ثابت ہوئی ہو اور وہ نسبت جذبی کے لئے کنجی کا کام دیتی ہو تو ایسے شخص کی صحبت اختیار کرنا ضروری ہے، تاکہ حالت مطلوبہ یعنی یادداشت اور دوام حضور و آگاہی اس کا ملکہ بن جائے۔ شیخ کامل کیلئے یہ ضروری نہیں کہ وہ خوارق عادات۔ کشفیات و کرامات کا مالک ہو اور اس سے شوق و وجد و حال کا ظہور ہوتا ہو۔ ایسی باتیں تو جوگیوں۔ فلسفیوں اور برہمنوں میں پائی جاتی ہیں۔ پس اس قسم کی باتیں سعادت کی دلیل نہیں۔ بلکہ شیخ کامل اور مکمل کے پہچاننے کی صحیح علامت یہ ہے کہ وہ ظاہری شریعت۔ کتاب اور سنت پر مکمل طور سے استقامت کے ساتھ عمل کرتا ہو۔ اس صورت میں وہ متقی کہلانے کا مستحق ہے۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ولایت کا دارومدار تقویٰ ہی پر ہے۔ چنانچہ خداوند کریم فرماتے ہیں:۔ اِنْ اولیاءہٗ الا المتقون، یعنی بے شک اس کے اولیاء متقی ہوتے ہیں :۔

Marfat.com

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بعض اولیا ملامتیوں کی سی روش رکھتے ہیں اور ظاہرًا ان میں تقویٰ کے آثار نظر نہیں آتے اس پر بھی بعض لوگوں کو ان سے فیوض باطنی حاصل ہوتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے۔ جواب یہ ہے کہ ایسا دیکھنے میں بہت کم آتا ہے اور اعتبار غالب واکثریت کا کیا جاتا ہے، نیز شریعت میں عقل حاکم ہے کیونکہ نفع حاصل کرنے میں ضرر کا دفع کرنا اہم ہے۔ زیادہ مقصود یہی چیز ہے۔ پس جہاں ضرر کا کچھ بھی شبہ پڑے وہاں سے بھاگنا چاہئے اور جو شخص ظاہری طور پر متقی ہو اس کی صحبت اختیار کرنی چاہیئے، اور اس سے بیعت کرنے میں کوئی نقصان نہیں ہے کیونکہ وہاں ضرر کا احتمال نہیں ہے اس سے کوئی فائدہ پہنچے یا نہ پہنچے۔ اگر اس کی صحبت مؤثر ہے اور ظاہری و باطنی علماء کے ہاں معتبر ہے تو ایسے شخص کی صحبت کبریت احمر ہے اور اس کو ایک بڑی نعمت شمار کرنا چاہئے۔ اور اگر اس کی صحبت تاثیر نہ رکھتی ہو یا اس کی تاثیر اکابر کے ہاں معتبر نہ ہو تو اس شخص پر حسن ظن رکھتے ہوئے اس کی صحبت کو ترک کر دینا چاہیئے۔ اور جہاں مرشد دستیاب ہو وہاں جانا چاہئے۔ کیونکہ مقصود تو حق تعالیٰ جل شانہ ہے نہ وہ مرد مذکور ہے

باہر کہ نشستی نشد جمع دلت	وز تو نرمید زحمت آب وگلت
زنہار صحبتش گریزاں میباش	ورنہ نکند روح عزیزاں بحلت

(جس شخص کے ساتھ تو نے صحبت اختیار کی اور تیرے دل کی جمعیت حاصل نہ ہوئی اور تجھ سے آب وگل زحمت نہ نکلی یعنی سرکشی دور نہ ہوئی تو تو قطعاً اس کی صحبت سے پرہیز کر ورنہ عزیزان کی روح تجھکو معاف نہیں کرے گی (یعنی میں نے تجھکو بتا دیا میں بری الذمہ ہوں)

اگر کوئی پوچھے کہ وہ تاثیر جو اکابر کے ہاں معتبر ہے اسکی وضاحت کیا ہے تو اس کی تفصیل یہ ہے۔ جس شخص میں یہ تاثیر ہوتی ہے اس کی صحبت میں بیٹھنے سے

Marfat.com

انسان پر یہ حالت طاری ہو جاتی ہے کہ اس کا دل دنیا سے بیزار ہو جاتا ہے۔ خدا و رسول دوستانِ خدا اور اعمال صالحہ کے ساتھ محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ نیک کاموں سے اُنس اور لگاؤ پیدا ہو جاتا ہے اور بُرے کاموں سے دل کو نفرت پیدا ہو جاتی ہے اسکی صحبت سے بمصداق اذا رأو ذکر اللہ خدا یاد آتا ہے۔ اس کو دوام حضوری حاصل ہو جاتی ہے اور یاد الٰہی سے اطمینان و جمعیت پیدا ہو جاتی ہے۔ جو نسبت اس خدا رسیدہ سے اس طالب کو ملی ہے اس کی نسبت اور حالت میں اعمال صالحہ کی بنا پر اور بھی زیادہ ترقی ہوتی ہے۔ اور اس سے اگر گناہ کے کام صادر ہو جائیں تو اس کے دل کو تنگی اور بے آرامی محسوس ہوتی ہے۔ جو نسبت اس بزرگ سے حاصل ہوئی ہے اس میں گناہوں کی وجہ سے ایک قسم کا زوال پیدا ہونے لگتا ہے۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ "اذا سرتک حسنتک واساءتک سیأتک فانت مومن" یعنی جب تیری نیکیاں تجھے اچھی معلوم دیں اور اپنی برائیوں پر تو غمگین و نادم ہو تو یہ تیرے ایمان کی علامت ہے۔ پس اس قسم کے مرد کو جو ان تاثرات سے بھرپور ہو کامل مکمل جاننا چاہئے۔ اور ان صفات کو جو اس کی صحبت سے حاصل ہوں کمال شمار کرنا چاہیئے، کیونکہ اس قسم کے شخص کی صحبت شریعت شریف کا متبع بنانیوالی اور دوام آگاہی کے لئے مفید ہے۔ نیز عبادت سے قریب کر دینے والی اور گناہوں سے دور کرنے والی ہے۔ اخلاق رذیلہ کو زائل کر دیتی ہے۔ کبر و غرور۔ ریا۔ حب مرتبہ اور مال کی محبت سے نجات دلاتی ہے۔ اخلاق جمیلہ پیدا کرنیوالی اور اوصاف حمیدہ کا نمونہ بنانے والی ہے۔ اس قسم کی صحبت سے للّٰہی محبت اور بغض، صبر و شکر۔ رضا۔ زہد وغیرہ اختیار کرنا طالب کا شعار بن جاتا ہے۔ پس اگر ایسے مرد کامل کی صحبت حاصل ہو سکے تو

Marfat.com

اسے غنیمت جانے اور اپنے آپ کو مثل مردہ بدست زندہ اسکے حوالے کر دے۔ اس بات کا ضرور خیال رہے کہ جو احوال اور واردات صادر ہوں تو ان کو میزان شرع پر تولنا اور پرکھنا ضروری ہے۔ اگر شریعت کی رو سے جائز ہیں تو وہ مقبول ہیں ورنہ مردود۔ وہ وجد اور شوق و ذوق جو اس سے بے اختیاری کی حالت میں پیش آئیں تو وہ ان میں معذور ہے، ہاں اگر وہ یہ سب چیزیں اپنے اختیار سے کرے تو شرع انور اس کو پسند نہیں کرتی۔

سالک کو چاہیئے کہ وہ اپنے اختیار سے اس قسم کی حرکات نہ کرے کیونکہ اکابرین طریقت نے ان احوال کو اپنے مقصد اور اختیار سے نہیں کیا ہے اور باطل لوگوں کا تو کوئی اعتبار ہی نہیں۔ پس ایسی مجنونانہ حرکتوں میں نہ کوئی مصلحت ہے اور نہ ہی کسی قسم کی بہتری۔

بعض اکابرین نے جو کہا ہے کہ صوفیا کے رسوم کچھ قدر و قیمت نہیں رکھتے تو ان کا کہنا مذکورہ بالا مجنونانہ حرکات کی بنا پر ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ عزیز نے اپنے ایک مکتوب گرامی میں فرمایا ہے: "سعادتمند مرید ہر وقت اپنے پیر سے سلوک طریقت میں خوارق عادات اور کرامات دیکھتا رہتا ہے اور غیبی معاملہ میں ہر وقت اس سے مدد چاہتا ہے۔ پیر کیلئے مریدوں کے علاوہ دوسرے لوگوں کے واسطے خوارق کا ظاہر کرنا ضروری نہیں۔ ہاں مریدوں کی نسبت کے لئے پیر میں بے انتہا کرامات و خوارق ہیں اور مرید پیر میں خوارق عادات کیوں نہ دیکھے گا جبکہ پیر اس کے مردہ دل کو زندہ کرنیوالا ہے اور اسے مکاشفہ اور مشاہدہ تک پہنچانے والا ہے۔

سطحی نظر والے عوام جسمی احیاء کو بہت اہمیت دیتے ہیں لیکن خواص کا معیار قلب و

Marfat.com

روح کی جلا کرتا ہے۔ اس لئے وہ طالب کے مردہ دل کو زندہ کرنے کے درپے ہوتے ہیں اور حق بھی یہی ہے کہ احیائے جسدی کی احیائے قلبی کے مقابلہ میں ایسی مثال ہے جیسے کہ راستے میں کوئی گری پڑی چیز جس کی کوئی وقعت نہیں ہوتی۔ کیونکہ احیائے جسدی تو چند روزہ زندگانی پر منحصر ہے اور احیائے روحی وقلبی حیات دائمی اور سرمدی کا وسیلہ ہے بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اہل اللہ کا وجود خود کرامات میں سے ایک کرامت ہے۔ اور ان کا لوگوں کو شریعت کی طرف بلانا بھی خداوند کریم کی رحمتوں میں سے ایک رحمت ہے۔ ان کا مردہ دلوں کو زندہ کرنا قربات الٰہیہ میں سے ایک علامت عظیم ہے۔ یہ دنیا کیلئے امن اور غنیمت ہے۔ بھم یمطرون وبھم یرزقون (ان ہی کے ذریعہ سے بارش برستی ہے اور ان ہی کے وسیلہ سے رزق دیا جاتا ہے) ان کی شان میں وارد ہوا ہے ان کا کلام ہر مردہ دل کے لئے اک دوا ہے اور ان کی نظر ہر خستہ جان و دل کیلئے مژدہ شفا ہے۔ وہ بارگاہ خداوندی کے ہمنشین ہیں، وہ ایسی پاک قوم ہے جس کا ہم نشین کبھی بدبخت نہیں ہو سکتا اور نہ ان کا دوست و انیس کبھی خسارہ پانے والا ہوتا ہے حدیث شریف کے کلمات شریفہ (وھم قوم لا یشقی جلیسھم ولا یخیب انیسھم) "وہ اللہ کے قرب میں بیٹھنے والے ہیں اور وہ ایسی قوم ہے کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا بدنصیب نہیں رہتا اور ان سے محبت رکھنے والا خسارہ میں نہیں رہتا ان ہی کے حق میں وارد ہوئے ہیں۔ سچے اور جھوٹے میں جو فرق ہے اسکی بڑی علامت یہ ہے کہ سچا مرد خدا اسکی شریعت پر پوری استقامت رکھتا ہے اسکی مجلس میں بیٹھنے سے سکون قلب میسر ہوتا ہے۔ دل حضرت حق پاک عزاسمہ کی طرف متوجہ اور مائل ہو جاتا ہے، اس قسم کا شخص سچا ہے اور پاک گروہ میں سے ہے اور ان میں اس کا شمار ہے۔ یہ سب کچھ بزرگوں کے ساتھ نسبت رکھنے کی وجہ سے ہے جس

بزرگوں سے کوئی تعلق نہیں وہ محروم اور خالی ہے۔ ؎

ہر کرا رو بہ بہبودی نداشت دیدن روئے نبی سودے نداشت

ترجمہ بھائی جان کارخدائی کا دارومدار اللہ کی طاعت پر ہے۔ ہر وہ چیز جو شرع شریف کے لئے معاون و مددگار ہے وہ مبارک ہے اور جو شریعت میں مخل ہے وہ ممنوع ہے۔ اپنے تمام کاموں کو نیک نیتی کے ساتھ سرانجام دیں اور کسی بھی نیک کام میں سستی و غفلت نہ برتیں۔ حتی الوسع اس کے پورا کرنے میں قدم بڑھائیں اور گوشہ نشینی اور خاموشی کو اپنائیں۔ لوگوں کے ساتھ بقدر ضرورت میل جول رکھیں۔ جمیع اوقات کو مراقبہ اور اللہ کے ذکر میں بسر کریں۔ ہاں فائدہ پہنچانے اور حاصل کرنیکے لئے لوگوں سے میل جول رکھنا بہتر ہے بلکہ اس طرح کی صحبت جسمیں فضول باتیں نہ ہوں رکھنا ضروری ہے بلکہ مستحسن ہے ہر برے بھلے کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آئیں اور معذور شخص کا عذر قبول کریں۔ اچھا خلق رکھیے لوگوں پر کم اعتراض کیجئے۔ نرمی سے بات کیجئے۔ غصہ کے ساتھ کسی سے پیش نہ آیئے۔ باتیں کرتے وقت یہ خیال رہے کہ کسی کا دل نہ دکھے۔ نہ زیادہ سوئیں اور نہ ہی زیادہ ہنسیں۔ کیونکہ زیادہ سونے اور ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔ اپنے تمام کام خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیجئے۔ اے عزیز! اپنے آپ کو ہمیشہ یاد الٰہی میں مشغول رکھیں تاکہ تمام کاموں کی تدبیر سے تیرا دل فارغ ہو جائے۔ جب تیرے دل کو اس کے ذکر کی وجہ سے یکسوئی حاصل ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ تیرے سب کاموں کا محافظ اور کارساز ہوگا۔ اپنے بندوں کو تجھ پر مہربان کردے گا اور تیرے تمام امور کو سرانجام دیتا رہیگا۔ نفس کے خطرات میں مشغول نہ ہوں۔ قصہ مختصر اللہ کی یاد میں لگے رہو اور اس پر بھروسہ رکھو۔ جمیع احوال میں سنت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مطابق عمل کرتے رہیں اور بدعت سے

Marfat.com

حتی الوسع بچتے رہیں اور فراخی کے وقت حدودِ شریعیہ کی جان و دل سے پوری رعایت رکھیں۔ حالت قبض میں خدا کے فضل کے امیدوار رہیں۔ کسی قسم کی دل تنگی اور مایوسی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے پر مکمل بھروسہ رکھو کیونکہ خداوند کریم کا فرمان ہے: "ان مع العسر یسرا" یعنی ہر تنگی کے بعد کشادگی ہے۔ خوش حالی اور مصیبت کے وقت میں مساوات کا پہلو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

بھائی جان فقیر کے اخلاق میں یہ باتیں ہونا چاہیئں کہ اسکو فقدان کے وقت سکون حاصل ہو اور وجود کے وقت اضطراب۔ تمام غموں کے ساتھ انس پیدا ہو نیز مصائب کے وقت اس کا ظاہر اور باطن متذبذب نہ ہونے پائے۔ یہ بھی معلوم ہو کہ نسبت کی بے رنگی اور احوال باطن کی بے مزگی اس طریقہ شریفہ مجددیہ کی نسبتِ شریفہ کا کمال ہے جیساکہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے اپنے مکتوبات شریف کی پہلی جلد بائیسویں مکتوب میں جو آپنے سید حسین مانک پوری کی طرف لکھا تھا فرمایا ہے۔ "اس طریقہ میں ابتداءً شیرینی اور وجدان ہے اور انتہا میں بے مزگی اور فقدان ہے جس کی وجہ سے سالک ناامید اور غمگین ہو جاتا ہے۔ بخلاف دوسرے طریقوں کے کہ انمیں ابتداءً بے لطفی اور حرمان ہے اور انتہا میں حلاوت اور وجدان ہے۔ اسی طرح مجددیہ طریقہ میں ابتداءً قرب اور شہود حاصل ہوتا ہے اور انتہا میں بخلاف دوسرے مشائخ کے طریقوں کے بُعد اور حرمان۔ اللّٰھم ثبتنا علی الشریعۃ المصطفویہ علےٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اعتقاداً و قولاً و فعلاً و حالاً و ظاہراً و باطناً۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔ اللّٰھم ثبتنا علیٰ اعتقاد اھل السنۃ والجماعت ومذھب ائمۃ الحنفیہ و امتنا علیھا

Marfat.com

واحشرنا علیہا وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین
امین یارب العالمین۔

(اے ہمارے رب ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کیجئے اور ہم کو اپنے پاس سے رحمت عنایت فرمائیے بے شک آپ بہت ہی دینے والے ہیں۔ اے اللہ ہمیں اہل سنت والجماعت کے اعتقادات اور ائمہ حنفیہ کے مذہب پر ثابت قدم رکھیے اور اسی پر موت دیجئے اور اسی پر ہمارا حشر کیجئے۔)

بھائی جان آپ کو معلوم ہو کہ شیخ کامل مکمل کے بغیر کسی دوسرے سے اخذ طریقہ جائز نہیں۔ کیونکہ ناقص اپنی خواہشات کا بندہ ہوتا ہے اور جس میں ہوا وہوس کا تھوڑا سا بھی شائبہ ہو تو وہ اثر نہیں کرتا اور اگر کچھ اثر بھی کریگا تو بھی ہوا وہوس میں اضافہ کرے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ طالب پر ظلمت در ظلمت طاری ہوگی۔ نیز ناقص چونکہ غیر واصل ہوتا ہے اور فنا و بقا کے مقام سے محروم ہوتا ہے اور طلبہ کی استعدادات مختلفہ میں تمیز نہیں کرسکتا اور ان راہوں کو جو حق تعالیٰ کی طرف پہنچانیوالی ہوتی ہیں اور جو پہنچانیوالی نہیں ہوتیں نہیں جانتا اس لئے وہ غلط طور پر طلباء کو سلوک طے کرائیگا۔ چنانچہ اپنی طرح ان طلباء کو بھی گمراہ کرے گا۔ "فتنبت نباتاً مثل کلمۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت فی الارض وفرعھا فی السماء فصحبۃ کبریت احمر ونظرہ دواء وکلامہ شفاء وما دونھا خرط القتاد"

(پس اچھی روئیدگی اگتی ہے۔ پاکیزہ کلمہ کی مثال ایسی ہے جیساکہ پاکیزہ درخت کہ اس کی جڑ زمین میں قائم ہے اور اس کی شاخیں آسمان میں ہیں۔ پس اس کی صحبت سرخ گندھک اور اسکی نظر دوا اور اس کا کلام شفا ہے۔ اس کے علاوہ سب باتیں بیکار ہیں۔)

Marfat.com

پس وہ شیخ جس کو فنا و بقا اور رجوع کا مقام حاصل ہوگیا ہے وہ طالب کی استعداد کا خیال رکھے گا اور اسی کے مطابق اس کے کام کو سرانجام دیگا۔ اگر کسی طالب کی استعداد کو کسی پیر ناقص کی وجہ سے نقصان پہنچا ہے تو وہ اس کی استعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی تربیت کریگا۔ حقیقت میں پیر کامل ایک حاذق طبیب کے مانند ہے جو پہلے مرض کی تشخیص میں بڑے غور و خوض سے کام لیتا ہے اس کے بعد دوا تجویز کرتا ہے اگر ناقص طبیب کی وجہ سے مرض کی نوعیت بگڑ گئی ہے تو وہ پہلے ناقص دوا کے اثر کو زائل کریگا بعد میں مرض کو دور کرنے کی کوشش کریگا۔ پس ایسے ناقص پیر کی صحبت جس نے کہ اپنا کام سلوک اور جذبے کے ساتھ پورا نہیں کیا زہر قاتل ہے۔ اور اس کی طرف رجوع کرنا ایک ایسا مہلک مرض ہے جو اس کی اعلیٰ استعداد کو ضائع کر دیگا۔ پس شیخ کامل مکمل کے بغیر تکمیل حاصل نہیں ہوتی۔ پس طریقۂ الی اللہ کا اخذ کرنا ناقص پیر سے جائز نہیں اور نیز کاملین و مکملین کے انکار کرنے والے کے مقلد سے طریقہ اخذ کرنا بھی جائز نہیں۔ اس لئے کہ نسبتِ ارادت سوائے سیکھنے اور سکھانے اور کمال کے درجے پر پہنچنے کے حاصل نہیں ہوتی۔ اس میں سے کوئی چیز بھی اس منکر میں نہیں ہے۔ طریق صوفیہ سے مستفید ہونا شیخ اور طالب کی طبیعت کی مناسبت پر منحصر ہے۔ مبتدی کو شروع میں حق سبحانہ کی جناب سے کوئی مناسبت نہیں۔ پس اس کے لئے درمیانی واسطہ ضروری ہوگیا اور وہ شیخ کامل و مکمل ہی جس نے کہ اعتدال کے مقام میں نزول کیا ہوا ہے۔ نیز یہ بھی جاننا چاہیئے کہ مشائخ کے طریقوں کا دار و مدار صحبت پر ہے نہ قیل و قال پر۔ اس لئے کہ وہ مریدِ طلب میں جھوٹا ہے۔

بعض کاملین جذبے والے حضرات کو ترویج طریقت کی اس لئے اجازت دیدتے ہیں تاکہ ان کی غفلت دور ہوجائے نہ اس لئے کہ ان کو کمال حاصل ہوگیا ہے۔ کاملین

Marfat.com

جب لوگوں میں غفلت اور عدم توجہ الی اللہ اور عبادات میں کاہلی دیکھتے ہیں تو وہ ایسے لوگوں کو راہ ہدایت پر لانے کے لئے اہل جذبہ کو شفقت کی وجہ سے انکی تلقین پر مامور فرمادیتے ہیں سو وہ ان کو تلقین کرنے لگتے ہیں۔ ان پر اہل جذبہ کی صحبت سے ایک قسم کا حال طاری ہو جاتا ہے پس وہ خواب غفلت سے بیدار ہو جاتے ہیں اور ان کی عبادت میں سستی واقع نہیں ہوتی، اگرچہ ان کو حقیقتاً کمال حاصل نہیں ہوتا۔ اسی طرح کاملین ان مبتدیوں کو بھی اجازت دیدیا کرتے ہیں جو اہل جذبہ نہیں ہوتے، اس لئے کہ اگرچہ ان کو انوار باطنی کا حصہ حاصل نہیں لیکن پھر بھی لوگوں کو ان سے نفع پہنچتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے چقماق کہ جس میں آگ ہوتی ہے لیکن بظاہر آگ سے چقماق کو کوئی فائدہ حاصل نہیں لیکن لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں پس بخوبی معلوم ہو گیا کہ اجازت اور تاثیر مطلق علامت کمال نہیں ہوتی بلکہ رجوع کے بعد ناقصوں کی تکمیل کے لئے کمال کی علامت ہوتی ہے۔ پس کامل مکمل وہ شخص ہے جس کی صحبت طلبا کے لئے کافی ہو اور اس کی نظر شافی ہو جس کا ظاہر اس کے باطن کو مشغول نہ کرے اور نہ اس کے برعکس ہو اس لئے کہ پہلا شخص سالک نہیں ہے اور دوسرا مغلوب الحال ہے۔ کمال اور تکمیل کا مرتبہ تیسرے شخص کے سپرد ہے جو کہ عدالت کے مقام میں نزول کئے ہوئے ہے۔ یہی مرتبہ دعوت خلق ہے اور اس مقام میں آنے والا شخص کامل مکمل ہے اور حدیث میں ہے۔ "ان ھذا العلم دین فانظروا عمن تاخذون دینکم" یہی علم دین ہے پس تم دیکھو کہ تم اپنا دین کس شخص سے حاصل کر رہے ہو۔ اسی کی طرف اشارہ ہے جو کچھ ہم نے اوپر بیان کیا ہے، اس مرتبہ کو صوفیا کی اصطلاح میں مرتبہ قلب سے تعبیر کرتے ہیں۔ نیز تاثیر و تاثر اسی مرتبہ کے ساتھ پیوستہ ہے۔ احکام شرعیہ کا پورا پورا

Marfat.com

بجالانا اور امور منہیہ سے مکمل طور پر باز رہنا اسی مقام میں حاصل ہوتا ہے۔ اگر ایسی دولت والا اور صاحب دل شخص مل سکے تو اسکی صحبت کو سرخ گندھک جاننا چاہیئے۔

صحبتِ روشن ضمیراں کور را بینا کند   اختلالِ چشم عینک را حروف آموز کرد

روشن دل بزرگوں کی صحبت اندھے کو آنکھوں والا کر دیتی ہے۔ آنکھ کے خلل کو عینک نے حرف پڑھنے والا بنایا۔

جب ایسا صاحب دل شخص مل جائے اور اس کی صحبت میسر ہو سکے تو مرید کو چاہیئے کہ اپنا رشتہ اختیار اس کے حوالے کر دے اور اپنے آپ کو مثل مردہ بدست زندہ اسکے آگے ڈال دے اور اس کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ رکھے جیسا کہ صحابہ کرامؓ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رکھتے تھے۔ کیونکہ کامل مکمل درویش ان تمام صفات مذکورہ کے ساتھ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہے اور سر دفتر انبیاء کا خلیفہ مطلق ہے۔ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام۔ پس طالب کو چاہیئے کہ ایسے پیر کے روبرو صدیقوں جیسی روش رکھے۔ اور اس سے خوارق عادات طلب نہ کرے۔ اس کے حضور میں زور سے باتیں نہ کرے اور نہ ہی اس کی جانب پاؤں کو دراز کرے۔ اور اسکی رضا میں اپنا کمال جانے اس سے کسی دوسرے کو بہتر خیال نہ کرے۔ اس کے مصلے پر پاؤں نہ رکھے اور ہر حال میں رابطہ قلبی کو جو فیوضات حاصل کرنیکا راستہ ہے پیوستہ رکھے۔ نیز غیبت اور حضور دونوں حالت میں ان پر فدا ہو۔ اس کا نام نہایت ادب سے زبان پر لے۔ ہر وقت اس کا ذکر کرتا رہے اور جو بھی واقعات پیش آئیں اپنے پیر کے سامنے ظاہر کر دے۔ نیز جو واقعات اور مبشرات اس کو کسی دوسرے شیخ سے آتے معلوم ہوں تو بھی وہ انھیں اپنے پیر کی طرف سے جانے۔ کیونکہ مریدوں کی آزمائش کے واسطے بسا اوقات شیخ کے لطائف کسی دوسرے شخص کی شکل وصورت اختیار کر کے مریدوں پر ظاہر ہوتے ہیں

Marfat.com

اوران سے مریدوں کو واقعات اور مبشرات حاصل ہوتے ہیں۔ پس ایسی حالت میں مریدوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے شیخ پر پکا اعتقاد رکھیں۔ اور یہ سمجھیں کہ یہ تمام واقعات ومبشرات اپنے پیر ہی کی بدولت حاصل ہوئے ہیں۔ وغیرہ ذالک۔ باقی اُمور میں بھی اپنے پیر کی پوری پوری اطاعت کرے تاکہ اسے فیوضات ربانیہ بدرجۂ اتم حاصل ہوں۔ فقط والسّلام

مکتوب سولھواں (۱۶) بنام شیر محمد صاحب خلیفہ کلاچوی، شریعت شریف کی پابندی نیز علم پر عمل ضروری ہے کے بیان میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ الذی اطلع فی فلک الازل شمس النبویہ المحمدیہ واشرق من افق اسرار الرسالۃ مظہر تجلیات الاحمدیہ امابعد اخوی اعزی ارشدی مولوی شیر محمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ فی الدین والدنیا وجعلہ اللہ تعالیٰ عاشقاً ومحباً لذاتہٖ از فقیر حقیر لاشئ دوست محمد المعروف بحاجی کان اللہ لہ عوضاً عن کل شیئ۔ بعد از سلام سنت خیر الانام واضح ہو کہ الحمد للہ فقیر مع جمیع متعلقین تا تاریخ، ماہ ربیع الاول خیر وعافیت سے ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی خیریت سے رکھے اور شریعت محمدیہ پر ثبات واستقامت بخشے۔ عرض یہ ہے کہ بھائی جان ہر وقت ذکر حق میں مشغول اور اسی ہی کی طرف متوجہ رہیئے۔ یہاں تک کہ ایک لحظہ بھی اسکی جناب قدس

Marfat.com

سے غفلت نہ آنے پائے۔ کیونکہ طالبان حق کے لئے اس راہ کے سوا دوسرا کوئی چارہ نہیں۔ آپ بزرگان طریقۂ نقشبندیہ علیہ کی نسبت شریف کی اشاعت میں خوب کوشش کریں کیونکہ موجودہ زمانہ قربِ قیامت اور فتنہ وفساد کا زمانہ ہے۔ اس کو عین اللہ تعالیٰ کی مرضی جانئے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "من احب عباد اللہ الی اللہ من حبب اللہ الیٰ عبادہ۔ ومن احیٰ سنتی بعد ما امیت فلہ اجر مأئۃ شہید" یعنی جو شخص اللہ کے بندوں کو اللہ کے ہاں محبوب کریگا تو اس کو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں مقبول اور ہر دلعزیز کریگا اور جس نے میری سنت کو اس کے مٹ جانے کے بعد زندہ کیا تو اسکے لیے سو شہیدوں کا اجر ہے۔"

اجازت کی شرط یعنی طریقہ صوفیہ عالیہ کی ترویج کی شرط یہ ہے کہ شریعت مطہرہ مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات پر ظاہراً و باطناً پوری پوری استقامت حاصل ہو۔ یہاں تک کہ ایک ذرہ بھی حتی المقدور شریعت کی حدود سے تجاوز نہ ہو۔ علی الخصوص پانچوں نمازوں کو اول وقت میں باجماعت ادا کریں! اور ہر وقت ذکر اور مراقبہ میں مشغول رہیں۔ کم بولیں۔ کم کھائیں اور لوگوں کے ساتھ کم میل جول رکھیں۔ توبہ۔ صبر توکل۔ قناعت۔ زہد۔ شکر۔ تسلیم۔ رضا اور خوف کے ساتھ موصوف رہیں۔ عام لوگوں کی طرح کشف وکرامات کو نظر میں نہ لائیں۔ اپنے آپ اور ماسوا سے ناامید رہیں۔ فقر وفاقہ کو نعمت عظمیٰ خیال کریں۔ مریدوں کے مال میں کسی طرح کا طمع نہ رکھیں۔ مخلوق کی مقبولیت اور مردودیت کے درپے نہ ہوجیے۔ دولت اور دولتمندوں سے دور بھاگیں۔ لوگوں کی غیبت اور مذمت کرنے سے پرہیز کریں۔ ان کے ساتھ مذاق اور مقابلہ نہ کریں۔ ان کی لغزشوں سے چشم پوشی کیجیے۔ نفس اور شیطان لعین کے شر سے

Marfat.com

مرتے دم تک بیخوف نہ رہیں۔ اپنے آپ کو جمیع مخلوقات کے مقابلہ میں ہیچ جانیں۔ رزق اور روزی کی تلاش میں پریشان نہ ہوں کیونکہ جو کچھ مقدر میں ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضرور ملیگا۔ عوام الناس اور بےعمل علماء کی طرح علم وعمل اور فضول لچر باتوں کو مخلوقات کے واسطے اور دنیا کو حاصل کرنیکے لئے وسیلہ نہ بنائیں۔ نیز معلوم ہو کہ دینی ودنیوی سعادت علم اور عمل ہی میں مخفی ہے بشرطیکہ یہ دونوں محض اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کیلئے ہوں۔ اور حبیب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے (قول وفعل وعمل کی رو سے) عین موافق ہوں۔ اگر کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال واعتقاد کا عالم ہو لیکن عمل نہ کرتا ہو تو وہ حقیقی معنوں میں عالم نہیں۔ جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہے "حضرت ابی درداؓ نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ حضور نے فرمایا ہے "وہ شخص عالم نہیں جو اپنے علم پر عامل نہیں" والسلام۔

مکتوب ۱۷ سترھواں بنام ملا قطب الدین صاحب آخوندزادہ

دائمی ذکر میں مشغول رہیں اور غفلت سے ڈالنے والے شغل سے دور رہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد! اخوی اعزی ارشدی ملا قطب الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ الولی الواھب و اوصلہ اللہ تعالےٰ الی اقصی المراتب۔ از جانب فقیر حقیر لاشی دوست محمد کان اللہ عوضاً عن کل شئی۔ بعد از سلام مسنونہ ودعوات ترقیات مشحونہ مطالعہ فرمائیں کہ الحمد للہ یہاں کے فقراء کے احوال

Marfat.com

حمد کے لائق ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی شریعت مطہرہ و طریقہ عالیہ پر دائمی سلامتی عافیت استقامت بخشے۔ آمین۔ عرض یہ ہے کہ آپ کا مکتوب مرغوب و راحت اسلوب پہنچا۔ حالات مافیہا سے آگاہی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ جناب من عاقل اور دانا وہ شخص ہے جو پانچوں نمازوں کو جماعت مسنونہ کے ساتھ اول اوقات مستحبہ میں ادا کرے اور اپنی عارضی زندگی کو ذکر الٰہی میں مصروف رکھے کیونکہ دین و دنیا کی فلاح و بہبودی اسی پر منحصر ہے۔ جمیع انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام علیہم الرضوان ہمیشہ ذکر خداوندی اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی اسم ذات اور نفی و اثبات میں مشغول رہے ہیں یہاں تک کہ ان کا کوئی لحظہ اور لمحہ بھی بغیر یاد الٰہی کے نہیں گزرا۔ وہ ماسوا اللہ سے بالکل تعلق نہ رکھتے تھے۔ وہ تمام اوقات میں جناب قدس کی طرف ہی متوجہ رہتے تھے۔ جیسا کہ قادر مطلق نے اپنے کلام پاک میں رسول پاک سے فرمایا ہے (واذکر اسم ربک) ہر وقت اپنے پروردگار کو یاد کر خواہ دن میں خواہ رات میں خواہ کام میں مصروف ہوں۔ یہاں تک کہ دائمی حضوری حاصل ہو جائے۔ بہرحال کوئی بھی شغل اور عمل ہو یاد حق سے خالی نہ رہے اور اگر تمہیں یہ خطرہ ہو کہ فلاں شغل اور عمل ذکر حق سے دور رکھیگا تو ایسے شغل اور عمل سے کنارہ کشی اختیار کر لینا چاہیے۔ (وتبتل الیہ تبتیلاً) یعنی ہر اس کام سے منقطع ہو جا جو تجھے یاد الٰہی سے باز رکھے۔ اور اپنے پروردگار ہی کو یاد کر کیونکہ قیامت کے روز کسی چیز سے بھی خلاصی نہ ملے گی۔ مگر فقط اس دل سے جو اغیار میں گرفتار نہ ہو اور ان کے پھندوں سے صحیح سالم بچا ہوا ہو۔ جیسا کہ خداوند کریم کلام پاک میں فرماتے ہیں:۔ "یوم لا ینفع مالٌ ولا بنون الا من اتی اللہ بقلبٍ سلیم۔" یعنی

Marfat.com

قیامت کے روز مال واولاد کسی کو کوئی فائدہ نہیں دینگے مگر وہ شخص جو صحیح سلامت دل بارگاہ ایزدی میں لیکر حاضر ہوگا۔ پس حضور اکرم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنیوالوں پر لازم ہے کہ قول و فعل و حال و ظاہر و باطن میں آپ کی متابعت بجان و دل کریں۔ ماسوا اللہ سے انقطاع کو اپنا پیشہ بنالیں اور ورع تقویٰ صبر۔ توکل۔ تسلیم و رضا حق جل شانہٗ کو اپنا شیوہ بنالیں نیز بھائی جان اپنے آپ کو ہر وقت یاد حق جلشانہ میں محبوس رکھئے تاکہ آپ کا دل جمیع عوائق و علائق اور ماسویٰ اللہ سے فارغ ہوجائے اور صفائی و حضور اسکا ملکہ ہوجائے۔ جب آپ کا دل جمیع غیر اللہ سے صاف اور یکسو ہوکر متوجہ الی اللہ ہوجائیگا تو پھر وہ ذات کریم عزاسمہٗ آپ کے تمام دینی و دنیاوی اُمور کو کفایت کریگا۔ قل کہ اللہ بس و ماسوای عبث وہوس، فانقطع علیہ النفس۔ اصل کام یہی ہے باقی سب ہیچ۔ والسلام۔

تحریر بتاریخ ۱۲ جمادی الاول ۱۳۷۲ھ

مکتوب اٹھارھواں بنام ملا امان اللہ صاحب ہراتی
شیخ کی وفات پر اظہار غم۔ ایصال ثواب کی تلقین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰے۔ اما بعد! اخوی اعزی ارشدی ملا امان اللہ آخوندزادہ صاحب سلمہ اللہ عن جمیع الحوادث والنوائب از جانب فقیر حقیر لاشیٔ دوست محمد المعروف بحاجی کان اللہ لہٗ عوضا عن کل شیٔ بعد از سلام مسنون و دعوات ترقیات دارین مشحون معلوم

Marfat.com

ہو کہ الحمد للہ فقیر کے احوال بعنایت قادر لایزال عزشانہ حمد کے لائق ہیں۔ بارگاہ ایزدی سے آپکی صحت و عافیت اور شریعت مطہرہ عالیہ پر ثبات و استقامت کا خواہاں و جویاں ہوں عرض یہ ہے کہ امسال ۱۸ شعبان المعظم ۱۲۷۷ھ کو سالار قافلہ، پیشوا و رہبر طائفہ عرفاء غوث زماں قطب دوراں مولانا و سیدنا و مرشدنا حضرت صاحب قبلہ و کعبہ قلبی و روحی فداہ و قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ الاقدس و نور اللہ مرقدہ الشریف کے انتقال پرملال کی وحشت و کلفت پہنچانے والی خبر ملی۔ غم والم کی کوئی انتہا نہیں پریشانی اور خستہ حالی اسقدر غالب ہے کہ قلم تحریر کرنے سے عاجز ہے اور زبان بیان سے قاصر ہے۔ الغرض جمیع جہان بلکہ زمین و آسمان اس ناتواں کی آنکھوں میں سیاہ و تاریک ہے۔ لیکن چونکہ ہر ذی روح کو یہی شاہراہ درپیش ہے پس بجز صبر اور قضائے الہی پر راضی ہونیکے دوسرا کوئی چارہ نہیں اور نہ ہی کوئی مفر ہے۔ ہر وقت یہ عاجز حضرت قبلہ مرحوم و مغفور کی روح پرفتوح کو مسلسل دعوات مغفرت سے یاد کر رہا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

بھائی جان! یہ سب ظاہری اور باطنی نعمتیں جو اس مسکین حزیں کو نصیب ہوئی ہیں یہ محض آں عالی حضرت غوث منزلت قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ الاقدس و نور اللہ تعالیٰ مضجعہ الشریف کے طفیل اور برکات ہی سے پہنچی ہیں۔ پس آپ کو بھی چاہیئے کہ اب جب تک آپ زندہ رہیں حضرت صاحب قبلہ و کعبہ پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کی روح پرفتوح کو دعوات مغفرت سے یاد شاد فرماتے رہا کریں کیونکہ خدا کے دوستوں ہی کی دوستی پر سعادت کونین اور دولت دارین کا انحصار ہے۔ آنحضرت قبلہ قدس سرہ السامی کا مزار پرانوار جنت البقیع میں حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کے جنوبی طرف واقع ہے۔ آپ کا وصال شریف ۲ ربیع الاول منگل کے روز ۱۲۷۷ھ کو

Marfat.com

ہوا ہے۔

دوسرے عرض یہ ہے کہ آپ حکام وقت کے ساتھ کسی قسم کا تعلق نہ رکھیں۔ انکی صلح وصلاحیت کے کاروبار کو اہل دنیا کیلئے ہی چھوڑ دیں۔ اگر آپ کا آنا یہاں ممکن ہو سکے تو آپ اپنے گھر کو ان کے شور وشغف سے دور کسی گوشۂ تنہائی میں لیجا کر اس طرف تشریف لے آئیں تاکہ ایک دوسرے سے ملاقات ہو سکے۔ اگر ان کے شور وشر سے خلاصی نہ ہو سکے اور آپ کا ادھر آنا ناممکن ہو تو اپنے گھر میں ہی اپنے اصلی کاروبار یعنی یادِ حق جلشانہ میں مشغول رہیں اور اس فقیر کو بھی دعائے حسن خاتمہ سے یاد شاد فرماتے رہا کریں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ خاتمہ بالخیر عطا فرمائے آمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ والسلام خیر ختام۔

مکتوب اُنیسواں۔ بنام ملا میر واعظ صاحب آخوند

مقام فنا مسند نشینی پیر و بزرگی کی حقیقت اور اس کا پوشیدہ رکھنا۔ بدنی صحبت بے بہا نعمت ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وسلام علےٰ عبادہ الذین اصطفےٰ: اما بعد اخوی اعزی ارشدی ملا میر واعظ آخوندزادہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ از جانب فقیر حقیر لاشئے دوست محمد کان اللہ لہ عوضاً عن کل شئی۔ بعد از سلام مسنون ودعوات ترقیات دارین مشحون مطالعہ فرمائیں کہ الحمد للہ یہاں کے احوال بالفضل وکرم الٰہی حمد کے لائق ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو خیر وعافیت سے رکھے اور شریعت مطہرہ پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین

Marfat.com

عرض یہ ہے بھائی جان کتب کلامیہ اہل سنت والجماعت (شکر اللہ تعالیٰ سعیہم) کے موافق اپنے عقائد کو درست رکھیں اور احکام شرعیہ فقہ۔ فرائض وواجبات وسنن و مستحبات پر عمل کریں اور حلال وحرام ومکروہ ومشتبہ وغیرہ چیزوں کا خیال رکھیں اسکے بعد آپ کے لئے یہ بھی لازم ہے کہ اپنے قیمتی اوقات کو طاعت اور ظاہری وباطنی عبادت سے معمور رکھیں۔ قلب کی صفائی اور نفس کی پاکی حاصل کرنے میں اپنے آپ کو سرگرم رکھیں۔ کیونکہ اعمال شرعیہ اور احوال طریقت وحقیقت سے اصلی مقصود پاکی نفس اور صفائی دل ہے۔ جب تک کہ نفس کو پاکی اور دل کو سلامتی حاصل نہ ہو جائے اسوقت تک ایمان حقیقی کا حاصل ہونا محال ہے۔ پس دل کی سلامتی اس وقت حاصل ہو سکتی ہے جب بندہ کے دل میں اللہ کے سوا کسی دوسری چیز کا دخل نہ ہو۔ اگر کسی پر ہزار سال گزر جائیں اور اس مدت میں اس کے دل میں غیر کا خیال نہ گزرا ہو یہاں تک ماسوای اللہ اس سے بالکل فراموش ہو جائیں اور بادلانے پر بھی ماسوائے اسکو یاد نہ آئیں تو اس مقام کو ہمارے بزرگان طریقت مقام فنا سے تعبیر کرتے ہیں اور یہی راہ سلوک میں پہلا قدم ہے۔ بھائی جان طالب حق کو چاہیے کہ وہ اس حد تک کوشش کرے کہ اس کا ایک سانس بھی حضور حق سے خالی نہ جائے۔ اور نہ ہی غیر کا اس کے دل میں کچھ دخل آنے پائے۔ نیز بارگاہ ایزدی میں اس کو اسقدر حضور اور شہود حاصل ہو جائے کہ وہ اس دنیا سے بالکل آزاد ہو جائے اور اس کے شواغل اور لذاتِ فانی سے بالکل چھٹکارا پا جائے۔ اس بلند وارفع نعمت کا حصول اس وقت تک میسر نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے انفاس کی یہاں تک پاسبانی نہ کیجائے کہ گوشۂ دل میں کوئی چیز ماسوی اللہ کے جولانگاہی نہ کرسکے۔ ساتھ ہی جمعیت باطنی او

Marfat.com

حضور دائمی ملکہ بن جائے۔

عزیز من اس آخری زمانے میں بعض اشخاص نے نہ تو سلوک طے کیا ہے اور نہ ہی اس راستے کے نشیب و فراز کو دیکھا ہے اور نہ ہی قوم سالکین کی فنا اور بقا اصطلاحات سے واقفیت حاصل کی ہے ان سب چیزوں سے بے بہرہ ہوتے ہوئے محض اپنی پیرزادگی اور صاحب زادگی کی بنا پر مسند ارشاد پر بیٹھ جاتے ہیں اور خوارق عادات و کشفیات سُنا سُنا کر قسم قسم کی ڈینگیں ہانکتے ہیں۔ ہمیشہ لوگوں کو مطیع کرنے کے لئے اپنی ہمت کو صرف کرتے ہیں۔ یہ حضرات فضول باتیں کرنے اور غیبت و افترا اور جھوٹ بولنے سے پرہیز نہیں کرتے۔ اپنے آپ کو اپنے زمانے کے قطب اور متصرف ظاہر کرتے ہیں۔ الغرض وہ ہر وقت اپنی تعریف اور دوسروں کی عیب جوئی کرتے رہتے ہیں۔ اپنے باپ دادا کی بزرگی پر فخر اور تکبر کرتے ہیں۔

ہر طریقہ کے اکابر دین خواہ نقشبندیہ و قادریہ ہوں چشتیہ و سہروردیہ ہوں۔ قلندریہ خواہ شطاریہ و مداریہ و کبرویہ ہوں۔ سالکین خواہ حنفی المذہب ہوں، یا مالکی یا شافعی یا حنبلی المذہب ہوں سب کے سب اس پر متفق ہیں کہ خوارق عادات اور تصرفات و کشفیات اس راستہ کے مقاصد میں سے نہیں۔ کیونکہ پانی میں تیرنا مچھلیوں کا کام ہے ہوا پر اُڑنا پرندوں کا وظیفہ ہے اور غیبی خبروں سے مطلع کرنا جوگیوں کا شیوہ ہے اور مشرق سے مغرب تک پل بھر میں جانا شیطان کا کام ہے۔ یہ سب کام ہیچ ہیں۔ اور بزرگان دین کے ہاں کرامت اور بزرگی یہ ہے کہ ظاہراً سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے آراستہ اور باطناً حق تعالیٰ سبحانہ میں مستغرق ہو اور اس کا دل غیر کی محبت سے خالی ہو۔ اپنے جمیع افعال اور صفات کو عاریتاً خیال کرے اور اپنے آپ

Marfat.com

میں بجز نقص اور عیوب کے اور کچھ نہ دیکھے ؎ کار این است غیر ازیں ہمہ ہیچ۔
(یعنی اپنے آپ میں عیبوں اور نقص کا دیکھنا ہی ایک بڑا کام ہے اور اسکے سوا سب بیکار)
پس اللہ تعالیٰ اگر سالک کو اپنے اسرار پوشیدہ سے آگاہ کر دے اور اس کو تصرفات پر
قدرت بخش دے اور گزرے ہوئے اور آئندہ آنے والے واقعات سے مطلع فرما دے تو
سالک کو چاہئے کہ وہ ان سب کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرے۔ نہ یہ کہ ان کو لوگوں
کے سامنے ظاہر کر دے۔ کسی بزرگ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے کہ "جیسا پیغمبروں پر معجزوں
کا ظاہر کرنا فرض ہے اسی طرح اولیاء کرام پر کرامات کا پوشیدہ رکھنا فرض ہے"۔
دوسرے بزرگ فرماتے ہیں۔ "انبیاء علیہم السلام کیلئے موجب عقوبت وحی کا بند ہونا ہے
اور اولیاء کرام کے لئے باعث عقوبت کرامات کا ظاہر کرنا ہے اور مومنوں کے لئے عقوبت
کا سبب طاعات میں کوتاہی کرنا ہے اور اس حال کے عین مطابق ایک بزرگ نے غزل
میں فرمایا ہے۔ ؎

تا مہر تو دیدیم ز ذرات گزشتیم — از جملہ صفات از پئے آں ذات گزشتیم
جب سے ہم نے تیرا سورج دیکھا ہے تو ہم نے ذرات کو چھوڑ دیا ہے اس ذات کیلئے ہم تمام صفات سے گزر گئے

در خلوت تاریک ریاضات کشیدیم — در واقعہ از سبع سموات گزشتیم
ہم نے اندھیری رات میں ایسی ریاضتیں کی ہیں کہ واقعہ میں ہم ساتوں آسمان سے گزر گئے۔

دیدیم کہ اینہا ہمہ خواب است خیال است — مردانہ ازیں خواب و خیالات گزشتیم
ہم نے دیکھا کہ یہ سب خواب و خیال ہے پس ہم اس خواب و خیال سے مردانہ وار گزر گئے۔

با ما سخن از کشف و کرامات چہ گوئی — چوں ما ز سر کشف و کرامات گزشتیم
تو ہمیں کشف و کرامات کی کیا باتیں سناتا ہے جبکہ ہم کشف و کرامات سے گزر گئے ہیں۔

Marfat.com

اے شیخ اگر جملہ کمالات تو این است — خوش باش کز یں جملہ کمالات گزشتیم

اے شیخ اگر تیری تمام خوبیاں یہی کشف و کرامات ہیں تو تو خوش رہ کیونکہ ہم توان تمام کمالات سے گزر گئے

اینہا بحقیقت ہمہ آفات طریقند — ما در طلب دوست ز آفات گزشتیم

سب حقیقت میں طریقت کی آفتیں ہیں۔ ہم تو دوست کی طلب میں ان آفتوں سے گزر گئے۔

ما از پئے نورے کہ بود مشرق انوار — از مغرب آں کوکب مشکات گزشتیم

ہم مشرق کے انوار کی تلاش میں مغرب کی قندیل کے ستارے کی پرواہ نہ کرتے ہوئے گزر گئے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے خالص بندوں کے لئے کشفیات وغیرہ کے اظہار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ طالب خدا کے لئے اعتقاد کا درست رکھنا احکام شرعیہ کو پورا پورا بجالانا اور ہمیشہ جناب حق جلشانہ کی طرف متوجہ رہنا ضروری ہے۔ دولت عظمیٰ اگر ہے تو یہی ہے باقی سب ہیچ۔ پس اس اثناء راہ پر چلنے والے کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے جمیع مکشوفات و واقعات کو دائرہ ماسویٰ میں داخل کرے اور کلمہ لا کے ساتھ ان کی نفی کرے اور خدائے واحد کی ذات کو ہی ہر وہم و خیال کے احاطہ سے بالاتر جانے۔"

اکابرین طریقہ عالیہ نقشبندیہ نے واقعات و کشفیات اور خوارق عادات کو کوئی وقعت نہیں دی ہے۔ اسی واسطے انہوں نے دوام حضوری ہی کو دولت کبریٰ جانا ہے، یہی وجہ ہے کہ ان پر ماسویٰ اللہ کا نسیان ہمیشہ غالب رہتا ہے۔ حضرت شیخ یحییٰ منیری قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ "دنیا میں بُت پرستی بہت ہے اور عارفین کے گروہ کا بت انکی کرامات ہیں اگر کرامت سے ان کو تسکین قلب ہوتی ہے تو یہ سمجھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت سے محروم ہیں" اور اگر کرامات کے اظہار سے پرہیز کریں اور اسے مقصود نہ جانیں تو ذات واحد عزاسمہٗ

Marfat.com

تک ان کی رسائی ہو جائیگی۔ اگر کوئی اللہ کا ولی اللہ کے سوا باقی چیزوں سے قطع تعلق کرلے تو وہ حقیقت میں صاحبِ ولایت ہے۔ پس ہر وہ سالک جس نے کرامت پر ہی تکیہ کیا ہوا ور اس کو اپنے لئے کامیابی کا ذریعہ اور مقصد جانا ہو تو وہ حقیقت میں اپنے اصلی مقصد سے کوسوں دور رہا گا۔ کیونکہ یہ کلیہ قوم کے ہاں مقرر ہے کہ محبت کا تحقق اس صورت میں نہیں ہو سکتا جس میں دوست سے اعراض اور غیر کے ساتھ میل کرنا دونوں جمع ہوں۔ من شغلك عن الله فهو صنمك یعنی جس چیز نے تمہیں اللہ سے غافل کر دیا تو وہی تمہارا بت ہے۔ ہمارے اس مدعا پر دلیل صریح ہے چونکہ آدمی مٹی سے پیدا کیا گیا ہے بس اس کو اپنی اصل کا تابع ہونا چاہئے یعنی خاکسار ہونا چاہیئے اور غرور خود بینی سے پرہیز کرنا چاہئے، نہ ہی اپنے گزشتہ بزرگوں پر فخر کرنا چاہیئے۔ بلکہ اسے چاہئے کہ عجز و نیاز اور خاکساری کو اپنا طریقہ بنائے۔ اور اپنے آپ کو ساری دنیا سے کم تر جانے اور ہر وقت خداوند تعالیٰ سے ڈرتا رہے۔ نیز بارگاہ ایزدی سے دائمی سعادت کی توفیق طلب کرے تاکہ وہ اپنی عجز و خاکساری کے وسیلہ اور شکستگی و انکساری کے ذریعہ سے بارگاہ رب العزت میں مقبول ہو جائے۔ اور اس پر سعادت اور نیکیوں کے دروازوں میں سے کوئی دروازہ کھل جائے، کیونکہ بندہ کے لئے اللہ تعالیٰ سے قرب حاصل کرنیکا راستہ سوائے عجز و نیاز اور انکساری کے اور کوئی دوسرا راستہ نہیں۔ اور نہ ہی خود بینی کے مقابلہ میں کوئی دوسرا حجاب محکم تر ہے۔ حضرت خواجۂ خواجگان پیرِ پیراں حضرت شاہ نقشبند قدس سرہ فرماتے ہیں "اگر ولی کا کسی باغ میں گزر ہو اور باغ کے ہر ایک پتے سے یا ولی اللہ کی صدائیں آنے لگیں تو بھی اسے چاہیئے کہ وہ ظاہراً و باطناً ان صداؤں کی طرف ذرہ بھر بھی التفات نہ کرے بلکہ ہر لحظہ اور ہر لمحہ بندگی، تضرع اور عاجزی میں زیادہ سے زیادہ

Marfat.com

شش کرے۔

حضرت امام ربانی مجدد منور الف ثانی قدس سرہ السامی اپنے اس مکتوب ۲۲۲ جلد اول میں جو آپ نے خواجہ محمد اشرف کابلی کی طرف تحریر کیا تھا فرمایا ہے " ایک بزرگ نے فرمایا ہے مرید صادق وہ ہے کہ جس کے بائیں ہاتھ کا کاتب بیس سال کی مدت اس کی کچھ برائی نہ لکھے اور نہ ہی اسکو اس کی برائیوں کے لکھنے کا موقعہ حاصل ہو سکے اور یہ فقیر پر تقصیر اپنے ذوق اور وجدان سے اپنے بارے میں معلوم کرتا ہے کہ میرے دائیں ہاتھ کے کاتب کو بیس سالوں میں کوئی ایسی میری نیکی نہیں ملیگی جسے وہ اپنے دفتر میں درج کرلے اور اللہ گواہ ہے کہ میں یہ بات کسی تکلف کی بناء پر نہیں کہتا۔ نیز یہ بات بھی اپنے ذوق سے جانتا ہوں کہ انگریز کا فر مجھ سے بدرجہا بہتر ہے۔ اور اگر اس کی وجہ مجھ سے پوچھی جائے تو میں بتا دینے سے عاجز نہیں ہوں۔ نیز اپنے ذوق سے اپنے آپ کو گناہوں میں غرق پاتا ہوں اور اپنے بائیں ہاتھ کے کاتب کو اس لائق سمجھتا ہوں کہ وہ میری ہر بدی کو جو مجھ سے سرزد ہو اپنے دفتر میں درج کرلے۔ میرا بایاں کاتب ہمیشہ کام میں لگا ہوا ہے اور میرا دایاں کاتب نکمّہ اور بیکار بیٹھا ہوا ہے۔ اپنے دائیں ہاتھ کے دفتر کو خالی اور سفید دیکھتا ہوں اور بائیں ہاتھ والے دفتر کو پُر اور سیاہ دیکھتا ہوں۔ بجز اللہ تعالیٰ کے لئے کسی دوسرے سے امید نہیں رکھتا ہوں۔ ذات واحد کے سوا بخشش کے لئے ہاتھ کسی اور کے سامنے دراز نہیں کرتا۔ " اَللّٰھُمَّ مغفرتك اوسع من ذنوبي ورحمتك ارجى عندي من عملي " اے اللہ تیری بخشش میرے گناہوں سے زیادہ وسیع ہے اور مجھے اپنے عمل کی نسبت تیری رحمت پر زیادہ امید ہے۔)

دعا مذکورہ میرے موافق حال ہے۔ عجب بات ہے کہ حق تعالیٰ کے فیوضات اور

Marfat.com

واردات اس دید قصور کی تائید کرتے ہیں بلکہ اپنی عیب بینی کو تقویت دیتے ہیں اور بجائے غرور کے منقصف زیادہ کرتے ہیں نیز رفعت و تکبر کی بجائے تواضع اور انکساری کو بڑھاتے ہیں اور ایک ہی وقت میں کمالات ولایت سے مشرف بھی ہوتا ہوں، لیکن اپنے عیوب کو زیادہ دیکھتا ہوں۔ بلند مراتب تک جتنی رسائی ہوتی ہے اتنا ہی اپنے آپ نچلے درجہ میں پاتا ہوں بلکہ میری بلند پروازی ہی میرے لئے عجز و انکساری کا سبب ہے دانا شاید میری اس بات کا یقین اور اعتبار نہیں کریں گے لیکن اگر ان کو اس کا راز معلوم ہو جائے تو شاید پھر یقین کریں۔

سوال:- ان دو متنافی باتوں کا جمع ہونے کا کیا بھید ہے اور ایک متنافی کا وجود دوسرے متنافی کے وجود کا کیوں سبب ہے۔؟

جواب یہ ہے دونوں متنافیوں کا جمع ہونا اس شرط پر محال ہے جبکہ محل دونوں کا واحد ہو اور جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں وہاں محل متعدد ہیں۔ اوپر کے لطائف کی طرف پرواز کرنا انسان کامل کا عالم امر میں سفر کرنا ہے اور نچلے لطائف میں آنا عالم خلق میں سفر کرنا ہے عالم امر کے لطائف میں جس قدر اوپر کو جائیں اتنی ہی بے مناسبتی عالم خلق کے ساتھ زیادہ ہو جاتی ہے اور یہی بے مناسبتی عالم خلق کا نیچے ہونے کے باعث ہے۔ اور عالم خلق میں جتنا نیچے آئیں اتنا ہی سالک کو بے لذتی ہوتی ہے اور اسے اپنے عیوب زیادہ سے زیادہ نظر آنے لگتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ منتہی آرزو کرنے لگتے ہیں کہ وہ واپس ان لذتوں کو حاصل کریں جو ابتدا میں ان کو میسر ہوئی تھیں اور جو انتہا میں ہاتھ سے نکل گئی ہیں۔ اور ان کی بجائے بے مزگی اور بے لطفی آ گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عارف انگریز کافر کو اپنے آپ سے بہتر جانتا ہے اس واسطے کہ ہر کافر میں اس کے عالم امر کا عالم خلق سے مل جانے کی وجہ سے نورانیت ہے

Marfat.com

اور عارف میں یہ امتزاج (یعنی عالم امر کا عالم خلق کے ساتھ مل جانا) دور ہو چکی ہے۔ بلکہ اس کا عالم خلق تنہا رہ گیا ہے جس کے باعث عارف پر نیستی کا اطلاق ہوتا ہے۔ عالم امر کے لطائف خواہ کتنے ہی نیچے آئیں وہ عالم خلق کے ساتھ نہ ہی کوئی اختلاط رکھتے ہیں اور نہ ہی کسی قسم کی آمیزش۔

آپ کا مکتوب جو آپ نے خواجہ محمد طاہر کے ہاتھ روانہ کیا تھا پہنچا۔ آپ کو معلوم ہو کہ رابطہ کا حاصل ہونا مناسبت کلی پر منحصر ہے اسکو جدائی کے زمانے میں بڑی نعمتوں میں سے جانیں اور جب موانع ہٹ جائیں تو پھر قرب قلوب ہی پر اکتفا کیجئے اور اس قربت کے باوجود دیدلوں کے قرب کو (یعنی باہمی صحبت) ہاتھ سے نہ جانے دیجئے، کیونکہ ساری نعمتیں اسی قرب پر موقوف ہیں۔ حضرت اویس قرنیؒ کو باوجود قرب قلبی کے قرب بدنی حاصل نہ ہوا اس واسطے وہ ان حضرات کے ادنیٰ آدمی کے درجے کو بھی نہیں پہنچے جن کو رسول پاک صلعم کے ساتھ قرب بدنی حاصل تھا۔ پس یہی وجہ ہے کہ ان کا سونے کا پہاڑ صدقہ خیرات میں دیدینا ثواب کی رو سے صحابیوں کے ایک پاؤ قدر جو کے خیرات کرنیکے برابر بھی نہیں۔ پس معلوم رہے کہ صحبت جیسی بے بہا نعمت کے ساتھ دوسری کوئی نعمت مقابلہ نہیں کر سکتی۔ (صحابہ کرامؓ کو جمیع امت پر فضیلت اور شرافت اسی صحبت شریف نبویہ کے باعث حاصل تھی)

بھائی جان ولی اور مدعی کی علامات بالتفصیل بیان کرتا ہوں تاکہ آپکے ولی اور مدعی کے درمیان فرق معلوم ہو جائے۔ پس جانئے کہ ولی کی علامت یہ ہے کہ سب سے پہلے وہ اہل سنت والجماعت کے اعتقادات پر ثابت قدم ہو۔ اور باقی سب اہل قبلہ یعنی شیعہ وہابیہ۔ رافضیہ وغیرہ وغیرہ فرقوں کے اعتقادات سے دور رہتا ہو۔ نیز ان کی خلاف قیاس

Marfat.com

روایتوں پر عمل نہ کرتا ہو۔ نیز احکام فقہ خصوصاً مذہب حنفیہ پر پورا پورا عامل اور کاربند ہو یہاں تک کہ اس سے فرائض۔ واجب۔ سنن و مستحبات و مندوبات وغیرہ میں کسی قسم کا قصور واقع نہ ہو کیونکہ باطنی آراستگی اور زیبائش کا وسیلہ ظاہری آراستگی ہے۔ اسکو صوفیائے کرام کے دس مقامات۔ توبہ۔ رجوع الی اللہ۔ زہد۔ پرہیز گاری۔ ورع۔ صبر۔ شکر۔ توکل تسلیم۔ رضا اجمالاً یا تفصیل وار حاصل ہوں۔ نیز اس کی صحبت میں یہ تاثیر ہونا چاہیئے کہ جو شخص اس کی صحبت میں جا بیٹھے تو اس کا دل دنیا اور اہل دنیا سے سرد ہو جائے۔ نیز اس کے ہم نشینوں کے دلوں سے غفلت زائل ہو جائے۔ نیز وہ اپنے آپ کو جمیع مخلوقات سے بدتر جانے نہ یہ کہ وہ اپنی تعریف خود کرے نیز وہ جمیع اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ مثلاً تواضع۔ علم حوصلہ۔ بردباری۔ مروت۔ قدر دانی۔ نرمی۔ سخاوت۔ خندہ پیشانی۔ خوش خلقی۔ سچائی۔ عجز و نیاز۔ بے آزاری وغیرہ صفات سے موصوف ہو اور حرام و مکروہ و مشتبہ سے پرہیز کرتا ہو غرض کہ وہ تمام بھلے کاموں اور نیک اعمال سے آراستہ اور مزین ہو۔ اور جمیع امور میں وہ خُلق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متخلق ہو۔ پس ایسے شخص کی صحبت جسمیں مذکورہ بالا صفات موجود ہوں نعمت عظمیٰ اور دولت کبریٰ ہے۔ اور اگر کوئی محض پیرزادگی کی بناء پر مسند ارشاد و شیخی پر بیٹھ گیا ہو لیکن وہ نہ تو سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر عامل ہو اور نہ ہی احکام شرعیہ پر محکم ہو اور گلہ۔ جھوٹ۔ جھوٹی قسمیں کھانے اور برے اخلاق سے پرہیز نہ کرتا ہو بس خبردار! ہوشیار! ایسے شخص کی صحبت میں ہرگز نہ بیٹھیں بلکہ دور بھاگیں۔ اور اگر ممکن ہو سکے تو اس شہر میں بھی نہ رہیئے جسمیں وہ رہتا ہو۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں آپ کا اس کے پاس گزر ہو جائے اور اختلاط باہمی ہو جانے کی وجہ سے کارخانہ خدائی میں خلل پڑ جائے۔ ایسا شخص امامت اور رہبری کے قابل نہیں۔ بلکہ وہ مخفی چور اور پوشیدہ شیطان ہے جس نے

Marfat.com

شیطانی جال پھیلا رکھا ہے۔ پس آپ کشفیات اور خوارق عادات کتنی بھی اس سے دیکھیں پھر بھی اس کی صحبت سے اتنا دور بھاگیں جیسا کہ شیر سے بھاگتے ہیں۔ ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے است　　　پس بہر دستے نباید داد دست

خبردار بہت سے لوگ ظاہری تشکل و تشابہت سے تو انسان ہیں لیکن باطنی طور سے شیطان ہیں۔ پس ایسوں سے بیعت نہیں کرنا چاہیئے۔

دست ناقص دست شیطانست و دیو　　　زانکہ اندر دام تکلیف است و دیو

کیونکہ ناقص کا ہاتھ شیطان و دیو کا ہاتھ ہے۔ ان کے جال میں جو بھی پھنس گیا اسکو سوائے تکلیف و پریشانی کے اور کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین۔

والسلام

مکتوب بیسواں بنام ملا میر واعظ صاحب موصوف الصدر

اہل مجاہدہ کیلئے دس اہم خصلتیں!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ، اما بعد! اخوی اعزی ملا میر واعظ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ منجانب فقیر حقیر لاشئی دوست محمد المعروف بحاجی کان اللہ لہ عوضاً عن کل شئی کی طرف سے سلام مسنون اور دعاؤں کے بعد عرض ہے کہ اس جگہ کے احوال بفضل قادر مطلق حمد کے لائق ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ سب کو خداوند کریم سلامتی و عافیت سے ہمکنار اور شریعت اور طریقت کے جادہ مستقیم

Marfat.com

پر ثابت قدم رکھے۔ خلاصہ یہ ہے کہ بھائی جان آپ کو معلوم ہو کہ اہل مجاہدہ اور محاسبہ اور اُلوالعزم کیلئے دس خصلتیں ہیں جن کو اُنہوں نے اپنے نفس کیلئے تجربہ سے مفید پایا ہے پس جنہوں نے ان خصلتوں پر مضبوطی کے ساتھ استقامت حاصل کی تو وہ بحکم الٰہی شریعت کے منازل کو پہنچ جائینگے۔ لہذا پہلی خصلت یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی قسم خواہ جھوٹی ہو یا سچی نہ کھائے۔ نہ جان بوجھ کر اور نہ ہی بھولے سے۔ اگر اس نے قسمیں نہ کھانے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے اور استقامت حاصل کر لی ہے یعنی وہ بھولے سے یا جان بوجھ کر قسم ہرگز نہیں کھاتا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنے اُمور کا دروازہ کھول دیگا جس سے اسکے دل کو نفع پہنچے گا اور اس کا مرتبہ بلند ہوگا۔ اس کا عزم پختہ ہوگا اس کی بصیرت قوی ہوگی اور بھائیوں اور دوستوں میں اس کی تعریف کیجائیگی۔ اپنے پڑوسیوں کی نظر میں وہ بزرگ ہوگا۔ یہانتک کہ جو شخص اس کو دیکھے گا اس کی اقتدا کرے گا اور جو اسکو پہچانے گا وہ اس سے ڈریگا مگر یہ اسوقت جبکہ وہ اس کام کو کرے اور اس کا نفس اس پر قرار پکڑتے ہوئے اس کام کا عادی ہو جائے تو خداوند تعالیٰ اس کا سینہ کھول دیگا اور اس کے عمل کو پاکیزہ کر دے گا۔

دوسری خصلت یہ ہے کہ ہر قسم کے جھوٹ سے خواہ وہ مذاق میں ہو یا سنجیدگی میں پرہیز کرے اس لئے کہ جب اس نے ایسا کیا اور اپنے نفس کو اس کا حکم دیا اور اپنی زبان کو اس کی عادت ڈالی تو اللہ تعالیٰ اسکے سینہ کو کھول دیتا ہے اور اس کا عمل اس سے صفائی حاصل کر لیتا ہے۔ یہانتک کہ وہ جھوٹ کو نہیں پہچانتا۔ پس جب وہ جھوٹ کسی غیر سے سُنتا ہے اور وہ اس کو ایک عیب سمجھتا ہے اور اس سے اس کے نفس کو شرم آتی ہے اور اس شخص کیلئے جھوٹ زائل ہونے کی دعا کرتا ہے یعنی اس کی یہ عادت جاتی

Marfat.com

تو اس کو اس کا ثواب ملے گا۔

تیسری خصلت یہ ہے کہ وہ کسی سے کسی چیز کا وعدہ کریگا تو خلاف ورزی کرنے سے ڈرے گا جبکہ وہ اس کے پورا کرنے پر قادر ہے۔ مگر کسی عذر سے نہ کر سکا تو بیان کر دیگا۔ اپنے وعدے کو ہرگز نہیں توڑے گا۔ اس لئے کہ وہ اپنے امر کیلئے زیادہ قوی ہے اور اپنے طریقہ کے لئے زیادہ معتدل ہے کیونکہ وعدہ خلافی کرنا جھوٹ میں سے ہے۔ پس جب وہ ایسا کریگا تو اسکے لئے سخاوت کا دروازہ کھول دیا جائیگا اور اس کو حیا کا درجہ حاصل ہوگا اور اسکو صادقین کی دوستی عطا کی جائے گی اور اللہ کے نزدیک اس کا درجہ بلند ہوگا۔

چوتھی خصلت یہ ہے کہ وہ مخلوق میں سے کسی پر لعنت نہ بھیجے اور نہ ہی مخلوق کو کسی قسم کا ضرر پہنچائے اس لئے کہ یہ خصوصیات ابرار اور صادقین کے اخلاق سے تعلق رکھتی ہیں۔ بہرحال ان کا انجام نیک ہے اور آخرت میں درجات بلند ہونیکا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ اس اخلاق حمیدہ کی بنا پر سخت ترین جان لیوا موقعوں پر اپنے بندہ کی حفاظت کریگا اور لوگوں کے ضرر و ایذا سے محفوظ رکھے گا اور بندوں کے لئے اس کو رحمت بنائیگا اور اپنے ہاں اس کو قرب عطا فرمائیگا۔

پانچویں خصلت یہ ہے کہ وہ کسی کے حق میں بد دعا نہ کرے خواہ کسی نے اس پر ظلم ہی کیوں نہ کیا ہو۔ نہ کسی کے حق میں زبان طعن دراز کرے اور نہ کسی کو اسکے کئے کی بری جزا دے کیونکہ جزا کا دینا اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان مبارک کے شایاں ہے پس ان عادتوں والے حضرات کے درجات بلند ہو جاتے ہیں۔ جب اس کو انکے ساتھ ادب حاصل ہو جاتا ہے تو وہ دنیا و آخرت میں بلند مقام حاصل کرتا ہے اور تمام

Marfat.com

مخلوق کے دلوں میں خواہ وہ نزدیک ہو یا دور اس کی محبت پیدا ہوجاتی ہے اور اسکی دعا قبول ہوتی ہے اور نیکی میں اس کو بلندی حاصل ہوتی ہے اور مومنوں کیلئے دلوں میں اس کی عزت حاصل ہوتی ہے۔

چھٹی خصلت یہ ہے کہ وہ اہل قبلہ میں سے کسی پر شرک۔ کفر۔ نفاق کی شہادت نہ دے۔ یہ خصلت رحمت کے زیادہ قریب اور درجہ کو بلند کرنیوالی ہے اور مکمل ایمان کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے غضب سے دور کرنے والی اور اس کی رضا سے زیادہ قریب کرنیوالی ہے۔ یہ دروازہ نہایت ہی شریف اور کریم ہے جو بندہ کو مخلوقات پر رحم کرنیکا وارث بنا دیتا ہے۔

ساتویں خصلت یہ ہے کہ وہ ظاہری اور باطنی گناہوں سے اپنی نظر اور اعضا کو بچائے رکھے کیونکہ ان اعمال سے دل واعضاء کو دنیا میں جلد ثواب حاصل ہوتا ہے اور آخرت میں اللہ کے ہاں اجر عظیم کا ذخیرہ میسر ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ وہ یہ خصلتیں عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا دوسری امنگیں ہمارے دلوں سے نکال دے۔

آٹھویں خصلت یہ ہے کہ وہ مخلوق میں سے کسی پر تھوڑا بہت احسان نہ جتائے وہ آزاد ہو اور کسی کا محتاج نہ ہو۔ یہ عابدوں اور متقیوں کے لئے عزت و شرف کا باعث ہے اور اسی کے ذریعہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر قابو پالیتا ہے۔ پس جب وہ اس مرتبہ کو پہنچ جائیگا تو خداوند تعالیٰ اسکو غنا اور یقین عطا فرمائیگا۔ اور اللہ کے ہاں معتبر لوگوں میں اس کا شمار ہوگا۔ وہ اپنی حاجت کسی کے سامنے نہیں لے کر جائے گا۔ اس کی نظر میں سب لوگ برابر ہونگے۔ اور یہ عزو شرف مومنین و متقین کو اخلاص سے

Marfat.com

فریب کرنیوالا ہے۔

نویں خصلت یہ ہے کہ وہ جمیع مخلوق سے کسی قسم کا لالچ نہیں رکھیگا۔ (مگر خدائے وحدہ لاشریک سے)۔ پس بیشک یہی بڑی عزت ہے اور خالص غنا ہے اور یہ بڑی بادشاہت ہے اور فخر کا باعث ہے اور صحیح معنوں میں توکل ہے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے کے دروازوں میں سے یہی ایک دروازہ ہے اور زہد کے دروازوں میں سے بھی ایک دروازہ یہی ہے۔ اسی کے ساتھ وہ ورع حاصل کرسکتا ہے اور کل شریعت کے احکام اسی سے مکمل ہوتے ہیں اور یہی علامات ان لوگوں کی ہیں جو اللہ سے رجوع کرتے ہیں۔

دسویں خصلت تواضع ہے یہ عابد کے درجے کو بلند کرتی ہے اور اللہ کے ہاں اس کو عزت اور بلندی دلاتی ہے اور لوگوں کے ہاں بھی اس کا مرتبہ بلند ہوتا ہے بس یہی خصلت سب عبادات کی جڑ اور سب کا کمال ہے۔ ان ہی کے ذریعہ بندہ نیک لوگوں کے درجات حاصل کرلیتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نرمی و تکلیف میں راضی برضا رہتا ہے۔ کمال تقویٰ یہی ہے۔ وہ ان خصائل کے ہوتے ہوئے بھی اپنے آپ کو کسی سے افضل نہ جانیگا۔ اور یہی خیال کریگا کہ ممکن ہے اللہ کے ہاں فلاں شخص کا بڑا درجہ ہو اور وہ اسکے نزدیک نیک لوگوں میں سے ہو جب وہ اپنے سے کم عمر والے کو دیکھے گا تو وہ یہی کہیگا کہ اس نے اللہ کی نافرمانی نہ کی ہوگی اور میں بڑا گناہگار ہوں پس وہ مجھ سے بہتر ہے اور اگر وہ اپنے سے زیادہ عمر والے کو دیکھے گا تو وہ یہ کہیگا کہ یہ مجھ سے پہلے خداوندکریم کا پورا پورا مطیع ہے اور اگر عالم کو دیکھے گا تو کہیگا کہ اس کو وہ علمی دولت عطا کی گئی ہے جو مجھے نہیں دی گئی اور جس چیز کا میں جاہل ہوں وہ عالم ہے۔ اور اگر جاہل کو دیکھے گا تو کہیگا کہ اس نے اس جہالت کی وجہ سے اللہ کی نافرمانی کی ہے اور ... نے علم کے ہوتے ہوئے اس کی نافرمانی کی ہے۔ میں

Marfat.com

نہیں جانتا کہ میرا خاتمہ کیسا ہوگا۔ اگر کافر کو دیکھے گا تو کہے گا کہ میں کچھ نہیں جانتا ممکن ہے کہ خداوند کریم اس کا خاتمہ ایمان پر کرے اور اسلام سے مشرف فرمائے اور معلوم نہیں کہ میں کافر ہو جاؤں اور میرا خاتمہ بالخیر نہ ہو اور یہ بات اللہ سے محبت اور قرب کی علامت ہے۔ اور اول میں بھی اور آخر میں بھی یہی بات ہے جو بندوں کو اللہ کے قرب پر باقی رکھتی ہے۔ جب بندہ یہ گمان کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے تمام گمراہیوں سے محفوظ فرما لیتا ہے اور اسی وجہ سے اس کے درجات بھی بلند ہوتے ہیں۔ اس قسم کے شخص کا شمار خداوند کریم کے ہاں برگزیدہ بندوں میں ہو جاتا ہے۔ قرب الٰہی اسے حاصل ہو جاتا ہے اور یہ آدمی شیطان کے دشمنوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ وہ ہر قسم کے شر سے محفوظ ہو جاتا ہے کیونکہ وہ کبر سے دور خود پسندی سے پرے اور تکبر سے امن میں ہو جاتا ہے اس کا درجہ دین کے اعتبار سے دنیا اور آخرت میں بلند ہوتا ہے۔ یہی عبادت کا مغز اور عابدین کی شرافت کی انتہا ہے۔ پس شریعت پر چلنے والوں کا یہی شیوہ ہے۔ شریعت کی پابندی سے افضل کوئی اور شئے نہیں ہوتی۔ ایسا شخص کسی کی عیب جوئی نہیں کرتا اور اس کے دل سے کجی۔ برائی۔ کبر وغیرہ ہر صورت میں نکل جاتا ہے اور اس کا ظاہر و باطن ایک ہو جاتا ہے یعنی اس کی زبان اور دل ایک ہو جاتا ہے اور نصیحت کے بارے میں کیا چھوٹا کیا بڑا اس کی نظر میں یکساں ہوتا ہے۔ اس میں یہ بری عادت بھی نہیں ہوتی کہ منہ پر کسی کی تعریف کرے اور پیٹھ پیچھے برائی۔ کیونکہ ایسا کرنا عابدوں کے لئے آفت ہے اور زاہدوں کیلئے ہلاکت۔ اور یہ یاد رہے کہ ایسا جب ہی ہو سکتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان کے دل و زبان کو اس برائی سے محفوظ رکھے۔

بھائی جان معلوم ہو کہ حضرت امام غزالی قدس سرہ العزیز نے احیاء العلوم میں

Marfat.com

فرمایا ہے "علماء اور حکماء نے اتفاق کیا ہے کہ سعادت اخروی کی طرف اس کے سوا اور کوئی راستہ نہیں کہ انسان اپنے آپ کو ہوا وہوس سے بچائے اور شہوات کی مخالفت کرے۔ پس ایسے شخص کیلئے ایمان واجب ہے" دوسری جگہ فرماتے ہیں "جو شخص بڑا دانا ہے اس کو درجہ بھی بڑا عطا کیا گیا ہے۔ پس ایسا شخص اپنے آپ کو ہیچ خیال کریگا اور اپنے نفس کو تہمت زیادہ دیگا۔ اور سخت نادان وہ ہے جو اپنے آپ کو دانا خیال کرتا ہے۔ بڑا عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کو زیادہ تہمت دینے والا ہے۔ پس صوفیائے کرام کا گروہ جمیع لوگوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ زیادہ حسن ظن رکھنے والا ہے۔ لیکن اپنے نفس کے ساتھ سخت بدگمان ہوتا ہے۔ صوفیائے کرام اپنے آپ کو کسی دینی اور دنیوی بہتری کے لائق نہیں سمجھتے۔

حارث محاسبیؒ سے عبودیت کے متعلق نقل کیا گیا ہے کہ عبودیت یہ ہے کہ تو اپنے آپ کو کسی چیز کا مالک نہ جانے اور یہ خیال کرے کہ مجھے کسی کام میں بھی کوئی فائدہ یا نقصان پہنچانے کا اختیار نہیں۔ اور سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ معرفت یہ ہے کہ تو جانے کہ مخلوق کی حرکات وسکنات اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہیں۔ پس تہمت سے پرہیز واجب ہے۔ پس جب تو لوگوں کی عیب جوئی کا درپے ہو کر انکے متعلق بدظنی کرنے لگے تو سمجھ لے کہ یہ تیری باطنی خباثت ہے اور بے شک یہ ایسی خباثت ہے جو شر نفس نے تراشی ہے۔ اور عارف کامل اپنے نفس کو پہچانتے ہوئے ہر لحظہ اور ہر آن اپنے ایمان پر خائف ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے نفس کے عیوب سے آگاہ ہوتا ہے۔ اسواسطے وہ لوگوں کے عیوب کے درپے نہیں ہوا کرتا۔ اور اسی واسطے وہ ہر وقت اپنے نفس کو اللہ کی عبادت میں صرف کیا کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کی عبادت سے کسی وقت

Marfat.com

کبھی فارغ نہیں ہوتا۔

اہل سنت والجماعت کے جمیع مشائخ خواہ وہ کسی امام کے پیروکار ہوں یعنی حنفی یا مالکی ہوں، شافعی یا حنبلی ہوں اور خواہ جس طریقہ صوفیہ سے وہ منسلک ہوں نقشبندی ہوں یا قادری چشتی ہوں یا سہروردی۔ کبروی ہوں یا مداریہ۔ قلندری ہوں شطاری سب کے سب مذکورہ بالا اوصاف سے موصوف ہوتے ہیں۔

والسلام اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً۔ فقط

مکتوب اکیسواں (۲۱) بجانب پیر دستگیر خود حضرت شاہ احمد سعید صاحب مجددی دہلوی ثم المدنی رحمۃ اللہ علیہ

اپنا اور دیگر خلفاء کا حال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

امابعد۔ کمترین بے عمل فقیر حقیر لاشے دوست محمد المعروف بہ حاجی کی طرف سے بجناب خدام ذی المجد والاحترام ذات قدسی صفات معدنِ اسرارِ الٰہی مخزنِ انوارِ نامتناہی، ہادیِ گمراہان بوادی غوایت حامی عاکفان ماوئی ہدایت غوثِ زماں قطب دوراں ساقی شرابِ اذواق الٰہی فائض انوار حضور و آگاہی زبدۃ العارفین عمدۃ الواصلین وارث الانبیاء والمرسلین المستغنی توصیف الواصفین۔ ~

لا یدرك الواصف المطری خصائصه
وان یك سابقاً فی کل ما وصفا
(آپ کی پاکیزہ خصوصیات دائرہ بیان سے باہر ہیں۔ بیشک وہ تمام
صفتیں جو سابق بزرگوں میں تھیں وہ بدرجۂ اتم آپ میں موجود ہیں)

ہمارے شیخ حضرت شاہ احمد سعید صاحب جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے قبلہ اور وسیلہ ہیں میری جان و دل ان پر قربان ہو اور ان کے لازوال فیوضات کا آفتاب اور برکات کا ماہتاب ہم پر اور جملہ مریدوں پر تا قیامت تک چمکتا رہے۔ فقیر بعد سلام مسنونہ بصد عجز و نیاز و انکساری و ادب جیسا کہ خاکساروں اور غلاماں خاص کا شیوہ ہے، عرض کرتا ہے کہ حضور پر نور مخدوم زادہ حافظ مولوی محمد مظہر صاحب قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم (جو ظاہری کمالات اور باطنی حالات کا منبع ہیں) کا سرفراز نامہ عنبر شمامہ موصول ہو کر باعث مسرت ہوا۔ بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا۔ اس نامہ گرامی میں آپ نے اس غلام کے حالات اور جمیع فرشتہ صفات خدام کے حالات جو اجازت سے مشرف ہوئے ہیں اور طریقہ مجددیہ کی اشاعت میں مشغول ہیں دریافت فرمائے ہیں۔ اپنی کم مایگی کی وجہ سے بندہ ان اسرار کے اظہار کرنے میں ننگ و عار محسوس کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ سبحانہ کی اس آیت شریفہ کے حکم کے مطابق "وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ" (اور اپنے رب کی نعمتوں کا ذکر کرو) اپنی اور حضور کے جملہ غلاموں کی ان نعمتوں کا شکر جو حضور کے قلب اور سینہ مبارک کے فیوضات کے وسیلہ سے ہم کو نصیب ہوئی ہیں (میری جان و دل آپ پر قربان ہوں) قاصد کی حیثیت سے صاحبزادہ عالی شان کی تعمیل حکم کے لئے اور اپنی سعادت ابدی کی خاطر بیان کرتا ہوں۔

Marfat.com

اس ناکارہ کے حالات حضور نے معلوم کیئے ہیں لہذا عرض کرتا ہوں۔ پہلی مرتبہ جب حضور سے رخصت ہو کر آیا تو یہ محسوس کیا کہ مجھے انسانیت سے نکال کر حیوانیت میں داخل کر دیا ہے۔ میں اپنے اور حیوانات کے درمیان کوئی تمیز نہیں کر سکتا تھا۔ چند مدت تک میں اپنے آپ کو حیوانات کی مانند دیکھتا تھا۔ اس کے بعد مجھے حیوانات سے نکال کر نباتات میں لایا گیا۔ پس میں اپنے آپ کو گھاس و نباتات کے مانند دیکھتا تھا۔ یہ حالت بھی کچھ عرصہ تک رہی۔ اس کے بعد نباتات میں سے جمادات میں لایا گیا۔ میں خود کو پتھر کی مانند بے حس و حرکت خیال کرتا تھا، اب یہ کیفیت نہیں ہے بلکہ اپنے آپ کو لاشئے اور معدوم دیکھتا ہوں۔ محیی و ممیت۔ علیم اور سمیع۔ بصیر۔ محرک و متکلم سب کچھ حق تعالیٰ کی ذات ہے۔ اپنے وجود اور ماسوا سے بے خبر ہوں، دل میں نہ ذکر کی کوئی حرکت ہے اور نہ ہی گرمی۔ نہ تو ہمت رہی ہے اور نہ ہی اپنا خیال۔ ؎

عشق آمد و ہمچوں خوں شد اندر رگ و پوست　　تا ساخت مرا تہی و پُر ساخت ز دوست
اجزا وجود من ہمہ دوست گرفت　　نامے است بر من باقی ہمہ اوست

(عشق آیا اور میرے جسم میں خون کی طرح سرایت کر گیا۔ مجھے خالی کر دیا اور دوست کو مجھ میں سما دیا۔ میرے وجود کے تمام اجزا پر دوست کا قبضہ ہو گیا۔ میں برائے نام ہوں سب کچھ دوست ہی یعنی میں دوست میں فنا ہو گیا ہوں۔)

خدا کا شکر ہے کہ حضور کی بابرکت توجہ سے حقیقی طور پر اسلام سے مشرف ہو گیا ہوں معیت۔ اقربیت اور محبت اور دیگر اسرار مقامات عالیہ مجددیہ میں تمیز نہیں کر سکتا تھا، لیکن تکلف کے ساتھ اور مراقبہ دائرہ لاتعین میں تمیز کرنا نہایت اچھا معلوم دیتا ہے۔

حضور کی توجہ سے حلقہ میں بے شمار تاثیرات۔ فیوضات وارد ہوتے ہیں ؎

Marfat.com

بے لطف تو من قرار نتوانم کرد　　　احسان ترا شمار نتوانم کرد

گر بر تن من زباں شود ہر موئے　　　یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

(یعنی آپ کی مہربانی کے بغیر میرے دل کو صبر و قرار نہیں ہو سکتا۔ میں آپ کے احسانات کو بیان نہیں کرسکتا۔ اگر میرے جسم کے ہر بال کو قوت گویائی عطا فرمائی جائے تو آپ کے ہزاروں شکریں سے ایک شکر بھی ادا نہیں ہوسکتا۔)

حلقہ کے بعض دوستوں کا حال درج ذیل ہے:۔

۱۔ سید حیدر شاہ صاحب۔ جو حقائق و معارف سے آگاہ ہیں۔ پوندگان میں سے ہیں۔ آپ جلیل القدر عالم ہیں اور مختلف فنون میں ماہر۔ چند سال تک اس فقیر سے طریقہ عالیہ کا فیض حاصل کرتے رہے۔ صاحب اجازت ہو گئے ہیں۔ طالب علموں کو ظاہری و باطنی علم کی تعلیم دیتے ہیں۔

۲۔ ملا سمور آخوندزادہ :۔ آپ بڑے فاضل اور کامل ہیں۔ دینی علوم میں بڑی مہارت رکھتے ہیں۔ فقیر کے پاس تشریف لا کر طریقہ حاصل کیا اور اجازت سے مشرف ہوئے۔ چند لوگوں کو ذکر کی تلقین کی تھی۔ ان دنوں دامان میں ان کے وصال کی خبر پہنچی ہے "اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ"۔ اس دنیا میں وہ بھی عجیب ہستی تھی۔ ایک بڑا بھیڑ مع سری پائے اور اس کی مقدار کے برابر روٹیاں کھا جاتے تھے اس کے بعد چند سیر انگور اور میوہ جات ہضم کر جاتے تھے۔ پھر بھی ان کا پیٹ نہیں بھرتا تھا۔ لیکن لطف یہ ہے کہ عشا کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے تھے۔ میرے پاس آزمائش کیلئے تشریف لائے اور کہنے لگے کہ اگر کسی قلیل چیز سے میرا پیٹ بھر دیا جائے تو آپ سے بیعت ہو جاؤں گا ورنہ نہیں۔ فقیر نے بکری کے چھوٹے بچے کی تین ہڈیاں اور تین باریک درمک (پتلی روٹیاں جو دامان میں فرید میں

Marfat.com

استعمال کی جاتی ہیں)۔ ان کے اور ان کے ساتھی کے سامنے کھانے کے لئے رکھیں۔ خوب سیر ہو کر کھایا اور اس میں سے بھی کچھ کھانا بچ رہا۔ اس بنا پر وہ داخل سلسلہ ہو گئے۔

۳۔ مولوی مُلّا میر باز آخوندزادہ پسر ملا سمور مذکور:۔ باکمال عالم ہیں پہلی مرتبہ فقیر کے پاس آئے اور طریقہ مجددیہ میں بیعت کی۔ نسوار استعمال کرنے کی عادت تھی، میرے منع کرنے پر نسوار کا استعمال ترک کر دیا۔ تین روز کے بعد طریقہ عالیہ کو چھوڑ کر چپ چاپ بھاگ گیا۔ لیکن مکان میں اس پر جذبات۔ واردات اور تجلیات کا ظہور ہوتا رہا۔ اگلے سال مع کتابوں کے فقیر کے پاس رہنے اور طریقہ حاصل کرنے کی غرض سے حاضر ہوا۔ اپنے کیئے پر بہت پشیمان ہوا اور توبہ کی۔ تین سال کی مدت میں ولایت علیا تک سلوک طے کر لیا ہے۔ عاجز نے اجازت دیدی ہے۔ اپنے وطن مکر میں جو مشہور ہے خانقاہ بنالی ہے۔ بہت سے لوگ اور طلباء طریقہ حاصل کرنے کی غرض سے آتے ہیں اور فیض حاصل کرتے ہیں۔ انہوں نے ایک دو حضرات کو طریقہ کی اجازت بھی دیدی ہے۔ غرض ان سے لوگوں کو بہت فائدہ پہنچ رہا ہے۔

۴۔ خان آخوندزادہ:۔ غزنی کے آس پاس رہتے ہیں۔ دو جگہ سے طریقہ حاصل کیا تھا لیکن دونوں جگہ تسکین قلب نہیں ہوئی۔ لہٰذا فقیر کے ہاتھ پر آکر بیعت کی۔ قلیل مدت میں اجازت حاصل کر لی ہے اور طالبان حق کی تکمیل میں مصروف ہیں۔

۵۔ مولوی محمد جاناں آخوندزادہ سلمہ اللہ تعالیٰ:۔ مرغہ کے رہنے والے ہیں۔ قاضی مُلّا یار محمد آخوندزادہ انکے والد ہیں جو عالی نسب ہیں۔ علم تصوف میں بے نظیر ہیں فقیر سے طریقہ اخذ کر کے اجازت حاصل کی ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اپنے حضرات کی برکات کے طفیل بہت سی مخلوق ان کے ذریعہ منور ہو رہی ہے۔ یہ صاحب کشف و ادراک ہیں اور عجب عجب

Marfat.com

احوال ان پر وارد ہوتے ہیں۔ فقیر کو ان سے بڑی محبت ہے۔ وہ بھی فقیر کے ساتھ بے حد محبت وارادات رکھتے ہیں۔

۶۔ مولوی محمد گل آخوندزادہ صاحب:۔ ان کے آباؤ اجداد بڑے صاحب کمال ہوئے ہیں نسبت حاصل کرنے کی غرض سے شہر قندھار میں بہت سے فقیروں کے پیچھے سرگرداں پھرتے رہے۔ ایک روز اپنے دادا ملا شاہو آخوند صاحب کے مزار اقدس پر حاضر ہوئے۔ (ملا شاہو میاں عمر چمکنی والوں کے مریدوں میں سے ہیں) خواب میں دیکھا کہ ان کے دادا صاحب اس فقیر کے پاس حاضر ہونے کی تلقین کر رہے ہیں۔ چنانچہ فقیر کے پاس حاضر ہو کر اخذ طریقہ کے لئے التجا کی۔ مگر چونکہ یہ میر عالم خاں جو کہ حدود خراسان کا ایک بہت بڑا حاکم ہے ان کے ہاں منصب قضا کے عہدہ پر فائز تھے اس لئے فقیر نے طریقہ میں داخل کرنے سے انکار کر دیا اور یہ شرط رکھی کہ قضا اور ملائیت کے عہدہ سے سبکدوش ہو جاؤ تو ہیں سلسلہ میں داخل کرونگا۔ مذکورہ بالا خان کے پاس جا کر اپنے منصب کو ترک کر دیا اور فقیر کے پاس واپس آئے۔ عاجز نے سلسلہ میں داخل کر لیا۔ چند سال بعد اجازت حاصل کی۔ اب لوگوں کو مرید کرنا شروع کر دیا ہے۔

۷۔ ملا دوران آخوندزادہ فقیہ:۔ غنڈان کے رہنے والے ہیں۔ شروع میں محمد سعید آخوندزادہ صاحب کی خدمت میں جا کر طریقہ حاصل کیا اس کے بعد اپنے پیر کے حکم پر اس عاجز سے رجوع کیا اور بیعت حاصل کی چنانچہ کسب طریقہ کے بعد اجازت سے مشرف ہوئے اب لوگوں کو فائدہ پہنچانے میں معروف ہیں۔

۸۔ ملا راز محمد آخوندزادہ صاحب قندھاری:۔ طریقہ حاصل کرنے کی غرض سے عالم اطراف میں مثلاً ہندوستان۔ دکن اور خراسان وغیرہ میں سرگرداں و پریشان رہے لیکن کوئی نفع

Marfat.com

حاصل نہ ہوا۔ آخر میں فقیر سے بیعت کی اور طریقہ حاصل کیا۔ ان کو عجیب حالات اور تاثیرات حاصل ہوئیں۔ اجازت کے بعد بلخ کی جانب رخصت ہوئے وہاں چند روز قیام کیا، لیکن دل کو تسکین نہ ہوئی۔ اس لئے بخارا کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہاں پر بھی ان کی طبیعت نہیں لگی۔ اب شہر سمرقند شریف میں سکونت اختیار کر لی ہے۔ وہاں اپنے طریقہ کی تبلیغ میں لگے ہوئے ہیں۔ خاص و عام میں بہت مقبولیت ہے۔ بڑے زاہد اور تارک الدنیا ہیں۔ بخارا کے بادشاہ نے ان کے تقوے اور پرہیزگاری کی آزمائش کے لیے خفیہ طور سے آدمی بھیجے۔ جب کوئی نقص نہ دیکھا تو بادشاہ نے حاضر خدمت ہونے کی التجا کی۔ آپ نے اجازت نہ دی۔ اس نے فقیروں کے ماہانہ خرچ اخراجات کے لئے کچھ روپیہ مقرر کرنا چاہا آپ نے لینے سے انکار کر دیا۔ اور فرمایا کہ میں دنیا کمانے کیلئے نہیں آیا ہوں بلکہ میرے مرشد نے یہاں دین متین کی تبلیغ کے لئے بھیجا ہے۔ چند سال بعد فقیر کے پاس پھر تشریف لائے اور کچھ دن قیام فرمایا۔ اس کے بعد سمرقند کی طرف روانہ ہو گئے۔ دوران سفر غزنی کے نزدیک سفر آخرت اختیار کیا۔ اللہ تعالٰی ان کی مغفرت فرمائے۔ آمین۔

۹۔ حاجی ملا شہباز آخوندزادہ صاحب:۔ قریہ ابہ کے رہنے والے ہیں جو کہ غزنی کے قریب ہے بڑے جید عالم تھے۔ فقیر کے ہاتھ پر بیعت کی۔ چند سال طریقہ حاصل کرنے کے بعد اجازت سے مشرف ہوئے۔ کچھ ہی لوگوں کو ذکر کے انوارات سے منور فرمایا تھا کہ وصال ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔

۱۰۔ ملا مراد خاں آخوندزادہ صاحب:۔ علاقہ نیج کے رہنے والے ہیں جو خراسان کی حدود میں ہے۔ علم فقہ میں بڑی مہارت رکھتے ہیں۔ چند سال تک میاں سلیمان صاحب قدس سرہٗ سے طریقہ اخذ کیا۔ لیکن باطنی فائدہ محسوس نہ کیا اس لئے فقیر سے رجوع ہو کر بیعت کی اور طریقہ

Marfat.com

حاصل کر کے کلی طور سے مستفید ہوئے۔ اجازت حاصل کی۔ اب مخلوق ان سے فائدہ اُٹھا رہی ہے۔

۱۱۔ مولوی عادل صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ:۔ ژیوب کے باشندے ہیں۔ جید علماء میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ صاحب تصانیف ہیں۔ اس فقیر کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ شروع میں فقیر کے پاس چند ساتھیوں کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ مزاج پرسی و ملاقات کے بعد فقیر نے دریافت کیا کہاں سے تشریف لائے ہیں؟ فرمایا ژیوب سے۔ فقیر نے آپکی غرض وغایت دریافت کی۔ فرمانے لگے آپ سے بحث و مباحثہ کرنے کی غرض سے آیا ہوں۔ میں نے پوچھا کس مسئلہ پر تبادلۂ خیالات کرنا ہے؟ فرمایا کہ آپ نے اپنے ایسے مُریدوں کو تبلیغ کے لئے ژیوب روانہ کر دیا ہے جو بے علم ہیں اور یہ جائز نہیں ہے۔ میں نے پوچھا کہ کیا طریقت میں علم کا ہونا ضروری ہے۔ فرمایا ہاں، طریقت کی شرط میں سے ہے۔ میں نے کہا علم نہ اعمال کی شرط ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی ولایت اور فیوضات کی شرط۔ فرمانے لگے نہیں بغیر علم کے کوئی چارہ نہیں۔ میں نے پوچھا حضرت آدم علیہ السلام نے کس سے علم حاصل کیا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ اور ہمارے پیغمبر حبیب اکرم علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات نے کس سے علم حاصل کیا تھا۔ فرمانے لگے اللہ تعالیٰ نے ان کو علم سکھایا تھا۔ میں نے کہا جس اللہ تعالیٰ نے ان بزرگواراں علیہم السلام کو علم عطا فرمایا وہ اب بھی اس بات پر قادر ہے کہ اولیاء کو ان پیغمبروں کی اتباع کے طفیل میں بغیر اُستاد اور کتابوں کے علم سے مالا مال کر دے۔ اس کے بعد چند اولیاء عظام کے اسماء گرامی ان کے سامنے پیش کیے جو بغیر علم ظاہری کے ولایت کے درجہ کمال کو پہنچے ہیں۔ مثلاً خواجہ اُویس قرنیؒ۔ حضرت ابو سعید سندیؒ۔

Marfat.com

خواجہ احرار قدس سرہ۔ شیخ احمد نامقی و شیخ برکہ و دیگر مشیوخ قدس اللہ تعالے۔
بہر حال اشراق کی نماز سے ظہر کی نماز تک ایک ہی نشست میں اس مسئلہ پر ایک طویل گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر میں میں نے کہا کہ اے کاکڑ اب ہوشیار ہو جا اور کمر باندھ لے۔ اگر میں قصور وار ثابت ہو گیا تو میں اپنی خانقاہ کو چھوڑ کر تمہارا شاگرد ہو جاؤں گا۔ اگر آپ کی غلطی ثابت ہو گئی تو آپ میرے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جائیں گے۔ یہ الفاظ سنتے ہی اس کی حالت دگرگوں ہو گئی۔ اس کا جسم اندر سے تمتما اٹھا۔ گفتگو کرتے وقت اس کی زبان لڑکھڑانے لگی اور اس سے غلط تلفظ ادا ہونے لگا۔ مثلاً بجائے قلب کے کلب اس کی زبان سے نکلنے لگا۔ اس کے بعد کہنے لگا کہ میں بیعت کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔ یہ سب کچھ بحث و مباحثہ اس غرض سے تھا کہ معلوم ہو جائے آپ عالم ہیں یا نہیں۔ اب میں آپ کی علمی قابلیت سے مطمئن ہو گیا ہوں۔ براہ کرم عاجز کو ذکر کی تلقین فرمائیں۔ میں نے کہا کہ میں اس لائق نہیں ہوں۔ غرض اس نے پیچھا نہیں چھوڑا بیعت کے لئے مُصر رہا۔ فقیر نے مجبوراً اس کو سلسلہ شریفہ میں داخل کر لیا۔ الحمد للہ میری جان و دل آپ پر قربان ہو یہ سب کچھ تصرف آپ ہی کے سینہ مبارک سے فقیر کو نصیب ہوا ہے۔ ملا عادل صاحب چند سال تک طریقہ شریفہ حاصل کرتے رہے اب اجازت سے مشرف ہو گئے ہیں۔ بلند حالات و مقامات ان پر وارد ہوتے ہیں۔ ہزاروں لوگوں کو اپنے نور باطن سے منور فرما رہے ہیں

۱۲۔ ملا اسلام آخوند صاحب کاکڑ:۔ خراسان کی طرف کے رہنے والے ہیں۔ فقیر ہیں۔ فقیر کے ہاتھ پر بیعت کی۔ طریقہ حاصل کر کے اجازت سے مشرف ہوئے۔ لوگوں کو ذکر کی تعلیم دیتے ہیں۔ سلمہ اللہ تعالیٰ۔

Marfat.com

۱۱۔ ملا کاکی صاحب پیونده :۔ بچپن میں ہی فقیر سے بیعت ہو گئے تھے۔ مخلص دوستوں میں سے ہیں۔ عجیب حالات و کشفیات کے مالک ہیں۔ ان کے حالات احاطۂ تحریر میں نہیں آسکتے۔ ان کا بیان ہے کہ مجھے ہر معاملہ میں جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی ہوتی ہے۔ جب کبھی بھی مراقبہ میں بیٹھتے ہیں تو اپنے آپ کو رسول پاک کی مجلس مبارک میں حاضر پاتے ہیں۔ حقیقت کعبہ ربانی تک سلوک طے کیا ہے اجازت دیدی گئی تھی۔ آپ نے شربتِ شہادت نوش فرمایا۔ خطیر قدس میں آرامگاہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو اپنے نور سے منور فرمائے۔ آمین

۱۲۔ ملا میاں خان آخوند پونده :۔ فقیر کے ہاتھ پر بیعت کی۔ طریقت حاصل کر کے اجازت سے مشرف ہوئے۔ وصال فرما گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مرقد کو خوشبو سے معطر کرے۔ بڑے صاحب کرامات تھے۔ پرندوں کی زبان سمجھ لیتے تھے۔ بلکہ پتھر۔ درخت در جملہ جمادات سے تعلق رکھنے والی چیزیں آپ سے باتیں کرتی تھیں۔ نوے سال کی عمر میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۳۔ ملا اعظم پیوند سلمہ اللہ تعالیٰ :۔ عرصہ ہوا فقیر کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ طریقہ حاصل کر کے فقیر سے اجازت پائی۔ ان پر بڑے حالات ہوتے تھے۔ استغراق کا یہ عالم کہ عشا کی نماز کے بعد سے جو مراقبہ میں بیٹھتے تھے تو فجر کے وقت ہوش آتا تھا۔ صحیح ادراک کے مالک تھے۔ ان کو حالات قلوب کا کشف بہت ہوتا تھا۔ چند لوگوں کو انہوں نے نور باطنی سے منور فرمایا ہے۔

۱۴۔ حاجی ملا باز محمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ :۔ بہت سے مشائخ کی خدمت میں حاضر ہو کر ہر ایک سے طریقہ حاصل کیا۔ آخر میں سلوک کی تکمیل کیلئے فقیر کے پاس حاضر ہو کر بیعت

Marfat.com

کی۔ عالم باعمل ہیں۔ نوے سال کی عمر ہوگئی ہے۔ اجازت دیدی گئی ہے۔ طالبان حق کو ذکر سکھانے میں مشغول رہتے ہیں۔ ذاکریان کے مشائخ فقیر کے ساتھ جو بغض رکھتے وہ حاجی ملاباز۔ مولوی محمد جان اور مولوی محمد گل حضرات کی وجہ سے ہے۔

۱۷۔ ملا خان محمد آخوندزادہ:۔ جید فقیہ ہیں۔ شروع میں مشائخ ذاکریاں کے خلیفہ سے طریقہ اخذ کیا جب کوئی تاثیر محسوس نہ کی تو فقیر سے رجوع کیا اور بیعت طریقہ حاصل کرکے صاحب مجاز ہوئے۔ لوگوں کو اپنے فیوض سے مالا مال کر رہے ہیں۔

۱۸۔ ملا مہربان آخوند صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ:۔ فقیر کے پاس آکر بیعت کی۔ طریقت حاصل کرکے اجازت سے مشرف ہوئے۔ اپنے حضرت قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم کے طریقہ کی اشاعت میں سرگرم ہیں۔

۱۹۔ ملا غازی آخوند صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ:۔ خراسان کے باشندے ہیں۔ شروع ہی فقیر سے داخل سلسلہ ہیں۔ صاحب کمالات ہیں۔ ان کو اجازت دیدی گئی ہے کی اس خانقاہ میں جو ترکی میں ہے قیام پذیر ہیں۔ مراقبات و ذکر اذکار میں اپنا وقت گزارتے ہیں۔

۲۰۔ ملا دین محمد آخوند صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ:۔ خراسان کے رہنے والے ہیں۔ فاضل ہیں فقیر سے بیعت کرکے صاحب اجازت ہوئے۔ لوگوں کو علم ظاہری و باطنی کی تعلیم دیتے ہیں۔

۲۱۔ ملا الیاس آخوند سلمہ اللہ تعالیٰ:۔ عالم باعمل ہیں۔ فقیر سے بیعت کرکے طریقت حاصل کی۔ اجازت سے مشرف ہوگئے ہیں۔ ذکر و اذکار و مراقبات ان کا شغل ہے۔

Marfat.com

۱۔ ملا پیر محمد آخوند فقیہ سلمہ اللہ تعالیٰ سرجانی :۔ اس فقیر سے بیعت کی۔ طریقت حاصل کر کے اجازت سے مشرف ہوئے۔ ذکر اذکار اور علم فقہ کی درس و تدریس میں اپنے اوقات گزارتے ہیں۔ چند لوگوں کو ذکر کی تلقین کی ہے۔

۱۔ ملا میر احمد آخوند فقیہ سلمہ اللہ تعالیٰ :۔ خراسان کے رہنے والے ہیں۔ طریقت کے اجازت سے مشرف ہوئے۔ اذکار و افکار و علم کی درس و تدریس میں مشغول رہتے ہیں۔

۱۔ ملا سید موسیٰ سلمہ اللہ تعالیٰ :۔ پشتین کے سادات کرام میں سے ہیں۔ فقیر کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ چند سال تک سلوک طے کرتے رہے اس کے بعد اجازت سے مشرف ہوئے۔ فقیر کو ان سے بڑی محبت ہے۔ بڑے صاحبِ ذوق و جذب ہیں اذکار و افکار میں اپنی زندگی گزار رہے ہیں۔

۔ ملا خیر اللہ آخوند صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ :۔ غنڈان کے رہنے والے ہیں۔ مُلّا ... اللہ صاحب کے بڑے بھائی ہیں جن کا ذکر آخر میں آئیگا۔ یہ عالم فاضل ہیں۔ فقیر سے بیعت کر کے طریقت حاصل کی اور اجازت سے مشرف ہوئے۔ ذکر اذکار اور مراقبات میں لگے رہتے ہیں۔

۔ ملا سیف اللہ آخوند صاحب فقیہ غنڈان سلمہ اللہ تعالیٰ :۔ بیعت کر کے طریقت حاصل کی۔ اجازت سے مشرف ہوئے۔ ذکر و اذکار میں مصروف رہتے ہیں۔

۔ ملا سعید آخوند صاحب فقیہ خراسانی سلمہ اللہ تعالیٰ :۔ فقیر کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ... سال تک طریقت حاصل کرتے رہے۔ اجازت سے مشرف ہوئے۔ اذکار و مراقبات میں اپنے اوقات عزیزہ کو صرف کرتے ہیں۔

Marfat.com

۲۸۔ ملا حاجی محمد یوسف صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ :۔ فقیر سے بیعت کی۔ طریقت حاصل کرکے اجازت سے مشرف ہوئے۔ اذکار و مراقبات ان کا شغل ہے۔

۲۹۔ ملا محمد امیر آخوند صاحب خراسانی سلمہ اللہ تعالیٰ :۔ آپ فقیہ ہیں۔ فقیر کے ہاتھ پر بیعت کرکے اجازت یافتہ ہوئے۔ ذکر و اذکار ان کا شغل ہے۔

۳۰۔ ملا شیر محمد آخوند ترنگی :۔ اس فقیر سے بیعت ہوئے۔ طریقت حاصل کرکے اجازت سے مشرف ہوئے۔ طالبانِ حق جل شانہ کو ذکر کے انوار سے مستفیض فرما رہے ہیں۔

۳۱۔ عثمان غنی آخوندزادہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ :۔ اپنے زمانے کے فقہا میں سے بے مثل ہستی تھی۔ فقیر ان سے بڑی محبت کرتا تھا۔ بہت متقی و پرہیزگار تھے۔ ان کے ذریعہ خراسان اور حدود داماں میں علم فقہ کو بہت رواج ہوا اور بہت سے لوگ فقیہ ہو گئے۔ فقیر کے ہاتھ پر بیعت کرکے طریقت حاصل کی اور اجازت سے مشرف ہوئے۔ فقط چند لوگوں کو ذکر کی تعلیم دی تھی کیونکہ زیادہ تر علم فقہ کی درس و تدریس میں لگے رہتے تھے۔ اس سال ۱۲۷۱ھ میں وصال فرما گئے۔ سچ ہے "کُلُّ نفس ذَائِقَۃُ المَوت"۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے اور ان کی مرقد کو خوشبو سے معطر کرے۔ آمین۔

۳۲۔ ملا سید نور آخوند صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ :۔ بہت متقی اور پرہیزگار ہیں۔ چودہ سال سے دن رات فقیر کے ہمراہ سفر و حضر میں رہتے ہیں۔ فقیر کے ساتھ بڑا اخلاص ہے۔ فقیر کے ہاتھ پر بیعت کرکے کسب طریقت کے بعد اجازت سے مشرف ہوئے ہیں۔ شب و روز اپنے اذکار و افکار میں سرشار ہیں۔

۳۳۔ میاں محمد رسول صاحب پیوندہ سلمہ اللہ تعالیٰ :۔ فقیر سے بیعت کیے بہت

Marfat.com

ہوا۔ تقریباً بیس سال سے فقیر کے پاس رہتے ہیں۔ ان پر بڑے آثار۔ انوار۔ برکات اور فیوضات وارد ہوتے ہیں۔ قوی ادراک اور صحیح کشف کے مالک ہیں۔ اجازت سے مشرف ہوگئے ہیں۔ اپنا وقت ذکر واذکار اور فقیر کی خدمت میں گزارتے ہیں۔

۳۴۔ ملا عبدالجبار آخوند صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ :۔ بچپن ہی میں فقیر سے بیعت ہوگئے تھے۔ طریقت حاصل کرکے اجازت سے مشرف ہوئے۔ چودہ سال سے ذکر واذکار اور فقیر کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

۳۵۔ ملا ظہیر الدین فقیہ تریوبی سلمہ اللہ تعالیٰ :۔ فقیر کے ہاتھ پر بیعت کرکے طریقت حاصل کی۔ اجازت سے مشرف ہوئے۔ لیکن وصال ہوچکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔

۳۶۔ ملا سعید محمد تریوبی سلمہ اللہ تعالیٰ :۔ فقیر سے بیعت ہوئے۔ طریقت حاصل کرنے کے بعد اجازت دیدی گئی ہے۔ چند لوگوں کو رنگ دیا ہے۔ ان کا بھی انتقال ہوگیا ہے خدا مغفرت کرے۔

۳۷۔ ملا ہیبت آخوندزادہ صاحب کسیغری سلمہ اللہ تعالیٰ :۔ فقیہ اور متقی ہیں، کافی معمر ہیں، یہ اور ملا امیر ملک جو شیرانی قوم سے ہیں فقیر کے پاس آئے۔ دونوں نے بیعت کی۔ تین روز تک ان کی قلبی حرکت کو سکون نہ آیا۔ اس کے بعد میں نے ان دونوں کو رخصت کردیا۔ اپنے مکان پہنچ کر ملا ہیبت مجذوب ہوگئے۔ کبھی آہیں بھرتے تھے اور کبھی نعرے لگاتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کے لئے نماز پڑھنا بھی دشوار ہوگیا۔ قافلہ اہل خیام کے ساتھ فقیر نے مع اہل وعیال جب خراسان کی طرف سفر کیا تھا تو کوہ کسیغر کے پاس سے بھی گزر ہوا۔ وہ دونوں استقبال کے لئے حاضر ہوئے۔ ملا ہیبت صاحب مجذوبی حالت میں تھے۔ میں نے ان سے کہا آپ عالم ہیں۔ آپ کو نماز صبر وسکون سے ادا کرنا چاہیئے۔

Marfat.com

اور آپ کسی قسم کی حرکت نہ کریں۔ فرمانے لگے جو حالت مجھ پر طاری ہے وہ میرے اختیار سے باہر ہے۔ ملا میر نے جو ان کے دوستوں میں سے ہیں جب ان کی یہ حالت دیکھی تو گریہ وزاری کرتے ہوئے کہنے لگے کہ ہم دونوں آپ کی خدمت میں ایک ساتھ حاضر ہوئے تھے لیکن ملا ہیبت صاحب احوال ہوگئے اور مجھ پر کسی قسم کی کوئی حالت طاری نہیں ہوئی۔ بڑی منت وسماجت سے کہنے لگے کہ حضور توجہ فرمائیں تاکہ اللہ تعالیٰ اس قسم کے حالات مجھ پر بھی وارد فرمائے۔ بلکہ اپنی نادانی کی بنا پر کہنے لگے کہ مجھے کسی دیو پری کے حوالے کر دیجئے تاکہ میں مجذوب ہو جاؤں، تڑپ اور اضطرار کی کیفیت مجھ پر بھی طاری ہو جائے۔ فقیر نے غصہ میں کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مع اہلیہ صاحبہ اور آپ کی اولاد کو کسی پری کے حوالے کر دے۔ آپ پر میری جان قربان ہو ملا میر کی اہلیہ اور اولاد و نیز اکثر اہل کوہ کسیغر مجذوب ہوگئے ہیں اور صاحب احوال ہو گئے ہیں۔

قربان جاؤں جب کبھی یہ فقیر لوگوں پر غصہ ہو جاتا ہے تو وہ مجذوب ہو جاتے ہیں۔ معلوم نہیں اس کا کیا سبب ہے۔ بہرحال ملا ہیبت نے چند سال تک طریقہ حاصل کر کے اجازت حاصل کر لی ہے۔ ہزاروں لوگوں کو طریقہ کی تعلیم سے فیضیاب کر رہے ہیں۔ علاوہ اس کے ہزاروں چوروں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کر کے پیشہ چوری سے توبہ کر لی ہے۔

۳۸۔ ملا بابی کسیغری فقیہ سلمہ اللہ تعالیٰ :۔ خلیفہ ملا تیمر خاں سے طریقہ حاصل کرتے رہے ان کے وصال کے بعد فقیر سے بیعت کی اور طریقت حاصل کر کے اجازت سے مشرف ہوئے۔ اب کچھ لوگوں کو ذکر کی تلقین کرتے ہیں۔

۳۹۔ ملا ولی محمد فقیہ آخوند صاحب کسیغری سلمہ اللہ تعالیٰ :۔ یہ معمر صاحب برکت انسان ہیں۔

Marfat.com

چند سال خواجہ سلیمان سنگھڑی کی خدمت میں رہ کر طریقہ حاصل کیا۔ ان سے اجازت لیکر فقیر کے پاس آکر بیعت کی۔ طریقہ حاصل کیا۔ بڑے جذبات و واردات ان پر وارد ہوتے ہیں۔ اجازت دیدی گئی ہے۔ طالبان حق کو ذکر کی تلقین کرنے لگے ہیں۔

۴۰۔ ملا فطار رفیقہ صاحب میغری سلمہ اللہ تعالیٰ :۔ خانوادہ کے آبا و اجداد میں سے ہیں چند سال تک حضرت خواجہ سلیمان قدس سرہ سے طریقت حاصل کرتے رہے اسکے بعد فقیر کے پاس آکر طریقہ حاصل کیا، اجازت سے مشرف ہوئے۔ طریقہ شریف کی اشاعت میں آجکل مشغول ہیں۔ اُنہوں نے خواب میں دیکھا کہ بغیر دھوئیں کے ایک شعلہ مانند شمع فقیر کے سینہ سے روشن ہوا۔ مختلف اطراف کے لوگ اس شمع سے اپنی اپنی شمع روشن کر رہے ہیں۔ اپنے جد بزرگوار کے اشارہ پر اُنہوں نے اپنی شمع بھی روشن کی۔ جب خواب سے بیدار ہوئے تو فقیر کے پاس آکر بیعت حاصل کرلی۔

۴۱۔ مولوی معز الدین کھوئی استرانہ والہ سلمہ اللہ تعالیٰ :۔ آپ کا شمار جامع معقول والمنقول جید علماء میں ہے۔ چند سال حضرت خواجہ سید سلیمان صاحب کی خدمت میں رہ کر طریقہ حاصل کیا۔ بعد میں فقیر سے رجوع کیا اور طریقہ حاصل کیا۔ اجازت سے مشرف ہوئے۔ طلباء کو ظاہری علم اور اللہ تعالیٰ کے ذکر و اذکار کی تلقین کرتے رہتے ہیں۔

۴۲۔ قاضی میاں عبد الغفار صاحب آخوندزادہ :۔ کھوئی استرانہ والہ سلمہ اللہ تعالیٰ۔ فقیر سے بیعت کی۔ طریقہ حاصل کرکے اجازت سے مشرف ہوئے۔ فقہ و ذکر و اذکار کی تعلیم میں مصروف ہیں۔

۴۳۔ میاں عبد الغفار آخوندزادہ چودھواں والہ :۔ ان کے آبا و اجداد صاحب کمال

Marfat.com

لوگوں میں سے بوڑھے ہیں۔ فقیر محمد رضا صاحب جو ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں تشریف لائے تھے ان کے ہاتھ پر بیعت کر کے چند سال تک طریقہ حاصل کرتے رہے۔ ان سے اجازت لیکر فقیر کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اجازت سے مشرف ہو کر چند ہی لوگوں کو ذکر کی تلقین کرنے پائے تھے کہ وصال ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔

۴۴۔ میاں غلام محمد صاحب چودھواں والہ سلمہ اللہ تعالیٰ:- یہ اٹھارہ سال تک حضرت خواجہ سلیمان صاحب قدس سرہ سے طریقہ حاصل کرتے رہے اور بارہ سال میاں عبد الغفار صاحب مرحوم چودھواں والہ کے بیٹے عبد الوہاب صاحب کی خدمت میں رہ کر طریقہ حاصل کرتے رہے، لیکن کوئی فائدہ محسوس نہیں کیا۔ فقیر سے رجوع کر کے بیعت ہوئے۔ بڑے اثرات وانوارات سے مشرف ہوئے۔ صاحب کشف وادراک ہیں۔ اجازت دیدی گئی ہے۔ طالبان حق کی باطنی تعلیم میں مشغول ہیں۔

۴۵۔ مولوی عبد الرحیم آخوندزادہ صاحب مرحوم:- درابن کے رہنے والے ہیں۔ علم فقہ واصول میں دامان وپیوندگان کی حدود میں بے مثال وبے نظیر ہیں۔ آپ کا کہنا ہے کہ اگر تمام کتب فقہ کو پانی سے دھو ڈالیں تو انشاء اللہ میں اپنے دل سے دوبارہ لکھ سکتا ہوں۔ بڑی فہیم وذہین ہستی تھی۔ طریقہ کے آداب سے واقف تھے۔ اس فقیر کے ہاتھ پر بیعت کر کے چند سال تک طریقہ حاصل کرتے رہے۔ عجیب وغریب احوال ان پر منکشف ہونے لگے۔ ان کو صحیح ادراک حاصل تھا۔ ہر مقام کا بالتفصیل ادراک کر لیتے تھے۔ طریقہ میں داخل ہونے کے بعد سابقہ حالت کو کالعدم دیکھتے تھے۔ اجازت سے مشرف ہونیکے بعد خطیرہ قدس کے نزدیک وصال ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مرقد کو منور فرمائے۔

۴۶۔ میاں عبد الغفار آخوندزادہ صاحب:- یہ عبد الرحیم صاحب آخوندزادہ مرحوم

Marfat.com

چھوٹے بھائی ہیں۔ علم فقہ واُصول میں اپنے بھائی کا سا درجہ رکھتے ہیں۔ علم میراث میں یگانۂ روزگار ہیں۔ فقیر کے ہاتھ پر بیعت کی۔ طریقہ حاصل کرکے اجازت سے مشرف ہوئے۔ علم فقہ و باطنی تعلیم کی اشاعت میں مشغول ہیں۔

۴۷۔ میاں ملا عثمان آخوند صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ :۔ لونی کے رہنے والے ہیں۔ فقیہ ہیں اس عاجز نے اپنے بہت سے کام، نماز کی امامت اور خطوط کے جوابات لکھنا ان کے سپرد کیا ہوا ہے۔ فقیر سے بیعت حاصل کرکے طریقہ حاصل کیا۔ اکثر کمالات رسالت تک سلوک طے کیا ہے۔ بہت ہی ارادتمند ہیں۔ فقیر کو بھی ان سے بڑی محبت ہے۔ اجازت سے مشرف ہوکر ذکر و اذکار کی تعلیم میں مشغول ہیں۔

۴۸۔ مولوی شیر محمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کلاچی والا :۔ پانچ سال تک حضرت مولوی غلام محی الدین صاحب قصوری کی خدمت میں رہ کر طریقہ حاصل کیا۔ اس کے بعد پانچ سال تک حضرت خواجہ سلیمان صاحب قدس سرہ سے طریقہ حاصل کیا۔ لیکن بزرگان قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کی نسبت سے اپنے آپ کو خالی پایا تو فقیر سے رجوع ہوکر بیعت کی۔ چند سال میں حقیقت کعبہ ربانی تک طریقہ حاصل کرکے اجازت سے مشرف ہوئے ہیں۔ طریقہ عالیہ کی اشاعت واسوکر میں جو چناب کے گاؤں میں سے ایک گاؤں ہے کر رہے ہیں۔ وہاں پر اپنے رہنے کی جگہ بنالی ہے۔ گزشتہ سال حضور کی صحبت بابرکت سے مشرف ہوئے تھے۔

۴۹۔ مولوی غلام حسن صاحب احسن اللہ تعالیٰ حالہ واعمالہ :۔ ڈیرہ اسماعیل خاں کے رہنے والے ہیں۔ جامع المعقول والمنقول جید علماء میں سے ہیں۔ متقی و پرہیزگار ہیں۔ چند سال مولوی غلام محی الدین صاحب قصوری قدس سرہ کی خدمت میں رہ کر طریقہ

Marfat.com

حاصل کیا۔ مگر بچپن سے اب تک اپنے آپ کو نسبت سے خالی پایا اور کسی قسم کے حالات و واردات کو محسوس نہ کیا۔ یہاں تک کہ حرکت قلب اور اس کی گرمی کا بھی کوئی احساس نہ ہوا۔ اس لئے فقیر سے رجوع ہو کر داخلہ سلسلہ کے لئے اجازت طلب کی۔ فقیر نے مولوی صاحب کو جواب دیا کہ آپ ہمارے حلقہ میں بیٹھتے رہیں کیونکہ طریقہ ایک ہی ہے ان ہی مولوی صاحب کو اپنا پیر مانیں۔ فقیر آپ کے حق میں توجہ کریگا۔ لیکن سلسلہ میں داخل کرنے کے لئے انہوں نے بہت منت سماجت کی۔ آخرکار ان کو سلسلہ میں داخل کرلیا۔ چند ہی روز بعد قلب میں حرکت اور حرارت محسوس ہونے لگی ہے۔ اس کے بعد سے ہر سال تقریباً ایک دو ماہ فقیر کے پاس سکونت اختیار کرتے ہیں۔ گزشتہ سال حضور کی خدمت اقدس سے رخصت ہوتے وقت مولوی غلام محی الدین صاحب قدس سرہ کی زیارت کے لئے شہر قصور میں جانا ہوا۔ حضرت صاحب نے مولوی غلام حسن صاحب کی سفارش کی کہ ان پر ایک جلال والی توجہ ڈالیں کیونکہ ان پر جہل نسبت بہت غالب ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی جہل کو علم میں بدل دے۔ فقیر نے جواب میں عرض کیا کہ اس قسم کی توجہات کی طاقت تو فقیر میں نہیں ہے۔ لیکن چونکہ حضور کا فرمان ہے اس لئے یہ عاجز حتی المقدور ان کے حق میں توجہ کرتا رہیگا۔ جب فقیر اپنی جائے سکونت پر واپس آیا تو مولوی صاحب کا ایک مکتوب گرامی موصول ہوا جسمیں لکھا تھا کہ مولوی صاحب پر توجہ قوی ڈالیں۔ میری جان و دل آپ پر قربان ہو حضور کی توجہات کی برکت سے ان کا جہل علم میں تبدیل ہو گیا ہے۔ اجازت سے مشرف ہو گئے ہیں۔ اذکار و مراقبات کی تعلیم میں مشغول ہیں۔

۵۰۔ مولوی رحیم بخش صاحب ہر صوری اجمیری سلمہ اللہ تعالیٰ :- اس زمانے کے بہت سے

Marfat.com

مشائخ (مثلاً ہندوستان۔سندھ۔پنجاب) کی زیارت وصحبت سے مشرف ہو کر شیخ احمد عرب صاحب مدنی الآفندی الجوخدارثم الانصار قدس سرہ سے طریقہ قادریہ وچشتیہ میں اجازت حاصل کی اور چند لوگوں کو داخلہ سلسلہ کیا۔ قضاء الہٰی سے انگریز کے ہاں کارکی کی ملازمت اختیار کی۔اور تیس روپیہ ماہانہ چھ سال تک لیتے رہے۔چونکہ نسبت کا کوئی کمال حاصل نہیں کیا اس لئے فقیروں کی تلاش میں کوشاں رہے۔ اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ نے طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی محبت ان کے دل میں ڈالی، اس فقیر سے بیعت حاصل کی ذکر اسم ذات کی تعلیم ان کو دی گئی۔ اللہ تعالیٰ سبحانہ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں ان کی مدد کی اور اپنے حضرات قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم اقدس کی برکات کے طفیل میں اس کا دل نوکری سے بیزار ہو گیا۔انگریز نے ملازمت پر قائم رہنے کے لئے ان کی بڑی منت کی حتی کہ ان کی تنخواہ تیس روپے سے پچاس روپے مقرر کر دی لیکن انہوں نے ملازمت پر رہنے سے انکار کر دیا۔آخر کار ملازمت سے استعفےٰ دیدیا اور طریقہ حاصل کرنے میں مشغول ہو گئے۔ ان پر انوارات وآثار وواردات وارد ہوتے ہیں ان کو صحیح ادراک حاصل ہے۔ اپنے حضرات کے فیوضات وبرکات کا ورود ان پر بہت ہوتا ہے۔اجازت سے مشرف ہو گئے ہیں۔ اذکار وافکار میں مشغول ہیں۔سلوک کی تکمیل کے لئے فقیر کے پاس ابھی تک قیام ہے۔

۵۱۔ میاں عبداللہ واسو والا سلمہ اللہ تعالیٰ:۔ پنجاب کے کسی قصبہ کے رہنے والے ہیں چند عرصہ تک پیر سید محمد صاحب حسینی قدس سرہٗ سے طریقت حاصل کرتے رہے۔ ان کے انتقال کے بعد اس فقیر سے رجوع کیا اور بیعت حاصل کی۔طریقت حاصل کر کے اجازت سے مشرف ہوئے۔ اذکار ومراقبات کی تعلیم میں مشغول ہیں۔

Marfat.com

۵۲۔ فقیر میاں عالم خاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ :۔ حدود کوہاٹ کے رہنے والے ہیں فقیر کے ہاتھ پر بیعت کر کے اجازت سے مشرف ہوئے۔ اذکار و اذکار میں سرگرم ہیں۔

۵۳۔ مولوی میر واعظ صاحب ساکن دوڑ سلمہ اللہ تعالیٰ :۔ بنوں کے آس پاس کے علاقے کے رہنے والے ہیں۔ بڑے عالم فاضل۔ متقی و پرہیزگار جامع المعقول والمنقول ہیں۔ فقیر کے ہاتھ پر بیعت کی۔ کمالات رسالت تک سلوک طے کیا ہے۔ ہر مقام کے انوار و اسرار سے واصل ہوئے ہیں۔ عجیب عجیب حالات ان پر وارد ہوتے ہیں۔ اجازت سے مشرف ہو کر سینکڑوں لوگوں کو ذکر کے انوارات سے منور فرما رہے ہیں۔

۵۴۔ شیخ السنان :۔ قریہ گمل کے رہنے والے ہیں۔ ان کے آباواجداد صاحب کمال لوگوں میں سے تھے۔ شروع میں طریقہ حاجی صاحب سے جو ماموں کے لفظ سے مشہور تھے حاصل کیا۔ ان کی وفات کے بعد فقیر سے رجوع ہو کر بیعت کی اور اجازت سے مشرف ہو کر اذکار و اذکار میں مشغول ہیں۔

۵۵۔ ملا امان اللہ آخوند صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ :۔ شروع میں طریقہ حضرت مولوی محمد جان صاحب قدس سرہ سے حاصل کیا۔ اسکے بعد حضرت خواجہ سلیمان صاحب قدس سرہ سے طریقہ حاصل کیا۔ چونکہ بزرگوں کی نسبت کا کمال حاصل نہ ہوا اس لئے فقیر کے پاس حاضر ہو کر بیعت کی اور اجازت سے مشرف ہوئے۔ ابتداء میں فقیر کے پاس آنے کا یہ سبب ہے کہ محترم ملا فیض محمد نیازی جو کہ ملا پان محمد کے نام سے مشہور ہیں اور جو حضرت کے خلفاء میں سے ہیں ان کا ایک خط لایا جسمیں سفارش کی گئی تھی کہ میں ان کو بیعت کر کے طریقہ کی تعلیم دوں۔ لیکن عاجز نے انکار کر دیا۔ دوسری مرتبہ اپنے دوست ملا غازی سے جو فقیر کے پاس مقیم تھا سفارش کرائی کہ یہ میرا دوست ہے اور نیک و صالح ہے براہ کرم اس کو

Marfat.com

ذکر کی تلقین فرمائیں۔ فقیر نے ان کو لطیفہ قلب کا سبق دے کر رخصت کیا۔ جب فقیر دوبارہ خراسان پہنچا۔ امان اللہ واپس آیا اور فقیر کے ساتھ مقیم ہوا۔ وہ وقت دین کے دشمنوں کے ساتھ جنگ وجدل کرنیکا وقت تھا۔ میں نے خیال کیا کہ شاید میں اس جنگ میں شہید ہو جاؤں اس لئے مجھے چاہیئے کہ جو امانت مجھے اپنے حضرات سے پہنچی ہے وہ کسی اہل استعداد کے سپرد کر دوں تو بہتر ہوگا۔ پس ملا غازی صاحب جن کا ذکر ہو چکا ہے ان دنوں میرے پاس مقیم تھے ان کو یہ امانت سپرد کر کے ان کو اجازت دیدی۔ ملا امان اللہ صاحب اس موقع پر فقیر کے پاس تھے وہ بھی اجازت حاصل کرنیکے لئے مصر ہوئے۔ میں نے انکار کر دیا اور اسکو سمجھایا کہ تمہارا ابھی سلوک مکمل نہیں ہوا ہے۔ ایسی صورت میں تم کو کیسے اجازت دی جا سکتی ہے۔ اس کو بار بار سمجھایا اور منع کیا۔ چنانچہ چند روز اسی کشمکش میں گزر گئے۔ افغانوں نے دین کے دشمنوں پر شب خون مارنے کا ارادہ کیا۔ عصر کا وقت تھا روانہ ہونے کے وقت میرے گھوڑے کی باگ مضبوط پکڑ کر کہنے لگا "مجھے خلافت دیجئے میں نے انکار کر دیا۔ کہنے لگا کہ اگر آپ شہید ہو گئے تو میں کیا کرونگا۔ مجھے دوسرے مشائخ کا محتاج ہونا پڑے گا۔ بہر حال میں باگ نہیں چھوڑونگا۔" میں نے گھوڑے کو تازیانہ بھی لگایا ایڑ بھی لگائی۔ گھوڑے کی باگ بھی موڑی لیکن اس نے کسی صورت بھی باگ کو نہ چھوڑا۔ بالآخر مجھے غصہ آگیا میں نے کہا جا تجھے اجازت ہے میرا پیچھا چھوڑ۔ اس پر بھی اس نے لگام نہیں چھوڑی۔ کہنے لگا مجھے چاروں طریقوں میں اجازت دیجئے۔ میں نے کہا دیوانے ہو گئے ہو۔ پھر بھی نہ ہٹا۔ آخر میں نے غصہ میں کہا جاؤ تم کو چاروں طریقوں میں اجازت ہے۔ غرض میں نے اس طرح اس سے اپنی جان چھڑائی۔ جب میں جنگ کے معاملات سے فارغ ہوا اور اپنی جائے قیام پر پہنچا تو نصیحت کے طور پر اس سے پوچھا کہ

Marfat.com

اجازت کے معاملہ میں تمہاری یہ کیا حرکت تھی۔ غرض اس سے کہا کہ اب آپ کیلئے لازم ہے کہ دن رات ہمت کرکے اپنے حضرات کے طریقہ سے متعلق جو رسالے ہیں ان کا مطالعہ رکھیئے۔ چند سال بعد میں نے ان کو ہرات کی طرف رخصت کیا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے فضل وکرم اور حضور کی توجہات کے طفیل میں (میری جان ودل آپ پر قربان) انکی توجہ میں اس قدر قوی تاثیرات پیدا ہوئیں کہ پہلے ہی دن غور کے آس پاس کے علاقہ کوہستان میں تین سو آدمیوں نے بیعت حاصل کی اور ان پر قوی جذبات وحالات طاری ہونے لگے۔ اب تک اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ان کی حالت ترقی پر ہے اللہ تعالیٰ اپنے پیروں کے طفیل میں امان اللہ صاحب کو انوارات سے منور کرے اور اسرار وفیوضات وبرکات سے مالامال کرے۔ اور وہ ایک نیک اور باکمال انسان کی حیثیت سے طریقہ کی اشاعت میں مشغول رہیں۔ الحمد للہ انہوں نے ہزاروں لوگوں کو نور معرفت سے منور کردیا ہے۔ اور بہت سے لوگوں کو اجازت دیدی ہے۔ ان میں سے تیرہ لوگوں کو تو میں جانتا ہوں جو اب تک اس حدود میں تشریف فرما ہیں اور لوگوں کو اپنے فیض وبرکات سے بہرہ مند کررہے ہیں۔ ان کے تیرہ خلفاء کے اسم گرامی مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱) ملا یٰسین صاحب:۔ دزد کے درہ میں جو فراہ کے علاقہ میں ہے رہتے ہیں صاحب کرامات وخوارق عادات ہیں۔ ان کی ایک کرامت یہ ہے کہ ایک ملا نے آکر آپ پر طعنہ زنی کی کہ پیر کے لئے علم کثیر کی ضرورت ہے اور آپ ہیں کہ کچھ بھی نہیں جانتے۔ آپ نے جواب دیا کہ رسمی علم سے کچھ نہیں بنتا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور برکت کی ضرورت ہے۔ اس ملا نے کہا جناب آپ کے پاس کیا برکت ہے؟ وہاں اسوقت ایک نوزائیدہ بچہ

Marfat.com

تھا جو ابھی چالیس دن کا ہوا تھا۔ آپ نے اس کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ اگر یہ بچہ اللہ کا ذکر اپنی زبان سے ادا کرنے لگے تو تم میری برکت کے قائل ہو جاؤ گے۔ کہا بے شک۔ آپ نے اس بچہ کی طرف جو گہوارہ میں تھا اشارہ کرکے کہا کہ پڑھو لا الٰہ الا اللہ بچہ نے صاف زبان میں لا الٰہ الا اللہ پڑھا۔ ملا قائل ہو گیا اور سلسلہ میں داخل ہو گیا۔

(۲) سیادت پناہ حقائق و معارف سے آگاہ ملا عبدالخالق آخوند۔ شہر آنہ میں رہتے ہیں۔

(۳) سیادت پناہ قاضی ملا رسول آخوندزادہ۔ ولایت صدرہ میں استقامت پذیر ہیں۔

(۴) غلام آخوند صاحب جو شہر ہرات میں رہتے ہیں۔

(۵) ملا عطا محمد آخوند۔ شہر ہرات میں رہتے ہیں

(۶) ملا جہاں آخوند۔ شہر گلستاں میں رہتے ہیں

(۷) ملا شہسوار آخوند عرب حدود قندھار کے علاقے زنداور میں رہتے ہیں۔

(۸) ملا دین محمد آخوند بکوا میں مقیم ہیں۔

(۹) قاضی نور محمد صادق آخوند۔ قیصار میں سہتے ہیں۔

(۱۰) ملا فیض محمد آخوند۔ فراہ میں رہتے ہیں۔

(۱۱) ملا محمد رسول، ساغر میں رہتے ہیں۔

(۱۲) ملا الف آخوند، گورزنگ کے علاقہ میں رہتے ہیں۔

(۱۳) ملا جلال آخوند۔ ملا امان اللہ صاحب کی خدمت میں رہتے ہیں۔

ان تیرہ حضرات کو میں نے خود اپنی آنکھ سے دیکھا ہے۔ ان میں سے ہر ایک صاحب کمال

Marfat.com

ہے اور قوی حالات کا مالک ہے۔ یہ تیرہ حضرات پہلے ہی سال میں اجازت سے مشرف ہو گئے تھے۔ اب چونکہ کافی عرصہ گزر چکا ہے سنتے ہیں کہ ان کے خلفاء کی تعدا کافی ہو گئی ہے۔

دوسری عرض یہ ہے کہ اس خادم کے حلقہ میں شروع میں لوگ آہ و کرتے تھے نعرے لگاتے تھے، روتے، ہنستے اور قہقہے لگاتے تھے۔ کبھی ان بے خودی اور استغراق کا عالم طاری ہو جاتا تھا۔ یہاں تک کہ بعض اوقات ایسا ہوتا تھا کہ حلقہ کے تمام لوگ چاہے وہ پچاس ہوں یا سو مردہ کی مانند لوٹ پو ہو جاتے تھے۔ فی الحال اب ویسی صورت حال تو نہیں ہے پھر بھی ان میں سے دو ایسے ہیں جن پر کبھی بے چینی و اضطراب کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور کبھی نہ بلکہ ان کیفیات کی بجائے ان پر حالات و استغراق و محویت اور حق تعالیٰ سبحانہٗ حضوری و آگاہی غالب رہتی ہے۔ نماز میں بعض لوگوں کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ تک تحریمہ کے بعد بے ہوشی کے عالم میں کھڑے رہتے ہیں یہاں تک کہ نماز کا وقت خ ہو جاتا ہے۔ کسی پر اس قسم کی حالت طاری ہوتی ہے کہ وہ اسی بے ہوشی کے ع میں کھڑا کھڑا مردہ کی مانند زمین پر گر پڑتا ہے۔ یہ حالت کسی پر رکوع میں کسی پر میں اور کسی پر قاعدہ میں طاری ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کو نماز کا وقت ختم ہونے اور بعض کو نماز پڑھنے کے بعد اس حالت سے افاقہ ہوتا ہے۔

بعض دوستوں کو ذکر یا مراقبہ کی حالت میں اور بعض اس کے بغیر بھی محسوس کرتے ہیں کہ ان کا جسم کسی بڑے مکان یا بڑے اونچے پہاڑ کی مانند ہو گیا بعض کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ ان کے جسم سے تمام زمین پر ہو گئی ہے۔ بعض اپنے آ

Marfat.com

اتنا لمبا محسوس کرتے ہیں کہ گویا ان کا سر آسمان سے لگ جائے گا بلکہ اس سے بھی آگے گزر جائیگا اور بعض اپنے جسم کے سوا کسی اور چیز کو نہیں دیکھتے۔ بعض سب چیزوں کو حق گمان کرتے ہیں بلکہ ہمہ اوست جانتے ہیں۔ بعض اپنے ہر عضو اور بال سے کلمہ انا الحق سنتے ہیں اور زبان سے کچھ ادا نہیں کر سکتے۔ یہ حالات بعض پر کافی دیر تک رہتے ہیں اور بعض پر جلد ختم ہو جاتے ہیں۔ جب یہ حالت منقطع ہو جاتی ہے تو دوسرے حالات وارد ہونے لگتے ہیں۔ بعض کو عالم ناسوتیہ اور بعض کو عالم ملکوتیہ کا کشف ہونے لگتا ہے۔ بعض پر بھوک کا اتنا غلبہ ہوتا ہے کہ کسی چیز سے ان کا پیٹ نہیں بھرتا۔ کہتے ہیں کہ ایسی حالت میں اگر ہم کچے گندم کا ایک اونٹ لدا ہوا کھا جائیں تب بھی ہمارا پیٹ نہیں بھریگا۔ حضور پر قربان جاؤں تحریر فرمائیں کہ یہ کیا حالات ہیں۔

مولوی میر باز صاحب۔ ملا دوراں صاحب۔ مولوی محمد جاناں صاحب۔ ملا خان محمد صاحب۔ ملا امان اللہ صاحب و مولوی محمد عادگل صاحب و مولوی میر واعظ و ملا ہیبت آخوند صاحب و مولوی شیر محمد صاحب کے حلقہ میں اس قسم کے احوال، جذبات۔ آہ و نعرے۔ گریہ و زاری۔ اضطراب۔ استغراق۔ بیخودی۔ غیبت و محویت حد سے زیادہ دیکھنے میں آتی ہے۔ چونکہ اس شہر کے علما نے کبھی یہ معاملات دیکھے نہیں اس لئے حسد و بغض کی بنا پر ہم بے نوا اور غریبوں کے ساتھ عداوت کرنے لگے ہیں اللہ سبحانہٗ تعالیٰ ان کو راہ ہدایت پر چلائے اور ہماری مدد فرمائے۔

اپنے خلفاء اور مریدوں کے مختصر حالات حضور کی خدمت میں تحریر کر دیئے گئے ہیں حضور یہ تمام حالات، فیوضات، برکات، کشفیات و کرامات جو بھی تحریر خدمت

Marfat.com

کیئے گئے ہیں یہ سب آپ کے طفیل میں نصیب ہوئے ہیں۔ (میری جان و دل آپ پہ فدا ہو) ؎

بے لطف تو من قرار نتوانم کرد | احسان ترا شمار نتوانم کرد
تیری مہربانی کے بغیر تسکین ناممکن ہے | تیرے احسانات کا شمار بھی ناممکن۔

گر برتن من زبان شود ہر موئے | یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد
اگر میرے جسم کے ہر بال کو قوت گویائی عطا کیجائے تو تیری ہزاروں شکر میں سے ایک شکر بھی ادا نہیں کر

او بجز نائی و ما جز نئی نہ ایم | او دمے بے ما دبے دے نہ ا

نے کہ ہر دم نغمہ آرائی کند | فی الحقیقت از دم نائی کند
بانسری جو ہر وقت نغمہ آرائی کرتی ہے | اصل میں وہ بجانے والے کی سانس کی بد
کرتی ہے۔

نیاوردم از خانہ چیزے نخست | تو دادی ہمہ چیز و من چیز تست
پیدائش کے وقت میں خالی ہاتھ آیا تھا | سب چیزیں تو نے عطا کی ہیں اور میں
تیری ہی ملکیت ہوں۔

اس بے عمل، بے کردار، روسیاہ کی کیا ہستی ہے کہ اپنا ذکر درمیان میں لا
تیسری عرض یہ ہے کہ اگر مسند امام المسلمین حضرت نعمان بن ثابت ابوحنیفہؒ چھپی
یا قلمی حضور کو دستیاب ہو جائے تو اس فقیر کے لیئے خرید کر براہ مہربانی روانہ فرمائیے
اول خراسان جانے کی وجہ سے وقت کی کمی، حضور کے خادموں کی کثرت احوال او
مخدوم زادہ صاحب کا یہ فرمانا کہ جواب جلد دیا جائے، ان سب وجوہات کی بنا

Marfat.com

الات نہ لکھ سکا۔

یہ ناچیز تقریر و تحریر کی متانت و رزانت سے ناواقف ہے اس لئے جہاں بھی کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہو براہ کرم اس کی اصلاح فرمائیں۔ زیادہ حد ادب وصلے اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمّد و آلہٖ واصحابہٖ اجمعین ۔

مکتوب بائیسواں بنام ملّا میر واعظ آخوند
فضائل حضرت امام ابوحنیفہؒ

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۔ اما بعد حقیر فقیر لاشئے دوست محمد المعروف بہ حاجی کی جانب سے سلام مسنون اور دعائیں عزیز بھائی ملّا میر واعظ صاحب کی خدمت میں عرض ہیں۔ اللہ تعالیٰ میرے عزیز بھائی کو زمانے کے حوادث اور اس کی کلفتوں سے محفوظ رکھے۔ یہاں کے احوال لائق حمد و ستائش ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ سب کو اللہ تعالیٰ سلامتی و عافیت سے ہمکنار کر شریعت اور طریقت کے جادۂ مستقیم پر ثابت قدم رکھے (شریعت و طریقت میں ثابت قدمی کرامت سے بھی بلند چیز ہے) میری اس دعا پر جو آمین کہے اللہ تعالےٰ اس پر بھی رحمت نازل فرمائے۔

بھائی! آجکل فرقہ وہابیہ پیدا ہو گیا ہے۔ یہ فرقہ خود کو اہل حدیث کے نام سے پکارتا ہے۔ خباثت باطنی اور فساد عقیدہ سے یہ لوگ ہمارے امام اعظم حضرت

Marfat.com

نعمان بن ثابت الکوفی جو درحقیقت مفسرین ومحدثین کے امام ہیں زبان طعن دراز کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ فرقہ وہابیہ اگلے پچھلے مجتہدین کے اجتہاد کا انکار کر کے مذاہب اربعہ میں حق دائر ہونے کا انکار کرتا ہے۔ حالانکہ اس پر سلف صالحین کا اتفاق ہے اور اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔ لہٰذا میں مختصراً یہاں دو باتیں عرض کروں گا۔

۱۔ امام ممدوح کے فضائل ومناقب۔

۲۔ مذاہب اربعہ میں حق کے دائر ہونے کے دلائل

بلند پایہ کتاب مسند امام اعظمؒ (جو مسند خوارزمی کے نام سے مشہور ہے) سے نقل کرتا ہوں

پہلا باب :۔ امام اعظمؒ کے وہ فضائل ومناقب جن میں متفقہ طور پر آپ منفرد ہیں۔

یوں تو امام ممدوح کے فضائل ومناقب بے حد وشمار ہیں جن کو ایک بیان کرنا ناممکن ومحال ہے البتہ آپ کے وہ فضائل ومناقب جن میں آپ بلاشبہ غیرے منفرد وممتاز ہیں ان کو دس اقسام وانواع کی شکل میں بیان کیا جانا ممکن ہے

۱۔ وہ احادیث وآثار جو صرف آپ کی فضیلت ومدح میں وارد ہوئی ہیں۔ آپ کے بعد والے ائمہ ان کے مصداق نہیں ہیں۔

۲۔ امام اعظم کی ولادت صحابہ کرام کے قرن میں ہوئی جس کے سراپا خیر ہونے کی شہادت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔

۳۔ آپ نے صحابہ کرام سے براہ راست روایت حدیث کی۔ دوسرے ائمہ کو یہ خصوصیت حاصل نہیں ہے۔

۴۔ بزمانہ تابعین آپ کے فتوے ظہور پذیر ہوئے۔ یہ شرف دوسرے حضرات کو حاصل نہیں۔

Marfat.com

۵۔ امام اعظم نے چار ہزار تابعین سے تلمذ و استفادہ حاصل کیا۔ اس خصوصیت میں کوئی دوسرا آپ کا سہیم نہیں ہے۔

۶۔ کبار تابعین اور علماء اسلام سے آپ کا روایت کرنا۔

۷۔ آپ کی افضلیت اور قوت اجتہادی سے بڑے بڑے مجتہدین نے اتفاق کیا ہے جو بعد والوں کو حاصل نہیں

۸۔ سب سے پہلے آپ نے احکام مستنبط فرمائے اور اجتہاد کے اصول و قوانین ترتیب دیئے اور احکام شرعی پھیلائے ہیں۔

۹۔ خلفاء اور بادشاہوں سے آپ نے ہدیئے اور تحفے قبول نہیں فرمائے بلکہ اپنے حلال مال سے فقہاء و علماء کی امداد کی۔

۱۰۔ آپ کی شہادت دنیا اور اس کی جاہ سے پہلوتہی کی بناء پر ہوئی یہ بھی آپ کی خصوصیت ہے۔

(یہاں چند احادیث و آثار نقل کیئے جاتے ہیں جو آپ کی تعریف میں روایت کیئے گئے ہیں)

۱۔ صدر کبیر نے اپنی ایک طولانی سند سے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری اُمت میں ایک شخص ہوگا جسے ابو حنیفہ کہا جائیگا جو قیامت کے روز میری امت کا چراغ ہوگا۔

۲۔ نیز دوسری سند سے صدر کبیر نے سند مذکورہ طولانی سے حضرت ابی سلمہ سے روایت کی ہے اُنہوں نے حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت کی ہے اُنہوں نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے فرمایا ہے کہ میری اُمت میں ایک مرد ہوگا اور قصری کی روایت میں ہے کہ میری اُمت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام نعمان اور کنیت ابو حنیفہ ہے (وہ میری اُمت کا چراغ ہے) یہ الفاظ آپ نے تین بار تکرار فرمائے۔ نیز ابان بن عیاش نے انس بن مالک سے روایت کیا ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میرے بعد ایک ایسا شخص آئیگا جسے نعمان بن ثابت کہا جائیگا ان کی کنیت ابو حنیفہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین اور میری سنت کو اس کے دستِ حق پر زندہ کریگا۔ نیز حضرت نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "میرے بعد ایک شخص ظاہر ہوگا جو ابی حنیفہ کی کنیت سے مشہور ہوگا اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں سے میری سنت کو زندہ کریگا۔" نیز عبداللہ بن مغفل سے مروی ہے اُنہوں نے فرمایا ہے کہ میں نے حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے سنا ہے کہ وہ فرما رہے تھے "کیا میں تمہیں ایسے شخص کی خبر نہ دوں جو تمہارے شہر کوفہ سے ہوگا جسکی کنیت ابو حنیفہ ہوگی اس کا دل علم و حکمت سے بھرپور ہوگا۔ آخری زمانہ میں اسکی وجہ سے ایک قوم ہلاک ہوگی جو اسکی مخالفت کرے گی۔ اس کو بنانیہ کہا جائیگا اس قوم کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کہ رافضی قوم جو شیخین ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی مخالفت کی وجہ سے ہلاک ہوگئی ہے۔" نیز سعید نے ضحاک سے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک چودھویں رات کا چاند سارے خراسان پر طلوع ہوگا جو ابی حنیفہ کی کنیت سے مشہور ہوگا نیز حسن بن اسماعیل نے سنداً روایت کیا ہے "میں حضرت حماد کی خدمت میں حاضر ہوا ان کے پاس

Marfat.com

حضرت امام ابو حنیفہؒ آئے تو ان کو حماد نے فرمایا "اے ابا حنیفہ کیا آپ وہی نعمان بن ثابت ہیں جن کے متعلق ہمیں ابراہیم نخعی نے بتایا تھا کہ وہ زمانہ کیا ہی منبرک ہوگا جس میں ایک مرد پیدا ہوگا جس کا نام نعمان ہوگا اور کنیت ابو حنیفہ ہوگی وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو زندہ کریگا اور اس کے بعد بھی احکام الٰہی ہمیشہ جاری رہیں گے جب تک اسلام باقی ہے۔ جس نے ان احکام پر عمل کیا وہ ہلاک نہ ہوگا۔ پس اے حماد! اگر اس کے ساتھ تمہاری ملاقات ہو جائے تو میری طرف سے ان کو سلام پہنچا دینا" نیز کعب احبار سے مروی ہے کہ وہ فرماتے تھے "میں علماء اور اہل علم کے اسماء کو ان کی صفات کے ساتھ لکھا ہوا پاتا ہوں مگر ایک ایسے شخص کے نام کو جسکو نعمان بن ثابت کہا جائیگا کنیت ان کی ابو حنیفہ ہوگی علم اور فقہ۔ عبادت۔ حکمت اور زہد میں وہ بڑا پایہ رکھتا ہوگا۔ وہ اپنے زمانہ کے اہل علم کا سردار ہوگا جو اس کا تابع ہوگا وہ ہدایت پائیگا اور آپ ان میں چودھویں رات کا چاند ہونگے۔ آپ مغبوط زندگی بسر کریں گے اور ان کو شہادت نصیب ہوگی" عبداللہ ابن المبارک سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا مجھے ابن لہیعہ نے خبر دی ہے انہوں نے فرمایا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے ہر ایک قرن میں سابقین ہونگے اور ابو حنیفہ اس امت کے سابق ہیں۔ فرمایا میں نے امام شافعیؒ سے سنا کہ وہ فرما رہے تھے "میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے تبرک حاصل کرتا ہوں نیز میں ان کی قبر پر جاتا ہوں اور اپنی حاجت روائی کے واسطے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں تو میں وہاں سے اٹھنے نہیں پاتا یعنی جلد ہی میری حاجت پوری ہو جاتی ہے" نیز مجھے صدر کبیر شرف الدین احمد بن المواید المکی الخوارزمی

Marfat.com

نے مندرجہ ذیل اشعار سناتے ہوئے فرمایا کہ مجھے صدر الائمہ ابو المؤید موفق احمد المکی نے اپنے مولفہ اشعار سنائے کہ:۔

رسول اللہ قال سراج دینی ۔۔۔۔ وامتی الهداة ابو حنیفه

رسول اللہؐ نے فرمایا ابو حنیفہ میرے دین کے چراغ ہونگے اور میری امت کے ہادیوں میں سے ہونگے

غداً بعد الصحابه فی الفتاویٰ ۔۔۔۔ لاحمد فی شریعة خلیفه

صحابہ کرام کے بعد فتوی دینے میں مشہور ہونگے اور رسول اللہ صلعم کی شریعت کے خلیفہ ہونگے۔

سدی دیباج فتیاه اجتهاد ۔۔۔۔ ولحمة من الرحمٰن خیفه

ان کا فتوہ دیباج کی تانی جیسا ہوگا ان کا گوشت اللہ کے خوف سے کانپتا ہوگا۔

دوسری قسم آپ کے ان مناقب اور فضائل میں جس میں آپ کے ساتھ آپ کے بعد کے لوگ شریک نہیں۔

۱۔ آپ صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں پیدا ہوئے ہیں۔ جیسا کہ مجھے شیخ معمر نے ایک طویل سند سے یوں خبر دی ہے کہ میں نے مزاحم بن داؤد بن علیہ سے سنا۔ مزاحم نے اپنے باپ علیہ سے یوں روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ۶۱ھ میں ہوئی اور آپ نے ۱۵۰ھ میں وصال فرمایا" یہ قول وہ ہے جسے حسن خلال نے روایت کیا ہے لیکن مشہور قول کی رو سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے ہیں۔

۲۔ ابی سعید سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے واقدی سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے میں نے حضرت حماد بن ابی حنیفہ سے سنا کہ وہ فرماتے تھے میرے باپ امام ابو حنیفہؓ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے ہیں اسی طرح حافظ ابو القاسم طلحہ بن

Marfat.com

محمد بن جعفر سفار نے اپنی مسند میں لکھتے ہوئے فرمایا ہے کہ آپ کے زمانے میں عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب اور امامۃ الباہلی۔ واثلۃ بن الاسقع۔ عمرو بن حریث۔ عبداللہ ابن ابی اوفی اور نیز صحابہ کی کافی جماعت نے وفات پائی۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ آپ صحابہ ہی کے زمانے میں پیدا ہوئے ہیں۔ اور صحابہ کا زمانہ وہ زمانہ تھا جس کی خیریت کی شہادت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی اور اس زمانے کے لوگوں کو عدالت کے ساتھ موصوف فرمایا تھا۔" پس بیشک اصحابہ حدیث نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ بعض نے آپ کو قرن ثانی میں رکھا ہے اور بعض نے آپ کو قرن ثالث میں۔ لیکن پھر بھی اُنہوں نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ قرن ثالث ہی میں گزرے ہیں جنکی خیریت کی شہادت حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی نیز اُنہوں نے اس پر بھی اتفاق کیا ہے کہ آپکی ولادت قرن اول ہی میں تھی لیکن آپکا عروج پانا قرن ثانی میں تھا جسمیں آپنے اجتہاد کیا۔ "خوارزمی فرماتے ہیں صدر ائمہ ابوالمؤید موفق بن احمد المکی خوارزمی نے اپنے اشعار جو آپ نے امام ابوحنیفہؒ کی شان میں مرتب فرمائے تھے مجھے سنائے تھے ان میں سے ایک یہ ہے۔ اور باقی کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

غدا مذهب نعمان خير المذاهب　　　هكذا القمر الوضاح خير الكواكب

یعنی حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کا مذہب جمیع مذاہب میں بہترین مذہب ہے، اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ ستاروں میں چاند نمایاں ہوتا ہے اور اس کا تفقہ خیر القرون میں تقویٰ کے ساتھ ہے اور اس کا مذہب بہترین مذاہب میں سے ہے۔

تیسری قسم آپ کے فضائل اور مناقب میں جس میں آپ کے بعد کے لوگوں میں سے کسی کو شرکت حاصل نہیں۔

Marfat.com

۱۔ انہوں نے صحابہ کرامؓ سے، روایت کیا ہے، علماء اس پر متفق ہیں۔ لیکن کتنے صحابہ سے روایت کیا ہے اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض تو ان میں سے وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے چھ اشخاص اور ایک عورت سے روایت کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ نے پانچ صحابہ سے روایت کیا ہے اور ایک صحابیہ سے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ نے سات صحابہ اور ایک صحابیہ سے روایت کی ہے۔

چوتھی قسم آپ کے ان فضائل اور مناقب میں جن میں آپ کے ساتھ آپ کے بعد کے لوگ شریک نہیں آپ ان مناقب اور فضائل میں یگانہ ہیں۔ آپ نے تابعین کے زمانے ہی میں اجتہاد کیا اور ان ہی کے زمانے میں فتوے بھی دیا۔ صاحب درمختار اور طحطاوی نے کہا ہے" فقہ کا بیج عبداللہ بن مسعودؓ نے بویا اور علقمہ نے اس کی آبپاشی کی۔ ابراہیم نخعی نے اسے کاٹا۔ حماد نے اسے صاف کیا۔ ابوحنیفہ نے اسے پیسا۔ ابو یوسف نے اسے گوندھا۔ محمد نے اس سے روٹیاں پکائیں۔ تمام لوگ ان سے کھا رہے ہیں۔ بعض نے مذکورہ مضمون کو ایک شعر میں یوں منظوم کیا ہے۔ ؎

الفقہ ذرع بن مسعود وعلقمۃ حاصدہ ثم ابراھیم داس

یعنی فقہ کی ابن مسعود نے کھیت بنائی۔ علقمہ نے اسے کاٹا۔ ابراہیم نے اسے صاف کیا

نعمان طاحنہ یعقوب عاجنہ محمد خابزہ والاکل الناس

نعمان نے اسے چکی میں ڈال کر آٹا بنایا یعقوب نے اسے گوندھا۔ محمد نے اسکی روٹیاں پکائیں۔ لوگ اسے کھا رہے ہیں۔

امام اعظم کے علم کا امام محمد کی جامعین زیادات اور نوادر جیسی تصانیف سے

Marfat.com

پتہ چلتا ہے یہانتک کہ کہا جاتا ہے کہ امام محمد نے علوم دینیہ میں نوسو ننانوے کتابیں تصنیف فرمائی ہیں ان کے شاگردوں میں سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ امام محمد نے امام شافعی کی والدہ صاحبہ سے شادی کی تھی اسی وجہ سے امام محمد نے اپنا سارا کتب خانہ اور اپنا مال امام شافعیؒ کے سپرد کر دیا تھا اور اسی وجہ سے امام شافعی فقیہ بنے اور امام شافعی نے خود انصاف کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جو فقہ سیکھنا چاہے وہ امام ابی حنیفہؓ کے شاگردوں کا اتباع کرے کیونکہ امام اعظمؒ کے شاگردوں کے سامنے حقائق آسان ہو گئے تھے۔ خدا کی قسم میں تو حضرت امام محمد بن الحسن کی کتابوں سے فقیہ ہوا ہوں۔ نیز اسماعیل بن ابی رجا نے فرمایا ہے کہ میں نے امام محمد کو خواب میں دیکھا اور ان سے دریافت کیا کہ خداوند تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا تو آپ نے جواب دیا کہ خداوند تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور فرمایا کہ اگر میں تمہیں عذاب دینا چاہتا تو تم کو عالم دین نہ بناتا۔ پھر میں نے امام موصوف سے دریافت کیا کہ امام ابو یوسف کس درجہ میں ہیں تو آپ نے فرمایا کہ امام ابو یوسف مجھ سے دو درجے اوپر ہیں۔" پھر میں نے دریافت کیا کہ امام ابو حنیفہ کس مقام میں ہیں۔ آپ نے جواب دیا وہ اعلیٰ علیین میں ہیں اور کیوں نہ ہوں انہوں نے تو صبح کی نماز چالیس برس عشا کے وضو سے پڑھی ہے نیز پچپن حج کیئے ہیں اور آپ نیند میں سو بار اللہ کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں۔" آپ کا قصہ مشہور ہے کہ آپنے آخری دفعہ جب حج کیا تو اثنائے حج میں آپ نے کعبۃ اللہ میں دخول کی اجازت چاہی۔ چنانچہ آپ رات کے وقت بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے اور اس کے دونوں ستونوں کے درمیان دائیں پاؤں پر کھڑے ہوئے اور بایاں

Marfat.com

پاؤں اس پر رکھا اور نصف قرآن ختم کیا۔ پھر رکوع اور سجود کیے پھر اپنے بائیں پاؤں پر کھڑے ہوئے اور دایاں پاؤں اس پر رکھا اور نصف قرآن ختم کیا۔ پھر سلام پھیر کر روئے اور اپنے رب کی بارگاہ میں نہایت ہی عجز و زاری سے عرض کی کہ اے بار خدایا! آپ کے اس ضعیف بندہ نے آپ کی عبادت کرنے کا پورا پورا حق ادا نہیں کیا لیکن تیری معرفت کو پورا پورا پہچان لیا ہے۔ پس آپ اس کمال معرفت کے پہچاننے کی بدولت میری ان تمام کوتاہیوں کو جو مجھ سے تیری عبادت میں سرزد ہوئی ہیں معاف فرما دیں۔ ہاتف نے بیت اللہ شریف کی ایک طرف سے آواز دی کہ اے ابو حنیفہ تو نے ہمیں خوب پہچانا اور ہماری خوب عبادت کی اور اچھی خدمت کی۔ ہم نے آپکو اور آپ کے مذہب کے ان سب متبعین کو جو قیامت تک ہونگے بخش دیا ہے۔

نیز حضرت امام ابو حنیفہؒ سے پوچھا کہ آپ کس چیز کے ذریعے مقامات کو پہنچے ہیں؟ آپ نے جواب دیا۔ "میں نے فائدہ پہنچانے میں بخل نہیں کیا اور نہ ہی فائدہ لینے سے پیچھے ہٹا ہوں۔" مسافر بن کدام نے فرمایا۔ "جس نے امام اعظمؒ ابو حنیفہ کو اپنے اور اللہ تعالیٰ کے مابین واسطہ بنایا تو میں امید کرتا ہوں کہ وہ کسی چیز سے نہیں ڈریگا۔" اسی مضمون پر موصوف نے دو شعر بھی فرمائے ہیں۔ ؎

حسبی من الخیرات ما اعددتہ ۔ یوم القیامۃ فی رضی الرحمٰن
دین النبی محمد خیر الوریٰ ۔ ثم اعتقادی مذہب النعمان

یعنی میرے لئے تمام بھلائیوں سے بہتر قیامت کے روز خداوند کریم کی رضا جوئی میں حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی اطاعت کرنا اور حضرت امام اعظم

Marfat.com

نعمان بن ثابت کے مذہب کا اعتقاد رکھتا ہے ''

نیز حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بنی آدم مجھ پر فخر کرتا ہے اور میں اپنی اُمت میں سے ایک مرد پر فخر کرتا ہوں جسکا نام نعمان ہوگا اور کنیت ابو حنیفہ ہوگی وہ میری اُمت کا چراغ ہوگا۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے '' جمیع انبیاء علیہم السلام مجھ پر فخر کرتے ہیں اور میں ابو حنیفہ پر فخر کرتا ہوں جس نے اسے دوست رکھا اس نے گویا مجھے اپنا دوست سمجھا اور جس نے اسکے ساتھ بغض رکھا اس نے گویا میرے ساتھ بغض رکھا۔ اسی طرح شرح مقدمہ ابی اللیث میں منقول ہے۔ کتاب ضیاء المعنوی میں فرمایا ہے کہ ابن الجوزی کا یہ قول کہ حدیث مذکورہ موضوع ہے محض تعصب ہے کیونکہ یہ حدیث مختلف طریق سے روایت کی گئی ہے۔ نیز جرجانیؒ نے حضرت امام اعظمؒ کے مناقب میں اپنی سند کو سہل بن عبداللہ تستریؒ سے ملاتے ہوئے روایت کی ہے کہ سہلؒ نے فرمایا '' اگر موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کی امت میں ابو حنیفہؒ جیسے افراد ہوتے تو وہ نصرانی اور یہودی نہ ہوتے '' حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مناقب بے شمار ہیں۔ آپ کے مناقب کا شمار کرنا محال ہے۔ آپ کے مناقب میں ابن جوزی کے داماد نے ضخیم جلدیں تصنیف کی ہیں اس کا نام الانتصار الامام الائمۃ الامصار نام رکھا ہے۔ دوسرے لوگوں نے بھی آپ کے مناقب وفضائل میں بہت کتابیں تصنیف کی ہیں۔ حاصل یہ کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن شریف کے معجزے کے بعد بڑے معجزوں میں سے ایک معجزہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ کے مناقب میں سے آپ کے مذہب کا

Marfat.com

شہرت حاصل کرنا بھی ایک ایسی منقبت ہے جو کفایت کرتی ہے۔ آپ کا کوئی ایسا قول نہیں جسکو کسی بڑے عالم نے اپنے لئے دلیل نہ بنایا ہو۔ آپ کا مذہب آپ کے ساتھیوں اور آپ کے ماننے والوں کے لئے آپکے زمانے سے لیکر اب تک مشعل راہ ہے۔ آپ کا مذہب قیامت تک جاری رہیگا حتیٰ کہ آپ ہی کے مذہب کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام فیصلہ کرینگے۔ یہ اس بات کی عظمت کی دلیل ہے کہ تمام بڑے بڑے علماء میں سے حضرت امام ابو حنیفہؒ کو اس کام کے لئے خصوصیت دی گئی ہے۔ اور کیوں نہ ہو جبکہ وہ صدیقؓ کی مانند ہیں۔ آپ کے لئے اپنا بھی اجر ہے اور قیامت تک ہر اُس شخص کا اجر بھی ہے جس نے فقہ مدون کی اور اُسکے احکام کو فقہ کے اصول پر مرتب کرکے جزئیات نکالیں۔ بہت سے اولیاء کرام آپ ہی کے مذہب کے متبع ہیں جیسے ابراہیم ادہمؒ شفیق بلخیؒ۔ معروف کرخیؒ۔ ابی یزید بسطامیؒ فضیل ابن عیاضؒ۔ داؤد طائیؒ۔ ابی حامد اللغافؒ۔ خلف بن ایوبؒ۔ عبداللہ بن مبارکؒ۔ وکیع بن الجراحؒ۔ ابی الوراقؒ اور بہت سے علماء اور اولیاء جنکا شمار کرنا مشکل ہے۔ اگر یہ حضرات کسی قسم کا شبہ پاتے تو آپکے مذہب کی اتباع اور آپ کے مستنبط احکام کی موافقت نہ کرتے اُستاد ابوالقاسم قشیری نے جو اپنے مذہب کے معاملے میں بہت سخت تھے اپنے رسالے میں فرمایا ہے۔ "میں نے اُستاد ابی علی الدقاق سے سنا کہ وہ کہتے تھے میں نے یہ طریقہ ابوالقاسم نصرآبادی سے حاصل کیا اور وہ فرماتے تھے کہ میں نے اسے شیخ شبلی سے لیا۔ اور اُنھوں نے سری سقطی سے لیا اور داؤد طائی نے علم اور طریقہ حضرت امام ابو حنیفہؒ سے حاصل کیا۔" ان جمیع مشائخ اور علماء نے حضرت امام اعظمؒ کو مانا اور آپ کی

ثنا اور تعریف کی اور آپ کی افضلیت کا اقرار کیا ہے۔ یہ حضرات حضرت امام اعظمؒ کے مذہب کی اتباع پر فخر کرنے اور اقرار کرنے میں کوشاں تھے۔ یہ سب کے سب اس طریقہ کے امام اور شریعت و حقیقت کے مالک تھے۔ اس کے باوجود بھی کیا اے بھائی ان بزرگوں کی سچی پیروی کرنے میں آپ کو کسی قسم کا تردد ہے اگر ہے تو بڑا تعجب ہے۔ بعد میں آنے والوں نے ان بزرگوں کی اتباع کی ہے اور جس نے ان بزرگوں کے معتمد طریقہ کے خلاف کیا وہ مردود اور بدعتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ امام اعظمؒ اپنے زہد۔ ورع۔ عبادت۔ علم۔ فہم میں اپنی نظیر آپ تھے۔ ابن المبارک نے آپ کی مدح میں مندرجہ ذیل اشعار فرمائے ہیں:- اشعار

لقد زان البلاد ومن علیہا　　　امام المسلمین ابوحنیفہ

یعنی مسلمانوں کے امام ابوحنیفہؒ نے احکام اور احادیث و فقہ کے ذریعہ تمام شہروں کے باشندوں کو زینت دی۔

باحکام و آثار و فقہ　　　کآیات الزبور علی الصحیفہ

جو ایسی ظاہر ہے جیسے قرآنی آیات کتاب میں

فما فی المشرقین لہ نظیر　　　ولا فی المغربین ولا بکوفہ

کوفہ اور مشرق و مغرب میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا۔

فقام مشمراً سہر اللیالی　　　وصام نہارہ اللہ خیفہ

وہ ساری ساری رات خدا کی یاد میں جاگا کرتا اور دن کو اس سے ڈرتے ہوئے روزے رکھا کرتا

فمن کان بحیفۃ فی علاہ　　　امام للخلیفہ والخلیقہ

امام اعظم جیسا بلند مراتب کا مالک کون ہے جو جمیع لوگوں کا امام اور خلیفہ ہے۔

Marfat.com

۶۔ رأیت العائبین له سفاها　　خلاف الحق مع حجج ضعیفہ

میں نے آپ میں عیب نکالنے والوں کو بیوقوف پایا اور حق کیخلاف کمزور دلائل رکھنے والا

۷۔ وکیف یحل ان یوذی فقیه　　له فی الارض آثار شریفہ

ایک فقیہ کو ایذا پہنچانا کیسے صحیح ہوسکتا ہے جبکہ دنیا میں اسکی بزرگ نشانیاں موجود ہیں

۸۔ فقد قال ابن ادریس مقالا　　صحیح النقل فی حکم لطیفہ

امام شافعی نے کیا ہی خوب ذی حکم اور عمدہ بات فرمائی ہے

۹۔ بان الناس فی فقه عیال　　علیٰ فقه الامام ابی حنیفہ

کہ سارے لوگ فقہ میں حضرت امام ابو حنیفہ کے سامنے بمنزلہ عیال کے ہیں

۱۰۔ فلعنة ربنا اعداد رمل　　علی من رد قول ابی حنیفہ

پس اس شخص پر خدا کی طرف سے ریت کے ذروں کے برابر یعنی لاتعداد لعنت ہو

جس نے حضرت امام ابو حنیفہؒ کے قول کو رد کیا۔

اور یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت امام اعظمؒ کے والد ثابتؓ نے حضرت امام علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی زیارت کی تھی تو انہوں نے ثابتؓ اور آپ کی اولاد کے لئے برکت کی دعا کی تھی۔ اور یہ بھی صحیح ہے کہ حضرت امام اعظمؒ نے سات صحابہ سے حدیث سنی تھی نیز آپ سات سال کی عمر میں بیسؓ صحابہ کی زیارت سے مشرف ہوئے یہ بھی صحیح ہے کہ حضرت انس۔ حضرت جابر۔ ابن ابی اوفیٰ۔ عامر۔ ابو الطفیل۔ ابن ... ابن جزءؓ۔ اور بنت عجرہ سے آپ نے روایت کی ہے۔ آپ نے بغداد میں وفات فرمائی ہے۔

بھائی جان آپ کو معلوم ہو کہ کتاب مستطاب شرح سفر السعادۃ ج...

Marfat.com

عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے اس میں سے چند کلمات چاروں مذہب کے حصر کے متعلق لکھتا ہوں تاکہ متردد لوگوں کے دلوں سے اس کے متعلق تشویش رفع ہوجائے۔ صاحب کتاب نے اولاً چاروں اماموں کے نام اور تاریخ ولادت و انتقال اور ہر ایک کے احوال اور مراتب کو باتفصیل لکھتے ہوئے فرمایا ہے کہ " یہ چاروں حضرات (امام ابوحنیفہؒ۔ امام مالکؒ۔ امام شافعیؒ۔ امام احمدؒ) امامان دین اور مقتدایان ملت ہیں۔ جنہوں نے احادیث میں باہمی ربط قائم کیا ہے۔ نیز صحابہ اور سلف صالحین کے اقوال میں باہمی تطبیق دی ہے۔ ناسخ اور منسوخ کی تفسیر اور تاویل کو بیان کیا ہے۔ انہوں نے اس بارہ میں بے انتہا کوشش فرمائی ہے۔ قیاس اور اجتہاد کے ذریعہ انہوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے احکام کو مستنبط کیا ہے۔ باقی سب غیر مجتہدین کو ان کے طریقے کی اتباع کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔ مشائخ طریقہ اور ان کے بزرگ بھی ان ہی مذاہب کے پیروکار تھے۔ ہاں مگر وہ لوگ جنہوں نے اجتہاد کے مرتبہ کو پہنچتے ہوئے اپنے لئے ان کے موافق یا مخالف مسائل میں اجتہاد کیا ہے اور جو کہتے ہیں " الصوفی من لامذھب لہ " یعنی صوفی وہ ہے جس کا کوئی مذہب نہ ہو" اس کے یہ معنی نہیں کہ صوفیوں کے دین میں کوئی مذہب مختار نہیں اور نہ یہ کہ وہ ان چاروں مذاہب کے اماموں کے تابع نہیں اور نہ ہیں کہ جو بھی ان کی طبیعت چاہے اسی کے وہ متبع ہوں اور اسی کے وہ عامل ہوں بلکہ ان کے مذکورہ قول کی یہ توجیہہ کی گئی ہے کہ وہ مذاہب اربع کے بعض موقعوں میں سے ان موقعوں کو اختیار کرتے ہیں جس میں ورع اور احتیاط بہت زیادہ ہو۔ خواہ کوئی بھی مذہب ہو یا یہ توجیہہ ہوسکتی ہے کہ محدثین کے مذہب پر ہیں کہ جس حدیث کو وہ صحیح پاتے ہیں اسی پر

Marfat.com

عمل کرتے ہیں۔ محققین نے فرمایا ہے کہ یہ بھی علی الاطلاق صحیح نہیں ہے تحقیق یہ ہے کہ وہ اس مذہب کو جسکو انہوں نے اختیار کیا ہے اس کی جمیع روایات میں سے ان روایات کو اختیار کرتے ہیں جو زیادہ لائق احتیاط ہیں۔ یا ظاہر حدیث صحیح کے موافق ہوں، اگرچہ اس روایت کا ظاہر اس مذہب میں مشہور نہ ہو جس کے وہ متبع ہیں۔ ورنہ تو مذہب کا تفرق اور تعدد ظاہری اعمال کے تفرق کا موجب بن جاتا ہے۔ اور وہ باطن کے احوال کے تفرق اور عدم ضبط میں سرایت کر جاتا ہے (یعنی باطن کو بھی منتشر کر دیتا ہے) نیز محققین نے فرمایا ہے کہ توجہ کا قبلہ ایک ہونا چاہیئے خواہ وہ امام شریعت ہو یا شیخ طریقت ہو تاکہ توحید کی بنا محکم ہو جائے اور تحقیق کا قدم راسخ ہو جائے۔ کیونکہ اصل کا تفرق و اختلاف فرع کے تفرق اور اختلاف کا موجب ہوتا ہے۔ پس فقہ اور اصول اور تصوف کے لحاظ سے نفس کو ان اصولوں کا عادی بنایا جائے جن کی طرف رجوع کیا ہے۔ اور یہ کلمات شریفہ "استفت قلبك" جو حدیث میں آئے ہیں اسکا مطلب یہ ہے کہ اپنے دل سے فتویٰ طلب کر جو کچھ دل فرمائے اور جس چیز کا وہ حکم دے اس پر عمل کر۔ یہ یاد رہے ایسا کرنا تذبذب اور تردد کی صورت میں ہے یعنی ایسے مقام پر جہاں کہیں قرآن و حدیث اور علماء کے اقوال ایک دوسرے سے مختلف ہو جائیں اور ان میں تعارض واقع ہو جائے۔ اور جو حیرت اور تردد میں ڈال دے۔ تو ایسی صورت میں دل ہی سے پوچھنا چاہیئے۔ اور جس چیز کی طرف وہ رہنمائی کرے اسی کو ترجیح دے۔ اور جو قول اس کے دل میں بیٹھ جائے۔ تو وہ اس قول کو اختیار کرے اور اسی پر عمل کرے اور وہ بھی پاکیزہ و مطہر و منور قلب کے مادہ میں تقویٰ اور ایمان کے نور سے ہے جو کہ فراست کا نور ہے کہ جسکو ایمان کے جوہر میں پیدا کیا گیا ہے۔ جو حق ہے وہ اسے پالیتا ہے

Marfat.com

اور وہ شق و پہلو اختیار کرتا ہے جسمیں خیر و صواب ہو نہ یہ کہ جو بات دل میں آجائے اور شرعی دلائل کی طرف رجوع کیے بغیر اس پر عمل کرے کیونکہ ایسا کرنا الحاد کی طرف لیجانا ہے بلکہ جاہلوں کی سی لغزش ہے۔ اجمالاً یہ ہے کہ مذاہب حقہ اور منزل مقصود تک پہنچنے کے راستے اور دینی عمارت میں داخل ہونے کے دروازے یہی چار سچے مذاہب ہیں جس نے ان راستوں اور دروازوں کو اختیار کیا اس کے لیے کوئی اور دوسرے راستے اور دروازے اختیار کرنا محض فضول اور بیہودہ ہے۔ نیز یوں کہیے کہ عملی کار خانے کو ملیامیٹ کرنا اور مصلحت کی راہ سے دور جا پڑنا ہے۔

رہ سلوک میں سالک کو چاہیئے کہ ورع اور احتیاط جس مذہب کی روایات میں پائے اور جس کی دلیل قوی اور عمدہ ہو اور اس کا فائدہ عام ہو اور اس میں احتیاط زیادہ ہو تو اسی کو اختیار کرے اور رخصت اور مساہلہ کا راستہ اختیار نہ کرے۔ یہ طریقہ کار متاخرین کا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ طریقہ محکم اور نہایت ہی مضبوط ہے اس بارے میں اس گروہ کی حجت یہ ہے کہ جمیع حضرات کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متمسک اور دین متین کے حقیقی پیروکار ہیں اس کے علاوہ تعیین اور تخصیص کی دوسری کوئی اور وجہ کیا ہو سکتی ہے کہ نص قطعی ہے۔ "فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ حدیث نبوی اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم اسی کی طرف مشیر اور مصرح ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ "جو چیز تم نہیں جانتے وہ اہل علم سے دریافت کرو۔ ان سے جا کر سیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اصحاب کرام سیاروں کی مانند ہیں اور سب کے سب راستہ دکھلانے والے ہیں۔" دوسرے علماء کو بھی ان کے حکم میں جانو۔ حق بھی یہی ہے کہ یہ

Marfat.com

مذہب بظاہر انصاف کے زیادہ نزدیک ہے۔ اور سمجھ میں آنیکے زیادہ لائق ہے۔ لیکن علما کی قرارداد اور ان کی مصلحت اس آخری زمانہ میں مذہب کی تعیین اور تخصیص میں ہے نیز دینی اور دنیوی کارروائی ضبط و ربط اسی صورت میں ہی ہو سکتا ہے۔

ابتداءً ہر شخص مختار ہے کہ جس مسلک کو اختیار کرنا چاہے کر سکتا ہے لیکن کسی ایک کو اختیار کرنے کے بعد دوسرے مسلک کی طرف رجوع کرنا اور پہلے مختار مسلک کو چھوڑنے کے یہ معنی ہیں کہ وہ راہ اول اور مذہب اول سے بدظن ہو گیا اور وہم میں پڑ گیا ہے۔ پس اس طرح اعمال اور احوال میں تفریق پیدا ہو جاتی ہے۔ متاخرین علماء کی یہی قرارداد ہے۔ یہی طریقہ اُنہوں نے اختیار کیا ہے اور اسی میں خیر مضمر ہے۔ مگر اس آخری زمانے میں وہ مجتہدین جو فقہ و حدیث، زہد و ورع اور عبادت میں مشہور اور معروف تھے اُنہوں نے احادیث اور اقوال کی تتبع فرمائی اور ناسخ کو منسوخ سے صحیح کو سقیم سے جدا فرمایا ہے۔ ان کی تحقیق اور تاویل کرتے ہوئے ان میں باہمی تطبیق اور توفیق قائم کی ہے اور سب کو ایک مذہب قرار دیا ہے۔ اس زمانے کے عوام مسلمان بلکہ علماء کو یہ قوت اور طاقت کہاں نصیب ہے کہ یہ کام ان کے ہاتھ سے سرانجام ہو سکے۔ ان کے لئے بجز مجتہدین کرام کی متابعت کرنا اور ان کے قدم بہ قدم چلنے کے سوا دوسرا کوئی اور چارہ نہیں۔ یہ کام متقدمین و محدثین کے ہی لائق تھا۔ مجتہد کا حکم حقیقتاً کتاب اور سنت کا حکم ہے۔ لیکن چونکہ یہ حکم پوشیدہ ہے صریح نہیں ہے اس واسطے مجتہدین دین متین اور اماماں راہ یقین نے اس پوشیدہ حکم کو منصۂ ظہور پر جلوہ گر کیا۔ اور اشارات کو تصریحات سے تبدیل کیا۔ خدا ان کو ان کے اس عمدہ فعل کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔ (وصل) بعض لوگوں کے ذہن میں اس بات

Marfat.com

نے جگہ پکڑلی ہے کہ امام شافعی کا مذہب احادیث کے موافق ہے اور حضور کی متابعت اور اقتدا کا طریقہ ان کے مذہب میں بے انتہا پایا جاتا ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ رح کا مذہب رائے اور اجتہاد پر مبنی ہے اور احادیث کے بالکل مخالف ہے۔ یہ بات بالکل غلط اور کھلی جہالت ہے۔ وہ اتنا نہیں سمجھتے کہ اجتہاد میں اولیں شرط یہ ہے کہ کتاب اللہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سلف صالحین کے اقوال شریفہ کو لازمی مدنظر رکھا جائے۔ ان شرطوں کے لحاظ کے بغیر اجتہاد درست نہیں۔ اور چونکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قیاس اور اجتہاد اقدم اور اسبق ہے اور جمیع امت کے ہاں مسلم ہے پس اس صورت میں گمان کو کیا مجال ہے۔ اس بدگمانی اور اتہام میں پڑنے کا سبب یہ ہے کہ بعض ان محدثین کرام نے جو امام شافعیؒ کے مذہب کے پیرو اور متبع تھے اُنہوں نے کتابیں تصنیف کیں جیسے مصابیح، مشکوٰۃ نیز امثال دیگر جنہوں نے اپنے مذہب کے دلائل کی تتبع اور تفحص فرماتے ہوئے جمیع دلائل کو جمع کیا ہے اور احادیث میں اُنہوں نے حنفی مذہب پر طعن کیا ہے اور جرح سے کام لیا ہے۔ پس ان کے اس متعصبانہ رویہ کی وجہ سے لوگ بدگمانی اور اتہام میں پڑگئے۔ اکثر شوافع نے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ متعصبانہ پہلو اختیار کیا ہے۔ دیار عرب میں جو احناف کی کتابیں مشہور ہیں۔ ان کو زیر مطالعہ رکھا جائے تو حقیقت حال منکشف ہو جائے گی۔ اس مذہب میں مواہب الرحمت ایک کتاب ہے جس کے شارح نے اپنے اوپر یہ التزام رکھا ہے کہ وہ آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ میں سے دلائل پیش کریگا۔ ہدایہ شریف ہمارے ملک میں مشہور اور معتبر کتاب ہے، ہاں قدرے وہم کی گنجائش اس میں اس لئے ہوسکتی ہے کہ اس کے مصنف نے اکثر کام کی بنا دلائل عقلیہ پر رکھی ہے اور جو حدیث بھی وہ

Marfat.com

لایا ہے وہ محدثین کے ہاں ضعف سے خالی نہیں۔ شاید آنجناب نے علم حدیث میں شغل کم رکھا تھا لیکن ھدایہ کی شرح میں شیخ ابن الھمام نے مصنف علیہ الرحمۃ کی تمام کمیوں کو پورا کر دیا ہے اور اس نے کتاب ہدایہ کے بنانے میں نہایت تحقیق سے کام لیا ہے۔ نیز بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ کے پاس صندوقیں تھیں جس پر اُنہوں نے اپنی مسموعہ حدیثیں ضبط فرمائی تھیں اور یہ کہتے ہیں کہ جن مشائخ سے حضرت امام اعظم نے احادیث روایت کی ہیں وہ تابعین میں سے تین سو کی تعداد تک پہنچتے ہیں۔ اور جن لوگوں نے حضرت امام اعظمؒ کے مسند کی روایت کیا ہے ان کی تعداد پانچسو ہے۔ آپ کے کل اساتذہ جن سے آپ نے علم پڑھا چار ہزار اشخاص ہیں ایک گروہ نے آپ کے اساتذہ کو حروف تہجی کی ترتیب پر جمع فرمایا ہے۔ جن احادیث سے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تمسک فرمایا ہے اور حضرت امام اعظمؒ نے ان احادیث کو نہیں لیا اور نہ ہی ان کے ساتھ تمسک کیا ہے تو اس واسطے لوگوں نے یہ گمان کر لیا ہے کہ حضرت امام اعظمؒ کا مذہب احادیث کے مخالف ہے۔ حالانکہ وہ یہ نہیں جانتے کہ جن احادیث سے امام صاحب نے تمسک فرمایا ہے وہ نہایت صحیح اور ازحد قوی ہیں۔ حضرت امام شافعیؒ کی مروی احادیث ان تک نہیں پہنچ سکتیں حضرت امام شافعیؒ کی مروی احادیث صحیحین میں ہیں۔ فی الحقیقت مذہب حنفی جامع معقول و منقول ہے۔ یہ مانا کہ اکثر اوقات میں آنجناب کی یہی عادت کریمہ رہی ہے کہ اپنے مذہب کی تفہیم اور تبیین میں عوام کے طبائع کا لحاظ رکھتے ہوئے جو معقول و منقول دونوں دلائل کے باہمی تطابق اور توافق کے عادی ہیں اور جو نقل کی عقل سے تائید چاہتے ہیں معقول دلیل پر اکتفا فرمایا ہے اور ان کی تسلی اور تشفی کے

Marfat.com

واسطے اس کے بیان کو واضح کرنے میں کوشش فرمائی ہے۔ ورنہ تو آپ کا اصل تمسک اور استدلال کتاب وسنت اور اقوال سلف ہی سے تھا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انہوں نے کتاب وسنت اور اجماع کو چھوڑتے ہوئے قیاس کے ساتھ تمسک فرمایا۔ حالانکہ اس (قیاس) کے ساتھ عمل کرنے کی شرط ان اصول (کتاب وسنت واجماع) کی عدم موجودگی ہے جیسا کہ کتب اصول فقہ میں ان کے مذہب پر مقرر ہوا ہے اور ان کے یہ عقلی دلائل اصل میں بعض احادیث کی ترجیح اور تائید کے واسطے ہیں تاکہ وہ قیاس کے موافق ہو جائیں اور ضرور وہ احادیث جو موافق قیاس ہوں ارجح ہونگی جیسا کہ اصول فقہ میں مقرر ہو چکا ہے نہ یہ کہ نص کے مقابلہ میں قیاس کیا جائے اور نیز زمانہ متاخرین میں احادیث کی صحت اور ضعف کا حکم زمانہ سابق کے برخلاف ہے۔ اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ ایک حدیث اُن کے زمانہ میں بوجہ اجتماع شرائط صحت وقبول صحیح ہووے کیونکہ اُن کے اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف ایک واسطہ تھا یں دوسرے راویوں کی جانب سے جو کہ اُن کے بعد آئے ایک طرح کا ضعف پیدا ہو گیا۔

پس متاخرین محدثین کا ایک حدیث پر ضعف کا حکم لگانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حدیث مثلاً حضرت امام ابوحنیفہؒ کے زمانہ میں بھی ضعیف ہو۔ یہ نکتہ بعض محققین کے کلام سے ظاہر ہے جیسا کہ انہوں نے بیان کیا ہے کہ حدیث پر تواتر، شہرت اور وحدت کا حکم لگانا صدر اول یعنی قرن اول ہی میں معتبر ہے ورنہ تو بہت سی احادیث جو اس وقت آحاد ہوں اور بعد میں کثرت طرق کی وجہ سے اور اس علم کے طالبوں اور جمع کرنیوالوں کی کثرت کے باعث یہ احادیث مرتبہ شہرت کو پہنچ جائیں۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے فضل وکمال کی کثرت اور حد درجہ ممتاز ہونے کی

Marfat.com

وجہ سے جمیع عالم کے مضبوط اور محسود ہو گئے تھے یعنی دنیا ان سے حسد کرنے لگی تھی۔ متاخرین شافعیہ سے کیا گلا جب کہ بعض متقدمین شوافع نے بھی آپ کے ساتھ حسد رکھا ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے جو سب سے زیادہ افضل ہو گا لوگ اس سے زیادہ سے زیادہ حسد کریں گے۔ لیکن امام شافعیؒ کو دیکھئے کہ وہ امام اعظمؒ اور آپ کے متبعین اور اصحاب کی مدح میں فرماتے ہیں: "الناس کلھم عیال علی فقہ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ" یعنی سارے لوگ حضرت امام ابی حنیفہؒ کے سامنے بمنزلہ عیال کے ہیں"۔ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں فرماتے ہیں۔ "کہ اگر اہل کتاب یہود و نصاریٰ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کو دیکھیں تو بلا اختیار ایمان لے آئیں"۔ اور امام حافظ ابن حزم فرماتے ہیں۔ "امام ابی حنیفہؒ کے تمام اصحاب اس پر متفق ہیں کہ حدیث کی اسناد جتنی بھی ضعیف ہوں وہ اس قیاس سے اولیٰ اور مقدم ہے جس بارہ میں کیا جائے۔ مگر ہاں جب ضرورت کی حد کو پہنچ جائے تب قیاس پر عمل کرے اور کسی صورت میں بھی اگر ممکن ہو سکے تو حدیث پر عمل کرنے کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کئی اقسام حدیث پر قیاس کو مقدم رکھتے ہیں اس کے متعلق مفصل بیان کیا گیا ہے جو علم اصول فقہ میں دیکھنا چاہئے۔ قیاس کے اقسام میں سے قیاس مؤثر پر بھی عمل نہ کرے اور قیاس تناسب۔ قیاس شبہ۔ قیاس طردیہ سب ان کے نزدیک متروک و غیر معمول ہیں۔ نیز انہوں نے کئی مواضع میں حدیث کے ساتھ قیاس کو ترک کیا ہے اگر ان کو بیان کروں تو بات لمبی ہو جائے گی۔

ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت صحابی کی تقلید کو واجب جانتے ہیں جبکہ وہ اپنے اجتہاد سے کہے اور ایسے موقع پر امام شافعی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمیں صحابی کی۔

Marfat.com

تقلید اس کے اپنے اجتہاد پر کرنی واجب نہیں کیونکہ وہ بھی انسان تھے اور ہم بھی ان جیسے انسان ہیں. نقل مشہور ہے کہ ایک بار حضرت امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا" مجھے لوگوں پر تعجب آتا ہے کہ وہ کہتے ہیں میں اپنی رائے کے موافق فتویٰ دیتا ہوں حالانکہ میں فتویٰ ہرگز اپنی رائے کے موافق نہیں دیا کرتا مگر ان پر جو مشہور اور مروی ہے۔ حضرت امام عبداللہ بن مبارکؒ نے فرمایا ہے کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جو چیز میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے آئے تو وہ مجھے سر آنکھوں پر تسلیم ہے اور جو قول مجھے صحابہؓ سے پہنچے تو بھی میں اسے اختیار کرتا ہوں ان کے قول کو نہیں چھوڑتا لیکن جب میرے پاس تابعین سے کوئی چیز پہنچے تو چونکہ ہم اور وہ برابر ہیں اس واسطے ہمارے لئے تقابل ضروری ہے اور ہم حق کی تحقیق میں ان کے ساتھ بحث کرینگے اور معاملہ کی تہہ تک پہنچیں گے۔ نیز فضیل بن عیاض سے نقل ہے کہ جب حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر کوئی حدیث پیش کی جاتی تو وہ اسکی متابعت فرماتے اور اگر صحابہ رضی اللہ علیہم اجمعین اور متقدمین تابعین کا قول ان کے پاس پہنچتا تو بھی اس کی متابعت کرتے اور اس کا اقتدا فرماتے ورنہ تو اجتہاد فرماتے۔ نیز کتابوں میں لکھا ہے کہ جب کوئی مسئلہ ان کے سامنے پیش ہوتا تو آپ اس میں بڑی مدت تک اپنے احباب کے ساتھ بحث فرماتے اور حق کی تحقیق و تفتیش فرمایا کرتے تھے۔ بعد ازاں اس مسئلہ کا جواب عطا فرماتے۔

بڑے بڑے امام اور اہل حدیث و فقہ کے متقدمین میں آپ کے احباب دین کا شمار ہے۔ جو سب کے سب زہد۔ ورع اور تقوے میں بے نظیر تھے۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ نیز علما اس بات پر متفق ہیں کہ تقاضہ نفس کی خاطر ان کے مذہب سے

Marfat.com

دوسرے مذہب کی طرف رجوع کرنا درست نہیں۔ جیسا کہ کتاب درمختار باب التعزیر میں لکھا ہے کہ "جو شخص امام شافعیؒ کے مذہب کی طرف پلٹ جائے تو وہ تعزیر لگایا جائے۔" فقط

مذہب حنفیہ کے محبین اور معتقدین کے لئے یہی کچھ کافی ہے۔ والسلام وصلی اللہ تعالیٰ علےٰ خیر خلقہٖ محمد والہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

مکتوب ۲۳ تیئیسواں بنام سید حیدر شاہ صاحب

حضرت سید المرسلین کے روضہ مبارک کی زیارت کرنا اور آپ کے توسل سے دعا مانگنا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اخوی داعزی وارشدی ملا سید حیدر شاہ صاحب اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں جمیع دینوی اور انفسی بلیات وآفات سے محفوظ رکھے اور شریعت مطہرہ پر آپ کو ثبات واستقامت بخشے۔

فقیر حقیر لاشئے دوست محمد آج ۱ ماہ ذی الحج تک بفضل تعالیٰ خیریت سے ہے۔ آپ نے معلوم کیا ہے کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنا واجب ہے یا سنت یا مستحب۔ اور اصحاب کرام وسلف صالحین کا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے استمداد اور توسل حاصل کرنے کے متعلق کیا طریقہ کار رہا ہے

Marfat.com

عزیزم اس کے متعلق اجمالاً تحریر کرتا ہوں۔ آپ کو معلوم ہو کہ حضرت سید المرسلین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی روضہ شریف کی زیارت کرنا باجماع اہل سنت والجماعت وباجماع جماعت سلف وخلف قولاً وفعلاً جمیع سنن سے زیادہ افضل اور جمیع مستحبات سے زیادہ موکد ہے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں " رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنا بالاتفاق سنت ہے۔ اور ایک ایسی فضیلت ہے جس کی بڑی ترغیب دی گئی ہے۔ بعض مالکی علماء نے آنجناب کے روضہ مقدس کی زیارت واجب لکھی ہے اور ان میں سے بعض نے اس قول مذکورہ کے وجوب کی یہ تاویل کی ہے کہ زیارت کرنا سنت واجبی ہے۔ گویا سنن واجبی سے مراد سنن مؤکدہ ہے۔ اکثر علماء کی یہ رائے ہے کہ حج کی ادائیگی کے بعد آن حضورؐ کے روضہ شریف کی زیارت سنت ہے۔ قاضی حسین رحمۃ اللہ علیہ جو مشہور شافعی علماء میں سے ایک مشہور عالم ہیں فرماتے ہیں کہ جب حاجی حج سے فارغ ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ ملتزم میں جاکر دعا کرے اور پھر مدینہ شریف جائے اور حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ شریف کی زیارت سے مشرف ہو۔ قاضی ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حج اور عمرہ کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ شریف کی زیارت شریف کا قصد کرنا چاہیے۔ حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حاجیوں کے لئے بہتر ہے کہ ابتدا مکہ مکرمہ سے کرے اور احکام حج بجا لانے کے بعد مدینہ شریف جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ شریف کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ احناف کے نزدیک آنحضور کی زیارت جمیع مستحبات سے افضل اور درجہ واجبات کے قریب ہے۔ چاروں مذاہب کے علماء نے فرمایا ہے کہ پہلے ارکان حج

Marfat.com

ادا کیے جائیں۔ لیکن بعض سلف نے تقدیم حج کے باوجود پہلے مدینہ منورہ کی طرف جانے کو لازم قرار دیا ہے۔ اجمالاً یہ ہے کہ بعض تابعین میں آپس میں اس بات پر اختلاف ہے کہ مدینہ شریف پہلے جایا جائے یا مکہ معظمہ۔ تاج الدین سبکیؒ نے اصول اربعہ کے ذریعے حضور کی زیارت شریف کی فضیلت اور ثواب کو ثابت کیا ہے۔

کتاب اللہ کے ذریعہ سے تو یوں ثابت ہوتا ہے کہ خداوند تعالیٰ فرماتے ہیں:

"ولو انھم ظلموا انفسہم جاءوك فاستغفروا اللہ" امام مذکور فرماتے ہیں کہ یہ آیۃ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت شریف کرنے۔ آنجناب کے توسل سے طلب مغفرت کرنے اور آپ سے مدد طلب کرنے اور آپ کو دونوں احوال یعنی موت وحیات میں برابر جاننے پر ترغیب دلاتی ہے جمیع علماء نے اسی آیت شریفہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں احوال شریف موت وحیات کو یکساں سمجھا ہے تاکہ زیارت کے آداب ہر حال اور ہر صورت میں پورے پورے ادا کیے جائیں۔ اُنہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے پاس جائے تو باادب کھڑا ہو کر آیت "ولو انھم ظلموا انفسھم جاءوك فاستغفروا اللہ" پڑھے اور استغفار طلب کرے۔ ایک اعرابی کی حکایت یوں بیان کی جاتی ہے کہ وہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضور کی زیارت شریف کے لیے مدینہ طیبہ آیا اور اسوقت اس نے مذکورہ آیت پڑھی اور یہی آیت جمیع مذاہب اربعہ میں ان کی کتابوں میں درج ہے جس میں انہوں نے حج کے مناسک درج کیے ہیں اور یہی آیت پیش کرتے ہوئے اور اسکا استحسان کرتے ہوئے روایت مذکورہ ائمہ اعلام سے اسانید کے ذریعے روایت فرمایا ہے۔ محمد بن حرب ہلالی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

فرماتے ہیں کہ میں مدینہ شریف آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ شریف کی زیارت کی اور پھر روضۂ مبارک کے سامنے باادب بیٹھا کہ ایک اعرابی اندر داخل ہوا اور زیارت کرتے ہوئے کہنے لگا۔" اے رسولوں کے بہترین اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنی طرف سے ایک کتاب نازل کی ہے اور اس میں فرمایا ہے"۔ جو شخص اپنے نفس پر ظلم کر کے آپ کے پاس آئیگا اور اللہ تعالیٰ سے طالب مغفرت ہوگا تو وہ بخشا جائے گا۔ میں آپ کے دربار میں حاضر ہوا ہوں اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں اور آپ کی شفاعت کا آسرا لئے ہوئے ہوں۔ اس کے بعد رو پڑا اور یہ ابیات پڑھے:۔

یا خیر من دفنت بالبقاع اعظم — فطاب من طین القاع والاکم

نفسی فداء لقبر انت ساکنہ — فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم

(اے وہ بہترین خلائق جس کی ہڈیاں مبارک پتھریلی متبرک زمین میں مدفون ہیں وہ ایسی زمین ہے جو جمیع پتھریلی اور رنیلی زمینوں سے عمدہ اور افضل ہے، میری جان آپ کی قبر پر جس میں آپ قیام فرما ہیں فدا ہو۔ اس میں شرافت و سخا اور کرم جاگزیں ہیں۔)

یہ ابیات پڑھکر وہ اعرابی وہاں لوٹا تو میں نے آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں کی۔ آپ فرمانے لگے "جاؤ اور اس اعرابی شخص کو ڈھونڈ کر یہ خوشخبری سنادو کہ اللہ تعالیٰ نے میری شفاعت سے تمہاری مغفرت فرمادی ہے اور تمہارے گناہ بخش دیئے ہیں۔ حافظ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے مصباح الظلام حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ سے روایت فرمایا ہے کہ وہ فرماتے تھے جب حضرت سرور انبیاء ذات کریم علیہ الف الف تحیۃ والتسلیم کو دفن کیے ہوئے تین دن گزر گئے

Marfat.com

تو ایک اعرابی (بدو) آیا اور اپنے آپ کو حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر ڈالتے ہوئے اور آپ کی قبر شریف کی مٹی کو اپنے سر پر ڈال کر کہنے لگا۔ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ جو آپ نے خداوند کریم سے سُنا تھا وہ ہیں لے آپ سے سُنا اور جو کچھ خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ پر نازل ہوا وہ ہم نے آپ سے حاصل کیا۔ ان آیاتِ الٰہیہ میں سے ایک آیت یہ بھی ہے (ولو انھم .... فاستغفر اللہ) اور میں اپنے آپ پر ظلم کر کے آنجناب کے پاس آیا ہوں اور مغفرت کا طالب ہوں۔" قبر شریف سے ندا آئی کہ "غفرلک" یعنی تیری مغفرت کی گئی ہے۔

نیز حدیث اصل ثانی سے اسکا ثبوت اس طرح ہے (۱) حضور فرماتے ہیں۔ من زار قبری وجبت لہ شفاعتی یعنی جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگی۔ (۲) دوسری حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔" من زار قبری حلت لہ شفاعتی یعنی جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت حلال ہوگئی۔ (۳) تیسری حدیث میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔" من جاءنی زائراً لا تعملہ حاجتاً الا زیارتی کان حقا علی ان اکون شفیعا لہ یوم القیامۃ۔" جو شخص میرے پاس زیارت کیلئے آئے اور وہ کوئی حاجت لیکر نہ آیا ہو مگر میری زیارت تو مجھ پر قیامت کے دن اسکے لئے شفیع بننا واجب ہے" (۴) چوتھی حدیث ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔" من حج فزار قبری بعد وفاتی کان کمن زارنی فی حیاتی۔" یعنی جس نے حج کیا اور پھر میری وفات کے بعد میری قبر

Marfat.com

کی زیارت کی تو اس نے گویا میری زندگی ہی میں میری زیارت کی۔ (۵) پانچویں حدیث میں ہے کہ حضرت ذات کریم علیہ الف الف تحیہ والتسلیم نے فرمایا ہے۔ "من حج ولم یزرنی فقد جفانی" جس نے حج کیا اور میری قبر کی زیارت نہ کی تو اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ (۶) چھٹی حدیث میں ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ "من زارنی الی المدینۃ کنت لہ شفیعاً وشہیداً" اور دوسری روایت میں اسی معنی میں ہے کہ من زار قبری لہ شفیعا وشہیدا یعنی جس نے مدینہ طیبہ آکر میری زیارت کی تو میں اس کا شفیع اور گواہ ہونگا۔

(۷) من زارنی متعمداً کان فی جواری یوم القیامۃ ومن مات فی احد الحرمین بعثہ اللہ من الآمنین یوم القیامۃ" یعنی جس نے سمجھ بوجھ کے ساتھ میری زیارت کی تو وہ روز قیامت میرے پڑوس میں ہوگا اور جو شخص دونوں حرمین شریف یعنی مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ میں سے کسی ایک جگہ وفات پائے گا، اسے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز امان دیئے ہوئے گروہ میں اٹھائے گا۔

(۸) آٹھویں حدیث میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔" من حج حجۃ الاسلام وزار قبری وغزی غزوۃ وصلی فی البیت المقدس لم یسئلہ اللہ تعالیٰ عزوجل فیما افترض علیہ" یعنی جس نے حج کیا اور میری قبر کی زیارت کی اور کسی لڑائی میں کفار کے ساتھ لڑا اور اس نے بیت المقدس میں نماز پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس سے ان تمام فرائض کے متعلق نہیں پوچھیگا جو اس نے اس پر فرض کئے ہیں۔ (۹) نویں حدیث میں ہے کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ" من حج الی مکہ ثم قصدنی فی مسجدی کتبت

Marfat.com

حجتان مبرورتان" یعنی جس نے مکہ معظمہ کی طرف حج کیا اس کے بعد اس نے میری مسجد کا قصد کیا تو اسکے واسطے دو مبرور حجوں کا ثواب لکھا جائے گا۔

(۱۰) دسویں حدیث میں حضور ذات کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

"من زارنی میتا فکانما زارنی حیا" ومن زار قبری وجبت له شفاعتی یوم القیامۃ" یعنی جس نے میری بحالت وصال زیارت کی تو اس نے گویا میری حیات ہی میں زیارت کی اور جس نے میری قبر کی زیارت کی تو اس کے لئے روز قیامت میری شفاعت واجب ہو گی۔

(۱۱) گیارھویں حدیث ہے کہ حضرت شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کیا ہے کہ من زار قبری بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن لم یزر قبری فقد جفانی" یعنی جس نے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی اس نے میری حیات میں میری زیارت کی۔ اور جس نے میری قبر کی زیارت نہ کی تو اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ (۱۲) حدیث ہے جسکو حضرت علی کرم اللہ وجہہ روایت فرماتے ہیں "جس شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے درجات بلند چاہے اور آپ کا وسیلہ تلاش کیا روز قیامت حضور کی شفاعت اسکے لئے حلال ہو جائے گی اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کی تو وہ آپ کے پڑوس میں ہوگا

(۱۳) تیرھویں حدیث جو خاص طور سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حیات ہونے کی طرف مشیر بلکہ مصرح ہی یہ ہے۔ "حضرت احمد بن حنبلؒ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" من احد یسلم علی عند قبری

Marfat.com

الا رد اللہ علی روحی اُرد علیہ السلام" یعنی حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بھی میری قبر پہ آکر مجھے سلام پہنچائیگا تو اللہ تعالیٰ اسکا سلام میری روح تک پہونچادے گا اور میں سلام کا جواب دونگا۔

ابو علی رحمۃ اللہ علیہ نے معتبر سند سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے" انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ وہ حدیث جو بالخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حیات النبی ہونیکی دلیل میں مشیر بلکہ مصرح ہے یہ ہی کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بھی میری قبر پہ آکر مجھ پہ سلام پہنچائیگا اللہ تعالیٰ اس کا سلام میری روح تک ضرور پہنچائیگا، اور میں اس کے سلام کا جواب دونگا۔" ما من احد تیسلم عند علی عند قبری الا رد اللہ علی روحی ارد علیہ السلام"

(۱۴) چودھویں حدیث حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:" من صلی علی فی قبری ردت علیہ و من صلی علی فی مکان اٰخر بلغونیہ" یعنی جس نے میری قبر پہ آکر مجھ پر درود بھیجا تو اس کو جواب دیا جائیگا اور جس نے کسی دوسرے مکان سے مجھ پر درود بھیجا تو وہ مجھ تک پہنچادیا جاتا ہے۔ (۱۵) پندرھویں حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا ہے" ما من عبد یسلم علی فی قبری الا وکل اللہ بہا ملکا یبلغونی وکفی اجرا خرۃ ودنیاہ وکنت لہ شفیعا وشہیداً یوم القیامۃ" یعنی جو شخص مجھ پر میری قبر کے پاس کھڑے

Marfat.com

ہو کر مجھ پر سلام بھیجے گا تو خداوند تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے جو اس کے سلام کو مجھ تک پہنچا دیتا ہے۔ اس کا سلام بھیجنا اس کی آخرت اور دنیوی اجر کو کفایت کرتا ہے۔ اور میں اس کے واسطے قیامت کے روز شفیع اور اس کا گواہ ہونگا۔

(۱۶) کتاب عاقبت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ما من رجل یزور قبر اخیہ فیجلس عندہ الا استانس بہ حتیٰ یقوم" یعنی جو شخص اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کرتے ہوئے اس کے پاس بیٹھ جاتا ہے تو صاحب قبر کو اس کے ساتھ ضرور انس ہو جاتا ہے۔" اور ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے جاننے والے کی قبر کے پاس سے گزرتا ہوا اس پر سلام بھیجے تو وہ اسے پہچان لیتا ہے۔ اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔" سید شہنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے متعلق احادیث بکثرت ہیں۔" بارزی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب توثیق عری الایمان میں سلیمان بن سحیتم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نقل کیا ہے کہ سلیمان نے کہا "میں نے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ جو آپ کی زیارت کے لئے آتے ہیں اور آپ پر سلام بھیجتے ہیں کیا آپ ان کے سلام کو سنتے ہیں؟ آپ نے فرمایا "ہاں میں ان کے سلام کو سنتا ہوں اور اس کا جواب بھی دیتا ہوں۔" ابن بخارا نے حضرت ابراہیم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک سال میں نے حج کیا اور حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے مدینہ طیبہ

Marfat.com

آیا۔ جب میں آپ کی قبر شریف کے پاس پہنچا تو میں نے سلام بھیجا فی الفور میں نے اپنے سلام کا جواب یوں لوٹتا ہوا سُنا کہ "وعلیکم السلام"۔ نیز اسی طرح بہت سی مثالیں اولیاء، اللہ اور امت کے نیک لوگوں سے منقول ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انبیاء علیہ السلام کا قبروں میں حیات ہونا ثابت ہے یا نہیں۔ پس جاننا چاہئے کہ انبیاء علیہ السلام کا قبروں میں حیات ہونا باتفاق علماء ثابت ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے بعد حیات ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ اسی طرح باقی سب انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں حیات کاملہ کے ساتھ زندہ ہیں بلکہ اس دنیوی زندگی سے بھی انکی زندگی کامل ہے کہ جو شہداء کی زندگی ہے اور آنحضور تو جمیع شہداء کے سردار ہیں۔

ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "میرا علم میری وفات کے بعد بھی ویسے ہی قائم ہے جیسا کہ مجھے اپنی زندگی میں علم حاصل تھا۔ حافظ اور ابن عدی نے اس روایت کو روایت کی ہے" کامل میں؟ اور ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ نے معتبر سند کے ذریعہ اسے نقل کیا ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نیز بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس بارے میں احادیث صحیحہ سے بہت سی شہادتیں مل سکتی ہیں اور منصور بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں" محققین اور متکلمین اس بات پر متفق ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد از وصال زندہ ہیں اور امت کی طاعت پر خوش ہوتے ہیں۔ نیز انبیاء علیہم السلام کے اجسام مبارک بوسیدہ نہیں ہوتے۔ یاد رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اللہ تعالیٰ کی طرف قریب کرنے والی ہے۔ اس قربت سے زیادہ اولیٰ اور اکمل کوئی اور قربت نہیں ہے۔

Marfat.com

کیونکہ اس سے خدائے رب العالمین کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ ارشاد ہے "ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ وان الذین یبایعونك انما یبایعون اللہ۔" یعنی جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور بیشک وہ لوگ جو آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت آپ کی وفات کے بعد آپ کے ساتھ ملازمت رکھنے کا حکم رکھتی ہے۔ قبل ازیں جو احادیث ذکر کی جا چکی ہیں ان میں ایک یہ حدیث بھی تھی کہ" جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا" پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ظلم کرنا بے ادبی اور بے پروائی ہے اور آنحضرت کی بے ادبی کرنا اور آپ کے ساتھ بے پروائی کرنا ایک قسم کا بھاری وبال ہے۔ پس آنحضور کی زیارت شریف کو چھوڑنا باطنی تفرقہ کا موجب ہے۔ بلکہ اس فقیر کے نزدیک تو گناہ کبیرہ ہے اور ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جنہوں نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا انکار کیا ہے اور کبھی بھی حضور کی زیارت سے مشرف نہ ہوئے ہوں۔ عیاذاً باللہ من ھذہ الاعتقادات السوء۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس قسم کے اعتقادات فاسدہ سے بچائے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو تو چاہیئے کہ نہایت ادب اور وقار کے ساتھ کہے السلام علیک یا رسول اللہ۔ السلام علیک یا نبی الکریم السلام علیک یا خاتم النبیین، السلام علیک یا ابا بکرن الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنک حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت شریف کے لئے سفر کا قصد کرنا ایک سعادت عظمیٰ ہے۔ اصحاب کرام اور سلف صالحین رضوان اللہ علیہم آپ کی زیارت شریف کی خاطر بہت مرتبہ دور دراز ملکوں سے تشریف لایا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت

Marfat.com

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ موذن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں شام سے مدینہ شریف تشریف لائے۔ ابن عساکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں روایت بیان فرمائی ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں اے بلال رض یہ کیا ظلم ہے کہ میری زیارت کو کبھی نہیں آئے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ خواب دیکھا تو فوراً خواب سے بیدار ہو کر سواری پر سوار ہوئے اور مدینہ شریف کی طرف روانہ ہوئے۔ جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک پر پہنچے تو بہت روئے۔ اپنی جبین نیاز قبر شریف کی مٹی سے ملنے لگے۔ حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ اپنے حجرہ شریف سے نکل کر آ رہے ہیں۔ دونوں کو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بغل میں لیا اور ان کے سر اور پیشانی مبارک کو بوسہ دیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دار بقا کو رحلت فرما گئی تھیں۔ لوگوں نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اذان سننا چاہا۔ لیکن ان میں سے کسی نے کہا کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بغیر فرمائے اذان نہیں دینگے۔ اگر حسنین رض نے فرما دیا تو پھر ضرور اذان دیں گے۔ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد کبھی اذان نہیں دی تھی۔ اسی واسطے جب حضرت ابا بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد چاہا کہ حضرت بلال رض اذان دیا کریں تو وہ فرمانے لگے۔ اے ابا بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ نے مجھے سونے سے خریدا ہے اور مجھے خدا تعالیٰ کے راستہ میں آزاد کیا ہے۔ یہ فرمایئے آپ نے مجھے اپنے

Marfat.com

واسطے مول لیا تھا یا اللہ کے لئے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا "میں نے تجھے اللہ ہی کے لئے مول لیا تھا۔" بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب آپ نے مجھے اللہ کے واسطے مول لیا تھا اور آزاد کیا تھا تو اب مجھے معاف کیجئے اور مجھے اپنے ہی اختیار میں رہنے دیجئے۔ میری کیا مجال کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی دوسرے کے لئے اذان دوں۔"

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کی طرف واپس روانہ ہوئے اور پھر دوبارہ اس جگہ سے مدینہ طیبہ کی زیارت کا قصد فرمایا۔ جب مدینہ طیبہ پہنچے تو حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے انھیں اذان دینے کو فرمایا تو آپ مسجد شریف کے اسی کنارے پر ٹھہر کر اذان دینے لگے جس جگہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اذان دیا کرتے تھے۔ چنانچہ جب آپ نے کہا "اللہ اکبر" تو یہ لوگوں میں سے آواز آئی کہ تمام شہر مدینہ طیبہ تحرک میں ہوا اور جب آپ نے کہا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ تو مدینہ شریف کا تحرک اور تزلزل اور بھی زیادہ ہو گیا اور لوگوں میں رونے پیٹنے کی آواز اور زیادہ ہو گئی اور جب آپ نے فرمایا "اشھد ان محمد رسول اللہ" تو اور بھی قیامت برپا ہو گئی۔ اور مدینہ شریف کا کیا چھوٹا کیا بڑا اور کیا عورت سب ہی نے آکر رونا چلانا شروع کر دیا گویا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے دن جو مصیبت تھی اس کی یاد تازہ ہو گئی۔ نیز کہتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شدت محبت اور غلبہ اشتیاق کی وجہ سے اذان مکمل طور پر نہیں پڑھ سکے اور منبر سے اتر آئے۔ غنیۃ الطالبین میں اسی طرح بیان کیا گیا ہے۔ نیز یہ روایت بھی کی گئی ہے کہ جب امیر المؤمنین

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام کو فتح کیا اور بیت المقدس کے رہنے والوں سے مصالحت کی تو کعب احبار آئے اور مشرف باسلام ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے اسلام لے آنے پر بے انتہا خوشی ہوئی۔ جب مدینہ طیبہ واپس تشریف لانے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا۔" اے کعب کیا آپ کی خواہش نہیں کہ ہمارے ساتھ مدینہ چلیں اور وہاں پر حضرت سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کریں تو کعب نے جواب میں فرمایا۔" نعم یا امیر المؤمنین انما افعل ذالك بعد قدومی بمدینۃ المطهرة۔" یعنی جی ہاں اے امیر المؤمنین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے اسوقت مشرف ہونگا جب میں بمع اہل وعیال وہاں آؤنگا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ شریف جاکر جو پہلا کام کیا وہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام ہی تھا۔ عبدالرزاق نے سند صحیح سے یوں روایت کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بھی سفر سے مدینہ طیبہ واپس پہنچتے تو سب سے پہلے حضرت ذات کریم علیہ الف الف تحیۃ والتسلیم کی قبر شریف پر جاتے اور عرض کرتے۔" السلام علیك یا رسول الله۔ السلام علیك یا ابی بکر۔ السلام علیك یا ابتاه۔ یعنی اے اللہ تعالیٰ کے رسول پاک آپ پر اللہ کا سلام اور اے ابی بکرؓ آپ پر بھی سلام ہو اور اے میرے پیارے ابا آپ پر بھی خدا کا سلام ہو۔

مؤطا امام مالک میں بھی یہی روایت اسی طرح سے مذکور ہے۔ نیز ایک شخص نے موسیٰ بن عمرؓ سے پوچھا کہ کیا تو نے دیکھا تھا کہ حضرت ابن عمرؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر ٹھہر کر فرماتے تھے" السلام علی النبی السلام علی ابی بکر السلام

Marfat.com

علی ابی۔ یعنی درود ہو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور سلام ہو ابی بکرؓ اور میرے والد عمرؓ پر۔" آپ نے فرمایا ہاں میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو دیکھا تھا۔" نیز مسند امام ابو حنیفہؒ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت مروی ہے کہ آپ فرماتے تھے۔" حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس قبلہ کی جانب سے آکر اور قبلہ کی طرف پشت کرکے حضور کی خدمت میں عرض کرے۔" السلام علیك ایها النبی ورحمۃ الله وبرکاته۔"

باقی رہا یہ کہ حضور کے توسل سے شفاعت۔ اعانت اور امداد طلب کرنا کیسا ہے۔ تو جاننا چاہیے کہ یہ فعل انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ہے اور سلف وخلف صالحین کی یہ سیرت رہی ہے۔ آپ کی پیدائش مبارک سے پیشتر یا بعد یا عالم برزخ یا روزِ حشر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دم مارنے کی مجال نہیں رہی ہے۔ ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی اولین وآخرین شفیع مقرر کیا گیا ہے اور آپ کی ہی شفاعت سے امتی اللہ تعالیٰ کی نعمت کے سمندروں اور رحمت کے انوارات سے مالا مال ہونگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے چار مواضع میں استمداد کے متعلق حدیثیں اور آثار صحیحہ وارد ہوئے ہیں۔ یہ دنیا ابھی عالم وجود میں بھی نہ آئی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ اختیار کیا گیا۔ مثلاً اس بارے میں دیگر احادیث کے علاوہ جو وارد ہوئی ہیں ایک یہ حدیث مبارک ہے۔ جس کو علماء نے صحیح قرار دیا ہے۔ عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں مروی ہے کہ جب آدم صفی اللہ سے گناہ سرزد ہوا تو آپ نے معذرت کے ساتھ توبہ میں فرمایا۔" یا الٰہی اسئلك بحق محمد ان تغفرلی۔" یعنی اے میرے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں میرے گناہ کو معاف فرما۔ بارگاہ قدس

Marfat.com

سے جواب آیا کہ اے آدم (علیہ السلام) تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا حالانکہ اب تک تو آپ کے روحانی جوہر کو جسمانی صدف میں نہیں ڈالا گیا۔ حضرت آدمؑ نے عرض کی اے خدا آپ اچھی طرح جانتے ہیں اس روز کو جس روز آپ نے مجھ کو اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور روح علوی کو میرے قالب بشری میں ڈالا تو میں نے سر اونچا کرتے ہوئے دیکھا کہ عرش کے قوائم پر لکھا دیکھا "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" اسی روز میں نے پہچانا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک پیغمبر ہیں جو آپ کو اپنی ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہیں۔ اور آپ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ آپ کے مقرب ہیں۔ بارگاہ عزت سے فرمان آیا کہ جب تو نے اپنی مغفرت کے لئے انہیں میری بارگاہ میں بطور وسیلہ پیش کیا ہے تو میں نے تمہارے گناہ معاف کر دیئے۔ اے آدمؑ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تمہیں ہرگز پیدا نہ کرتا۔ اور بعض روایات میں آیا تھا کہ وہ کلمات شریفہ جو آدم صفی اللہ کو بارگاہ عزت سے بتائے گئے اور حسب منطوق آیت فتلقیٰ آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ" توبہ اور مغفرت کا سبب بنے، وہ یہ تھے الٰہی بحرمۃ محمد و آلہ اغفرلی۔ امام سبکیؒ فرماتے ہیں کہ اعمال صالحہ کا توسل دینا حالانکہ اس میں قصور و نقصان بھی ہو سکتا ہے جائز اور بارگاہ رب العزت میں مقبول اور مستجاب ہے تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے شفاعت چاہنا تو بطریق اولیٰ جائز ہونا چاہیئے کیونکہ آپ تو خدا کے محب اور محبوب ہیں۔ یا اکرم امام بوسیری فرماتے ہیں۔ یا اکرم الخلق مالی من الوذبہ

یا اکرم الخلق مالی من الوذ بہ   سواک عند حلول الحادث العمم

یعنی اے تمام مخلوق سے بزرگ تر آپ کے سوا میرا کوئی ایسا نہیں جس سے پناہ چاہوں جبکہ حادثہ عام نازل ہونے لگیں۔

Marfat.com

دوسرے آپ کی حیات شریفہ میں حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے ساتھ توسل کرنا بارہا بہت سے موقعوں پر ثابت ہے۔ بیشتر ازیں کہ ان کا حصر کیا جاسکے ایک حدیث میں ہے کہ ایک نابینا حضور کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ حضور دعا فرمائیے کہ خدا مجھے خیر و عافیت نصیب فرمائے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر بینائی چاہتے ہو تو دعا کیئے دیتا ہوں کہ خدا تمہاری بینائی واپس دیدے اور اگر آخرت کے اجر کے طالب ہو تو صبر کرو کہ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ عرض کی یارسول اللہ دعا کیجیے فرمایا وضو کرو اور اس دعا کو پڑھو " اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ و اتوجہ الیک نبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فی حاجتی ھٰذہٖ لتقضی لی اللھم فشفعہ فی۔ یعنی اے اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ ہی کی طرف آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں آپ کو اپنی حاجت کے لئے اپنے رب کی طرف وسیلہ بناتا ہوں تاکہ تو میری حاجت کو پوری فرمادے اے اللہ میری شفاعت کو قبول کر۔ ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح غریب ہے اور بیہقی نے بھی اس کی تصحیح کی ہے۔ اسی حدیث کے آخر میں یہ عبارت بھی زیادہ کی ہے۔" فقام وقد برء البصر " یعنی وہ کھڑا ہوا اور اس کی آنکھ اسی وقت اچھی ہوگئی اور دوسری روایت میں ہے کہ " ففعل الرجل فبرء " یعنی مرد نے ایسا کیا تو اس کی بینائی اسے واپس عطا کی گئی۔ حدیثوں میں بہت سی مثالیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حاجتمندوں کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ رسول پاک کے وسیلہ سے رزق۔ اولاد بارش اور آرام و آسائش درگاہ رب العزت سے طلب کریں۔

آپ کی وفات کے بعد آپ کی ذات پاک کا وسیلہ پکڑنے کے متعلق

Marfat.com

بہت سے آثار اور احادیث وارد ہیں۔ منجملہ ازاں طبرانی نے معجم کبیر میں عثمان بن حنیف سے روایت کی ہے کہ ایک شخص تھا جو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی ایک حاجت پورا کرانا چاہتا تھا لیکن وہ پوری نہیں ہوتی تھی۔ اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس کے حال پر کوئی توجہ نہیں فرماتے تھے۔ چنانچہ اس شخص نے اپنا حال عثمان بن حنیفؓ کو بتایا اور کامیابی کی صورت دریافت کی۔ آپ نے فرمایا جاؤ وضو کرو اور مسجد جاکر دو رکعت نماز ادا کر کے یہ پڑھو۔

" اللھم انی اسئلك و توجہ الیك نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بك الی ربی فیقضی لی حاجتی۔"

بعد ازاں اپنی حاجت عرض کر۔ چنانچہ وہ شخص گیا اور عثمان بن حنیفؓ کے فرمانے کے مطابق عمل کیا۔ بعد ازاں وہ شخص حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے پر آیا۔ دربان آگے بڑھا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لے جاکر خاص بچھونے پر بٹھایا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے حاجت پوچھی اور جو کچھ حاجت تھی وہ پوری کردی اور فرمایا اس کے بعد سے جو بھی آپ کی حاجت ہو وہ کہدیا کریں میں پوری کر دونگا۔ پس وہ شخص خوش خوش حضرت عثمانؓ کی خدمت سے رخصت ہوا اور ابن حنیف کے پاس آکر کہا۔ خدا آپ کو جزائے خیر عطا کرے کہ آپ نے میری حاجت کو پورا کرنے کے لئے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا ہوگا جسکی وجہ سے انہوں نے میری حاجت روائی کی۔ اس سے پیشتر وہ میرے حال پر کچھ التفات نہیں فرماتے تھے۔ عثمان بن حنیف نے جواب دیا کہ خدا کی قسم میں نے

Marfat.com

ان سے کچھ نہیں کہا۔ بجز اس کے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بچشم خود دیکھا کہ آپ کے پاس ایک نابینا آیا اور دعا طلب کی یہانتک کہ اس کی بینائی واپس لوٹ آئی۔ پس میں نے اسی پر قیاس کیا کہ رسول پاک کے توسل سے جملہ حاجات اور مقاصد فوراً پورے ہو جاتے ہیں۔ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ شفا میں لکھتے ہیں کہ خلیفہ ابوجعفر اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان مسجد نبوی میں مناظرہ ہوا۔ ابوجعفر رحمۃ اللہ علیہ نے اثنائے سخن میں آواز بلند کی۔ امام مالک رحمۃ اللہ نے فوراً فرمایا "اے امیر المومنین مسجد نبوی میں کیوں آواز بلند کرتے ہو۔ کیونکہ خداوند کریم اپنے کلام پاک میں فرماتے ہیں "لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی" یعنی اپنی آوازوں کو حضورؐ کی آواز سے بلند مت کرو۔ اور دوسری آیت میں ایک قوم کی تعریف اللہ تعالےٰ نے اس طرح فرمائی ہے "ان الذین یغضون اصواتہم عند رسول اللہ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبہم للتقویٰ" یعنی وہ لوگ جو اللہ کے پیغمبر کی خدمت میں دبی آواز سے بولتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے ادب کیلئے جانچ لیا تھا۔ پیغمبر کا ادب بعد از وصال بھی ویسا ہی فرض ہے جیسا کہ آپ کی حیات میں۔ غرض خلیفہ کو امام مالک کے کہنے سے بہت رقت پیدا ہوئی اور نہایت عجز و زاری کرتے ہوئے کہا۔ "اے ابا عبداللہ دعا کے وقت توجہ قبلہ کی طرف کروں رسول اللہؐ کی طرف"۔ فرمایا آپ منہ کو پیغمبر کی طرف سے کیوں پھیرتے ہو کیونکہ اللہ کے ہاں وہ آپ کا وسیلہ اور آپ کے باپ آدم صفی اللہ کا وسیلہ ہیں۔ آپ اپنا منہ پیغمبر کی طرف کریں اور ان سے طلب شفاعت کریں تاکہ وہ آپ کی شفاعت کریں انشاءاللہ تعالیٰ آداب زیارت اور آنحضرت کی طرف استقبال کرنے اور آپ کا

Marfat.com

توسل کرنے اور آپ ہی کے حضور سے مدد اور دعا طلب کرنے کے باب میں سب کچھ اسی کے متعلق ذکر کیا جائیگا۔

فاطمہ بنت اسد حضرت علی کرم اللہ وجہ کی والدہ کی قبر کے ذکر میں یہ روایت ہے کہ آنحضرت ان کی قبر میں اُترے اور فرمانے لگے۔ "بحق نبیك والانبیاء الذین من قبلی" (اپنے نبی اور مجھ سے پہلے انبیاء کے وسیلہ سے) اس حدیث میں دونوں حالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی حیات میں توسل پکڑنے اور باقی انبیاء علیہم السلام سے ان کی وفات کے بعد توسل پکڑنے کے متعلق دلیل موجود ہے۔ جب باقی انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ان کی وفات کے بعد توسل پکڑنا جائز ہے تو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریق اولیٰ جائز ہونا چاہیئے۔ بلکہ اس حدیث شریف سے اولیاء اللہ کے ساتھ ان کی وفات کے بعد توسل پکڑنا قیاس کیا جائے تو بھی کوئی بعید نہیں۔ مگر تب جبکہ دلیل تخصیص توسل برسل علیہم الصلوٰۃ والسلام قائم ہو۔ ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ بسند صحیح روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں مدینہ طیبہ میں قحط پڑا۔ ایک شخص حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر آیا اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! اپنی امت کے واسطے اللہ سے بارش طلب فرمایئے کیونکہ امتی ہلاک ہو رہے ہیں۔ چنانچہ حضور اس شخص کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا جاؤ عمرؓ کو بشارت دو بارش آئے گی۔ یہ بھی توسل کی ایک قسم ہے جو طلب دعا ہے اپنی امت کے لئے حضور کی بارگاہ قدس سے جس طرح حضورؐ کی حیات شریف میں حاجت روائی ہو جاتی تھی اسی طرح حضورؐ کی وفات مبارکہ کے بعد بھی طلب دعا کیلئے سلسلہ توسل قائم ہے۔ جیسا کہ مضمون مذکورۃ الصدر

Marfat.com

"یا محمد انی اتوجهت بك الیٰ ربی فی حاجتی" یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی حاجت روائی کے لئے آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف سے متوجہ ہوتا ہوں" اسی کی طرف مشعر ہے۔ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ ایک وقت اہل مدینہ پر سخت قحط نازل ہوا۔ اہل مدینہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاکر قحط کی شکایت کی تو آپنے فرمایا۔ جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کا دریچہ آسمان کی جانب کھول دو تاکہ حضور اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو۔ چنانچہ اُنھوں نے ایسا ہی کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کثرت سے بارش ہوئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا آسمان کی طرف دریچہ کھلوانے میں یہ واضح رمز تھی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بارگاہ رب العزت سے دعا طلب کرنیکا دروازہ کھل جائے۔ اسی طرح جو سوال سائل نے حضور کی بارگاہ میں آپ کی وفات کے بعد کیا تھا " اسئلك رفاقتك فی الجنۃ " تو اس کا مدعا اس سے یہی تھا کہ اے حضور اپنے پروردگار سے درخواست کیجئے اور میری شفاعت فرمائیے کہ وہ مجھے آخرت میں جنت میں آپ کے ساتھ رفاقت نصیب فرمائیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرصات قیامت میں توسل پکڑنا اور آپ ہی سے شفاعت طلب کرنا بھی احادیث متواترہ سے ثابت ہی اور اسی پر علماء کا اجماع بھی ہے۔ نیز صلحا اور اتقیا سے اس تعلق کی بنا پر جو انہیں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے توسل پکڑنے کے متعلق اخبار و آثار کثیرہ وارد ہوئے ہیں۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توسل سے بارش طلب کرنیکا قصہ ثابت ہے۔ ایک حدیث صحیح میں انس بن مالک رضی سے روایت ہے کہ جب قحط سالی ہوتی تھی اور

Marfat.com

بارش نہ ہوتی تھی تو حضرت عمرؓ حضرت عباسؓ کے توسل سے بارش طلب کیا کرتے تھے اور جناب الٰہی میں یوں عرض کرتے تھے کہ اے خدا اس سے پیشتر جب بھی قحط پڑتا تھا تو ہم آپ کی بارگاہ میں آپ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پکڑتے تھے اور آپ بارش نازل فرما دیا کرتے تھے اور اب آپ کے پیغمبر کی عدم موجودگی میں ہم آپ کے پیغمبر کے چچا کو آپ کی بارگاہ میں وسیلہ بناتے ہیں پس آپ اب بھی ہمیں بارش عطا فرمائیے اور ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ طلب بارش کے وقت فرمایا کرتے تھے کہ خداوندا ہم آپ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے ذریعہ آپ سے بارش طلب کرتے ہیں اور اپنے بڑھاپے کے ذریعہ بھی۔ اور عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی دعا میں فرمایا کرتے۔ اے خدا یہ قوم اس نسبت کے باعث میری طرف متوجہ ہوئی ہے جو مجھے آپ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہے۔ پس اے رب العزت مجھے ان کے ہاں شرمندہ نہ فرمائیے اسی بارہ میں عباسؓ بن عتبہ نے ابن ابی لہب کو فرمایا۔

بعمی سقی اللہ الحجاز واھلہ　　　　عشیۃ یستسقیٰ بشیبۃ عمی

یعنی خداوند کریم نے حجاز اور اہل حجاز کو میرے ہی چچا کے توسل سے سیراب فرمایا ہے اس رات جس میں شیبہ کے ذریعہ اس کا چچا بارش طلب کر رہا تھا" باقی ان مقاصد اور مطالب کے بر آنے کے متعلق جو لوگوں نے آپ کی قبر شریف پر جا کر آپ ہی سے استغاثہ اور طلب قضائے حاجات کی ہے بہت سی اخبار اور حدیثیں وارد ہوئی ہیں محمد بن المنکدر فرماتے ہیں ایک شخص میرے باپ کے ہاں اسی دینار بطور امانت رکھ کر جہاد کو گیا اور اجازت دیدی کہ بوقت ضرورت اسمیں سے خرچ کرتے رہنا چنانچہ میرے

Marfat.com

والد صاحب ضرورت پڑنے پر ان کو خرچ کرتے رہے۔ یہانتک کہ ان سب کو خرچ کر دیا جب وہ شخص واپس لوٹا اور اپنے دینار واپس طلب کیئے تو میرے والد انکی ادائیگی سے عاجز ہوئے اور اس شخص سے کہا کہ کل آنا آپ کو اس کے متعلق کل جواب دونگا۔
رات کو میرے والد نے مسجد نبوی علیٰ صاحبہا الف الف تحیات و تسلیمات میں رات گزاری، گاہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اور گاہے منبر شریف کے پاس جاکر اپنا استغاثہ کرتے اور اپنی قضائے حاجت اور ادائے دین کے واسطے فریاد کرتے۔ ناگاہ تاریکی شب میں ایک مرد پیدا ہوا اور اس نے میرے والد کو ایک تھیلی اسّی دینار کی دی۔ صبح سویرے میرے والد نے مالک کو وہ دینار ادا کر دیئے اور قرض سے نجات پائی۔

امام ابوبکر مقری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں طبرانی اور ابوشیخ تینوں حرم شریف مصطفوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں مقیم تھے۔ ہم پر بھوک نے سخت غلبہ کیا۔ اسی حالت میں دو دن گزر گئے۔ جب رات ہوئی تو حضور کی قبر شریف پر گئے اور عرض کی یارسول اللہ ہمیں سخت بھوک لگی ہے۔ بس یہ کلمات کہکر واپس لوٹے۔ میں اور ابوشیخ تو سو گئے لیکن طبرانی بیٹھا کسی چیز کا انتظار کر رہا تھا۔ اچانک ایک علوی شخص آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس کے ساتھ دو غلام بھی تھے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک زنبیل بھی تھی ان میں بہت سا کھانا۔ کھجور اور روٹی وغیرہ تھی۔ وہ تینوں آئے اور ہم سب کے ساتھ بیٹھ کر کھانے میں مشغول ہوئے۔ جب ہم کھانا کھا چکے تو بچا ہوا کھانا بھی ہمارے پاس چھوڑ گئے۔ علوی کہنے لگا کہ تم لوگوں نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھوک کی شکایت کی تو اسی وقت حضورؐ کو میں نے خواب میں دیکھا کہ

Marfat.com

آپ فرما رہے ہیں۔ جاؤ اور مسجد میں لوگوں کو کھانا کھلاؤ۔ چنانچہ میں اٹھا اور جو کچھ تیار تھا آپ لوگوں کے سامنے حاضر کیا۔ ابن الجلا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ آیا مجھ پر ایک دو فاقے گزرے تو میں نے حضور کی قبر شریف پر جا کر عرض کی کہ حضور میں آپ کا مہمان ہوں۔ پس میں نے حضور کو خواب میں دیکھا کہ انہوں نے ایک روٹی مجھے دی۔ نصف روٹی میں نے خواب میں کھالی اور جب میں بیدار ہوا تو نصف میرے ہاتھ میں تھی۔ ابوبکر اقطع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ آیا تو میں نے پانچ روز متواتر کھانا تک نہ کھایا اور نہ مجھے کھانا ملا۔ چنانچہ میں چھٹے روز قبر شریف پر گیا اور عرض کی کہ حضور میں آپ کا مہمان ہوں۔ اس کے بعد خواب میں دیکھتا ہوں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔ چنانچہ میں اٹھا اور حضور کی جبین مبارک پر بوسہ دیا۔ حضور نے اس وقت مجھے ایک روٹی عطا فرمائی، میں اسے کھانے میں مصروف تھا۔ جب خواب سے بیدار ہوا تب بھی میرے پاس اس روٹی کا کچھ ٹکڑا باقی تھا۔" احمد بن محمد صوفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تین ماہ تک میں جنگل میں پھرتا رہا۔ میرے بدن کا چمڑا اکھڑا ہوا تھا۔ میں مدینہ طیبہ پہنچا۔ وہاں آتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں دوستوں پر سلام پیش کیا اور سو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرما رہے ہیں۔" احمد آئیے کیا حال ہے؟" میں نے عرض کی حضور میں بھوکا ہوں اور آپ کا مہمان ہوں۔ فرمایا ہاتھ کھول اور چند درہم میرے ہاتھ پر رکھ دیئے جب بیدار ہوا تو بھی میرے ہاتھ میں حضور کے عطا کردہ درہم موجود تھے۔ پس میں بازار گیا اور فالودہ وغیرہ خرید کر کھایا اور پھر جنگل کی طرف نکل گیا۔ اس قسم کی حکایات بے انداز مروی ہیں۔ جن سے آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا

Marfat.com

غربار ومساکین کی امداد اور حاجت برآری کا پورا پورا پتہ چلتا ہے اور کیوں نہ موصو
محمد بوصری حضورؐ کی شان میں کیا خوب فرماتے ہیں۔

حاشان ان یحرم الراجی مکارمہ ۔۔۔ او یرجع الجار منہ غیر محتر

ترجمہ۔ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ کوئی امیدوار حضور کی عادات کریمہ اور آپ کی عنایات
سے محروم کیا جائے اور نہ ہی یہ کہ آپ کا کوئی پڑوسی غیر محترم کرکے لوٹایا جائے۔

جاننا چاہئے کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ "اوّل ما خلق اللہ نوری"
یعنی سب سے پہلے اللہ نے میرے ہی نور کو پیدا کیا"۔ دوسری حدیث میں وارد ہے
"انا من نور اللہ والخلق من نوری"۔ یعنی میں اللہ تعالیٰ کے نور سے
پیدا ہوا ہوں اور باقی ساری مخلوق میرے ہی نور سے پیدا کی گئی ہے۔ جس وقت
تعالیٰ نے ساری کائنات اور مخلوقات کو اپنی قدرت کاملہ سے حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کے نور سے پیدا کیا تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ حضورؐ سب موجودات کی اصل ٹھہ
اور چونکہ آپ جمیع خلائق کے لئے اصل ٹھہرے تو محققین علماء نے اس بنا پر
کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمیع مخلوقات اور موجودات، کیا جن، کیا انس
اور کیا ملائکہ کرام، بلکہ یوں کہیئے کہ آپ جمیع عالم کے لئے مبعوث کیئے گئے
یہاں تک کہ نباتات اور جمادات بھی آپ ہی کی بدولت عالم وجود میں آئے

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد
آلہ واصحابہ اجمعین، برحمتک یا ارحم الراحمین

Marfat.com

نماز کے فرائض اور سنن کہاں ادا کرنا چاہیے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد فضیلت پناہ شرافت
دستگاہ برادر طریقہ شریف ملا عطا محمد صاحب آخوندزادہ سلمہ اللہ تعالیٰ۔
اما بعد حقیر فقیر لاشئ دوست محمد المعروف بہ حاجی کی جانب سے سلام مسنون
اور دعاؤں کے بعد معلوم ہو کہ فقیر قادر مطلق عز شانہ کے فضل و کرم سے بخیریت ہے۔
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ سب کو سلامتی و عافیت سے ہمکنار اور شریعت کے
جادہ مستقیم پر ثابت قدم رکھے۔ آمین۔

عرض یہ ہے کہ فرض نمازوں کو باجماعت ادا کرنے کے بعد جمیع سنن اور
نوافل کو گھر پر جاکر ادا کرنا کتب فقہ سے ثابت ہے۔ مثلاً ہدایہ اور درمختار نیز احادیث
صحاح ستہ سے بھی ثابت ہے۔ چنانچہ آپ کے اطمینانِ خاطر کے لئے حوالہ جات بعینہ
لکھ کر ارسال خدمت کرتا ہوں۔

ہدایہ شریف میں ہے کہ افضل یہ ہے کہ عام سنتوں اور نفلوں کو گھر میں
ادا کیا جائے اور اسی طرح حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مروی ہے
(ہدایہ کے باب ادراک الفریضہ میں ہے) تراویح کے علاوہ نوافل کا گھر میں پڑھنا
افضل ہے اس صورت میں جبکہ کسی کام میں مشغول ہو جانے کا خطرہ نہ ہو (درالمختار
کے باب الوتر اور نوافل میں باب التطوع بعد المکتوبہ میں ہے)

ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعتیں ظہر

Marfat.com

سے پہلے پڑھیں اور دو رکعتیں مغرب کے بعد پڑھیں اور دو رکعتیں عشا کے بعد پڑھیں اور دو رکعتیں جمعہ کے بعد پڑھیں۔ لیکن مغرب اور عشا کے نوافل ہم نے گھر پر ادا کیئے (ظہر سے پہلے دو رکعتوں کے باب میں)

سلیمانؒ بن حرب نے ہم سے حدیث بیان کی وہ کہتے ہیں حماد بن زیدؒ نے ایوبؒ سے اُنہوں نے نافع سے اُنہوں نے ابن عمرؓ سے روایت کی کہ مجھے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے دس رکعت نوافل ادا کرنا یاد ہے۔ دو رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں ظہر کے بعد اور دو رکعتیں مغرب کے بعد اور دو رکعتیں عشا کے بعد آپ کے گھر پر۔ (اس حدیث کو صحیح البخاری جلد اول باب لنوافل باللیل والنہار میں ذکر کیا گیا ہے)

ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن یحییٰ نے ان سے ہشیم نے ان سے خالد نے ان سے عبداللہ شقیقؒ نے۔ عبداللہ بن شقیقؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نفل نماز کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ ظہر سے پہلے آپ چار رکعتیں گھر میں پڑھتے تھے اور پھر مسجد میں تشریف لیجاتے اور لوگوں کے ساتھ ظہر کی نماز ادا فرماتے پھر واپس گھر تشریف لاتے اور دو رکعت پڑھتے (اس حدیث کو الصحیح المسلم کی جلد اول میں بیان کیا گیا ہے) یہ باب مغرب کے بعد دو رکعتیں پڑھنے اور ان میں قرآت کرنے کے متعلق ہے اور دوسرا باب اس کے متعلق ہے کہ ان دو رکعتوں کو آپ گھر میں پڑھتے تھے۔

حدیث بیان کی ہم سے احمد بن منیع نے ان سے اسماعیلؒ بن ابراہیمؒ نے ان سے ایوبؒ نے ان سے نافعؒ نے ان سے ابن عمرؓ نے۔ وہ فرماتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کے بعد دو رکعتیں آپ کے گھر میں پڑھیں۔

Marfat.com

(باب اس بارے میں کہ نفل نماز گھر میں پڑھنا بہتر ہے)

روایت کی ہم سے محمد بن بشارؓ نے ان سے محمد بن جعفرؓ نے ان سے عبد اللہؓ بن مسعود بن ابی ہند نے ان سے سالم ابی النضرؓ نے ان سے بسرؓ بن سعید نے ان سے زیدؓ بن ثابتؓ نے اُنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا فرض نماز کے علاوہ تمہاری افضل ترین نمازیں وہ ہیں جو تم اپنے گھروں میں پڑھتے ہو۔ نیز سنن ابی داؤد میں مندرجہ ذیل احادیث اس کے متعلق موجود ہیں۔

یہ باب ہے نفلی نماز گھر میں پڑھنے کے بیان میں۔

حدیث بیان کی ہم سے احمد بن صالح نے ان سے عبد اللہؓ بن وہب نے ان سے سلیمانؓ بن بلال نے ان سے ابراہیمؓ بن ابی النضر نے اُنہوں نے اپنے والد سے اُنہوں نے بسرؓ بن سعید سے اُنہوں نے زید بن ثابتؓ سے وہ کہتے ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرد کو فرض نماز مسجد میں پڑھنا چاہیئے۔ لیکن نفل نماز مسجد کے مقابلہ میں گھر پر پڑھنا افضل ہے۔

باب مغرب کی دو رکعتوں کے پڑھنے میں کہ کہاں پڑھنا چاہئیں

ابوبکر بن ابی الاسود نے مجھ سے حدیث بیان کی ہے ان سے محمدؒ بن ابی الوزیر نے ان سے محمد بن موسیٰؓ الفطر ان سے سعدؓ بن اسحٰقؓ بن کعبؓ بن عجرۃؓ اُنہوں نے اپنے والد سے اُنہوں نے اپنے دادا سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عبد الاشہل کی مسجد میں تشریف لائے اس میں آپ نے مغرب کی نماز پڑھی۔ جب سب نے فرض نماز پڑھ لی اور بعد میں وہ نوافل پڑھنے میں مشغول ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد انہیں فرمایا کہ یہ نمازیں گھر میں پڑھنا چاہئیں۔ (سنن ابی داؤد)

Marfat.com

ہم سے حدیث بیان کی محمد بن بشار نے ان سے ابراہیم بن ابی الوزیر نے ان سے محمد بن موسیٰ القطری نے ان سے سعد بن اسحٰق بن کعب بن عجرۃ نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا سے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنی عبدالاشہل کی مسجد میں تشریف لائے تو آپ نے نماز پڑھی جب آپ نماز پڑھ چکے تو لوگوں نے نفل پڑھنا شروع کیے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو نفل نماز گھر پر ادا کرنا چاہیئے۔ (صحیح انسائی)

مغرب کے بعد والی دو رکعتوں کے بیان میں یہ باب ہے۔

حدثنا۔ یعقوب بن ابراہیم الدورتی نے ھشیم سے روایت کی اس نے خالد الحذا سے اس نے عبداللہ بن شقیق سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ آپ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز مسجد میں پڑھتے تھے پھر آپ گھر میں تشریف لاکر دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

حدثنا۔ عبدالوہاب بن الضحاک نے اسماعیل بن عیاش سے انہوں نے محمد بن اسحاق سے، انہوں نے عاصم بن عمر سے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے محمود بن لبید انہوں نے رافع بن خدیج سے۔ رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد بنی عبدالاشہل میں تشریف لائے اور ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی پھر اس کے بعد فرمایا کہ ان دو رکعتوں کو گھر میں جاکر پڑھو (ابن ماجہ کے باب فضائل سنن میں مذکور ہے)

ابن عمر سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ظہر سے پہلے دو رکعتیں اور ظہر کے بعد دو رکعتیں اور دو رکعتیں مغرب کے

Marfat.com

بعد اور دو رکعتیں عشا کے بعد آپ کے گھر میں پڑھیں۔ اور عبد اللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نفل نماز کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے میرے گھر میں چار رکعتیں پڑھتے تھے پھر لوگوں کو نماز پڑھاتے اور پھر گھر میں تشریف لاتے اور دو رکعت نماز ادا کرتے اور اسی طرح لوگوں کو مغرب کی نماز پڑھانے کے بعد گھر میں تشریف لاتے اور دو رکعتیں ادا کرتے پھر آپ عشا کی نماز باہر لوگوں کے ساتھ ادا فرما کر اندر تشریف لاتے اور دو رکعت نماز ادا فرماتے (اس حدیث کو مسلم نے اور مشکوٰۃ المصابیح میں روایت کیا گیا ہے)

مکتوب بست و پنجم ۲۵ بنام ملا عطا محمد صاحب موصوف الصدر

شیخین کو گالی دینا گناہِ عظیم ہے!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد میرے عزیز بھائی ملا عطا محمد آخوندزادہ صاحب حقیر فقیر لاشی دوست محمد المعروف بہ حاجی کی جانب سے سلام مسنون اور دعائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ملا داد محمد صاحب کو صحیح و سلامت رکھے اور شریعت مطہرہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر استقامت بخشے۔ یہ فقیر بھی اللہ عز شانہ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہے۔ مکتوب مرغوب جو ارسال کیا تھا موصول ہو کر کاشف احوال ہوا اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے

Marfat.com

عطا فرمائے۔

آپ نے شیخین کو گالی دینے کے متعلق مسئلہ دریافت فرمایا ہے۔ ماجبا اس مسئلہ میں اکثر علما اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ گالی دینے والے کافر ہیں۔ اور ان کی توبہ قبول نہیں ہوتی اور بعض اس طرف گئے ہیں کہ کافر تو نہیں ہوتے' ان کی توبہ قبول ہو جاتی ہے۔ مفتی کے لئے لازم و واجب ہے کہ ایسے مسئلہ میں جس میں صحابہ میں سے افضل کی تحقیر و توہین کی گئی ہے مفتیٰ بہ قول پر فتویٰ دیں اور ان کے کافر ہونیکا حکم کریں۔

پس جس شخص نے شیخین رضی اللہ عنہما کو گالی دی تو کافر ہو گیا اور اس کی توبہ بھی قبول نہیں ہوگی اور اسی قول کو الدبوسی نے اختیار کیا ہے اور یہی قول مختار ہے جس پر کہ فتویٰ دیا جاتا ہے۔ یہی فیصلہ یا حکم "الاشباہ" میں بھی مذکور ہے اور درمختار کے مصنف نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے اور اس کو باب الارتداد میں نقل کیا ہے۔

الاشباہ والنظائر کتاب میں مذکور ہے کہ کوئی بھی کافر ہو جب وہ توبہ کرتا ہے تو اس کی توبہ دنیا اور آخرت میں قبول کر لی جاتی ہے مگر جس شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں غیر مہذب الفاظ سے گستاخی کی ہو یا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگائی ہو تو اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی' اس کی دلیل یہ آیت قرآنی ہے۔ ترجمہ:۔ "بے شک وہ لوگ جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے پھر کفر میں بڑھتے ہی گئے تو ان کی توبہ قبول نہیں ہوگی اور وہی لوگ گمراہ ہیں۔ اور بعض نے اکثر علما سے نقل کیا ہے کہ جس شخص نے حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کی شان میں گالی دی وہ کافر ہو گیا (زواجر من عینہ) پس ان کو گالی دینا اور ان کو برا کہنا ان

Marfat.com

چیزوں میں سے ہو جو کہ قطعی دلیلوں کے مخالف ہے تو یہ کفر ہے، جیسا کہ حضرت عائشہؓ کو تہمت لگانا۔ ورنہ بدعت اور فسق ہے (شرح عقائد من عینیہ) مقدمہ ممنوعہ کا اثبات کرتے ہوئے میں کہتا ہوں کہ شیخین کو گالی دینا کفر ہے اس پر صحیح احادیث دلالت کرتی ہیں۔ جیسا کہ نقل کیا ہے مجاہد، طبرانی اور حاکم نے عویمر بن ساعدۃ سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بے شک مجھے خدا نے چن لیا ہے اور میرے لئے میرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو چن لیا ہے اور پھر مقرر فرمایا ان میں سے کسی کو وزیر کسی کو انصار اور کسی کو خسر۔ پس جس شخص نے ان کو گالی دی اس پر خدا کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی کوئی چیز قبول نہیں فرمائیں گے۔

دارقطنی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو فرمایا کہ عنقریب میرے بعد ایک قوم آئے گی جس کو نبز یعنی اوباش کہتے ہیں جن کو رافضہ کہا جائے گا اے علیؓ اگر تو ان کو پائے تو ان کو قتل کر دینا اس لئے کہ وہ مشرک ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہؐ ان کی علامت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ مدح کرنے میں غلط بیانی سے کام لیں گے۔ اور گزرے ہوئے نیک لوگوں پر لعن و طعن کریں گے۔ اور اسی طرح دارقطنی نے دوسرے طریق سے بھی کچھ زیادہ الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے کہ وہ لوگ ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھی گالیاں بکیں گے۔ پس ایسوں پر اللہ اور اس کے فرشتوں بلکہ تمام جہان والوں کی لعنت ہو ایسی حدیثیں اور بھی بہت ہیں مگر چونکہ اس رسالے میں جگہ نہیں اس لئے درج نہیں

Marfat.com

کیا جا رہا ہے۔

شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو لعن طعن کرنا بغض کی علامت ہے اور آپ سے بغض رکھنا کفر ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس شخص نے شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے ان کو تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی بے شک اس نے اللہ کو تکلیف پہنچائی۔ اسی طرح ابن عساکر نے ایک حدیث نقل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محبت کرنا ایمان ہے اور اُن کے ساتھ بغض رکھنا کفر ہے۔ یہ سب کچھ مضمون رسالہ ردشیعہ سے نقل کیا گیا ہے جسکو حضرت محبوب سبحانی مجدد و منور الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس نے تصنیف فرمایا ہے۔

والسلام اولاً و آخراً ظاہراً و باطناً

وصلی اللہ تعالیٰ علےٰ خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین۔

مکتوب بست و ششم بنام خان ملا خان صاحب

دس رسالے جو فرقہ وہابیہ کے رد میں لکھے گئے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد۔ شواہد فضل وافضال و دلائل عنایات وکمال واکمال رافع ملت بیضا ناصب رایات شریعت غرا معاذ اکابر عظما ملاذ اعاظم علما محقق قوانین ملک ملت ومقرر افانین دین و دولت

Marfat.com

زبدہ فضلا و قدوہ علماء عالی جناب شریعت مآب خان ملا خان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ تاباں و درخشاں باد۔

فقیر حقیر لاشی دوست محمد المعروف بہ حاجی کی طرف سے بعد دعوات و تسلیمات مسنونہ کے معلوم ہو کہ فقیر کے حال احوال بفضل تعالیٰ منعم حقیقی حمد کے لائق ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو بھی خیر و عافیت سے رکھے اور بہبودی دارین عطا فرمائے۔ آمین۔

عرض یہ ہے کہ دس رسالے جو فرقہ وہابیہ کے اقوال و عقائد کے رد کرنے کے سلسلہ میں تحریر کیے گئے ہیں وہ اس فقیر کو دستیاب ہوئے ہیں۔ چنانچہ آپ کی خدمت میں ارسال کیے جا رہے ہیں، انشاء اللہ آپ کو مل جائیں گے۔

آپ کو چاہیئے کہ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین متین کی ترقی کے لئے ان رسالوں کو رائج کریں۔ فقیر دعاگو ہے کہ رب جلیل آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے اور اللہ جل شانہٗ شریعت مطہرہ اور اہل سنت والجماعت کے عقائد پہ سلامتی نصیب فرمائے۔ (رسول پاک اور ان کی آل کے طفیل میں)

ان رسالوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں:۔

اول۔ حق المبین۔ تصنیف حضرت مرشدی و شیخی قدسناہ اللہ تعالیٰ بسرہ السامی۔ دوم۔ دلیل القوی علی ترک القراۃ للمقتدی۔ سوم۔ زبدۃ المواہب۔ چہارم اشباع الکلام فی اثبات المولد والقیام۔ پنجم تذکرۃ الموتیٰ والقبور۔ ششم رد استفتا وہابیان۔ ہفتم ہبۃ الطاعات۔ ہشتم درالمنقود فی حکم امراۃ المفقود۔ نہم رسالہ شاہ عبدالعزیزؒ۔ دہم رسالہ محتوی بر بیان مسائل فرقہ ناجیہ۔

Marfat.com

یہ رسالے سیادت پناہ دستگاہ حقائق و معارف آگاہ ملا حیدر شاہ صاحب وفضیلت پناہ ملا صاحبزادہ نام قوم سلیمان خیل کے ہمراہ روانہ کر دیئے گئے ہیں امید ہے یہ حضرات ان کو آپ تک پہنچادیں گے۔ چونکہ علماء اور خاص و عام دینی اور دنیاوی کاموں میں آپ سے رجوع کرتے ہیں اس لئے آپ کو تحریر کیا جارہا ہے کہ آپ برائے خدا فرقہ وہابیہ یعنی اہل حدیث کی مخالفت میں تبلیغ کی کوشش فرمائیں اور اہل سنت والجماعت کے عقائد کو پھیلائیں۔ انشاءاللہ سعادت کونین و برکات دارین آپ کو نصیب ہونگی۔

فقط والسلام۔ المرقوم بتاریخ غزہ ربیع الثانی ۱۳۲۸ھ

مکتوب ۲۷ ستائیسواں بنام خلیفہ جلیل القدر ملا امان اللہ صاحب ہراتی

مرید صادق کے لئے کیا کیا باتیں لازم ہیں

پیری مریدی کو ذریعہ معاش بنانےسے روکنا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد میرے عزیز دوست ملا امان اللہ آخوندزادہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

فقیر حقیر لاشی دوست محمد المعروف بہ حاجی کی طرف سے سلام مسنون و دعوات مشحون کے بعد معلوم ہو کہ اس جگہ خدا کے فضل و کرم سے جملہ احوال حمد کے

Marfat.com

لائق ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو بھی شریعت مطہرہ پر سلامتی واستقامت بخشے۔ آمین

آپ کا مکتوب گرامی وطن میں بخیر وعافیت پہنچنے کے متعلق موصول ہوا۔ حالات سے آگاہی ہوئی۔ لیکن تعجب ہے کہ کتاب مستطاب مناقب احمدیہ سعیدیہ کے متعلق جو ملا عبدالخالق کے ہاتھ روانہ کی تھی آپ نے کچھ تحریر نہیں کیا اور نہ ہی یہ لکھا ہے کہ اس کتاب کو اس شہر کے علماء کے سامنے پیش کیا یا نہیں۔ نیز اس بات پر بھی تعجب ہے کہ جو پیغام آپ کے بھائی ملا سیف اللہ کے لئے دیا تھا وہ موصول ہوا یا نہیں۔ اور نہ ہی اس کے متعلق ملا سیف اللہ نے کچھ لکھا۔ میرے خیال میں ملا سیف اللہ نے بھی اس چیز کو آپ کے سامنے پیش نہیں کیا۔

دیگر عرض یہ ہے کہ اے میرے محب مرید صادق کیلئے یہ لازم ہے، بلکہ واجب ہے، کہ وہ اپنے پیرانِ کبار علیہم الرحمۃ کی پیروی جمیع افعال واقوال۔ اخلاق واطوار میں کرے اور حتی الامکان ان کی روش کی مخالفت نہ کرے۔ کیونکہ انکی مخالفت سے بے برکتی پیدا ہو جاتی ہے اور انسان فیض باطنی سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس برادر کو معلوم ہو کہ اس فقیر کے پیران عظام قدس سرہم عزیمت پر عمل کرتے ہیں اور کسی حاکم یا دولتمند سے کوئی وظیفہ وغیرہ قبول نہیں کرتے۔ چنانچہ یہ واقعہ مشہور ہے کہ محمد شاہ بادشاہ نے اپنے وزیر قمرالدین کو غوث زماں قطب دوراں حضرت مرزا مظہر جانجاناں صاحب قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس کی خدمت میں یہ پیغام بھیجا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بادشاہی عطا کی ہے حضور جتنا

Marfat.com

بھی ہدیہ جاہیں قبول فرمائیں۔آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " قُلْ مَتَاعُ الدُّنیا قَلِیْل " اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ دنیا تو ایک قلیل شئے ہے۔اس مولائے کریم نے ہفت اقلیم کو قلیل فرمایا ہے۔آپ کے پاس اس قلیل میں سے قلیل حصہ ہندوستان کی سلطنت ہے جو کچھ بھی معنی نہیں رکھتی۔آپ کے پاس کیا رکھا ہے۔ایسی ہیچ چیزوں کے قبول کرنے سے فقرا اپنی ہمت اور حوصلہ کو پست نہیں کیا کرتے۔امیروں میں سے کسی نے ایک بڑی حویلی۔خانقاہ اور مسجد شریف تعمیر کرائی اور فقرا کی روزی کے لئے بھی کچھ مقرر کیا۔لیکن جناب حضرت مرزا صاحب نے لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ ہماری نظروں میں اپنے یا دوسرے مکان کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔رہا روزی کے متعلق تو وہ ہر انسان کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے اپنے وقت پر ضرور ملے گی۔پس فقیروں کے لئے تو صبر وقناعت کا خزانہ کافی ہے۔ اور ہاں نواب نظام الملک نے تیس ہزار روپیہ نقد بطور نذرانہ پیش کیا آپ نے قبول نہ کیا۔ نواب نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ حضور آپ اس رقم کو اللہ کی راہ میں محتاجوں کو تقسیم فرما دیں آپ نے فرمایا میں آپ کا نوکر نہیں ہوں۔

جناب قطب دوراں قیوم زماں حضرت شاہ صاحب وجناب فیض مآب میرے مرشد قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ الاقدس نے کبھی کسی امیر اور دولت مند سے کوئی وظیفہ قبول نہیں کیا۔یہ فقیر بھی امیروں سے نذر اور دولتمندوں سے زمینیں وغیرہ نہیں لیتا۔میرے خیال میں اس برادر کو

Marfat.com

اور اس سے زیادہ کیا تحریر کروں۔ مجھے اس بھائی پر بہت ہی تعجب آرہا ہے کہ اپنے حضرات کی پیروی اور طریقہ کار کو پس پشت ڈال کر حاکموں سے بیس تھیلے بطور وظیفہ قبول کر لئے یہ طریقہ توکل کے خلاف ہے۔ اگر کوئی حاکم اس فقیر کو ایک لاکھ روپیہ نقد بلکہ سو لاکھ روپیہ بھی دے تو تب بھی قبول نہیں کرے گا۔ کیونکہ ہمارے حضرات قدسنا اللہ تعالیٰ نے حاکموں سے وظیفے قبول نہیں کیئے۔ ہمارے پیران کبار عزیمت پر عمل کرتے ہیں۔ پیری مریدی کے بہانے تجارت و زراعت کرنا اور امیروں کے آگے ہاتھ پھیلانا ان کا شیوہ نہیں۔ یہ حضرات اپنے مریدوں کو بھی منع فرماتے ہیں کہ پیری مریدی کو ذریعہ معاش نہ بنائیں اور اس کے صلے میں تجارت و زراعت سے پرہیز کریں اور امیروں سے وظائف وغیرہ قبول نہ کریں۔ فقط والسلام

مکتوب شریف ۲۸ اٹھائیسواں بنام دیانت پناہ قاضی حیدر شاہ صاحب

چند مسائل در مدح صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد اخوی اعزی اشدی قاضی حیدر شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ فقیر حقیر لاشئے دوست محمد جو حاجی کے نام سے مشہور ہے کی طرف سے بعد سلام مسنونہ کے معلوم ہو کہ نامہ گرامی جسمیں چند مسائل کے متعلق دریافت کیا گیا ہے موصول ہوا پڑھ کر مسرت ہوئی۔ سفر کی طیاری

Marfat.com

کی وجہ سے جواب دینے کی فرصت نہ تھی لیکن چونکہ اس بارے میں خطوط بار بار موصول ہوئے اس لئے مجبوراً جواب دینا پڑا۔ قبل اس کے کہ ان مسائل کا جواب لکھا جائے پہلے یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ ان آیات اور احادیث کو پہلے بیان کردوں جو کہ صحابہ کی تعریف میں وارد ہوئی ہیں۔ اس کے بعد فقہ کی کتابوں سے رافضیوں کا گالی دینے کے متعلق مختصراً بیان کرونگا۔

جاننا چاہئے کہ صحابۂ کبار اور خصوصاً چاروں خلفاء کی شان میں آیات اور احادیث اور صحابۂ کرام کے اقوال اتنی کثرت سے وارد ہیں کہ ان کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔ چند آیات مندرجہ ذیل ہیں:۔

"کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنہون عن المنکر و تؤمنون باللہ ولو اٰمن اہل الکتاب لکان خیرا لہم منہم المؤمنون واکثرہم الفسقون" یعنی تم ایک بہتر اُمت ہو جو دوسرے لوگوں کیلئے پیدا کی گئی ہے تم لوگ نیک کاموں کو بتلاتے ہو اور بری باتوں سے منع کرتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان لاتے ہو اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا۔ ان میں سے بعض تو مسلمان ہیں اور زیادہ ان میں سے کافر ہیں۔" اس آیت مبارک سے اس امت مرحومہ کی خیریت ثابت ہوتی ہے اور اس امت میں سب سے اول مخاطبین صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں پس یہ خیریت اور بہتری ان میں سب سے پہلے بدرجۂ اتم پائی جاتی ہے۔ لہذا جو اس کا انکار کریگا وہ قرآن کریم کا انکار کریگا۔ اور قرآن کریم کا منکر سوائے کافر کے اور کون ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کفر و خسران سے محفوظ فرمائے۔

Marfat.com

دوسری آیت "وکذالک جعلنٰکم اُمۃ وسطا لتکونوا شھدآء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا" اور ہم نے تم کو ایسی ہی ایک جماعت بنا دی ہے جو (ہر پہلو سے) اعتدال پر ہے تاکہ تم (مخالف) لوگوں کے مقابلہ میں گواہ ہو اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم پر گواہی دینے والے ہوں۔ اس آیت پاک سے بھی امت کی خیریت اور عدالت ثابت ہوتی ہے اور قیامت کے دن تمام سابقہ اُمتوں پر گواہی دینا ثابت ہوتا ہے اور یہ خیریت اور عدالت سب سے پہلے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں کامل درجہ پائی جاتی ہے۔

تیسری آیت: لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم واثابھم فتحاً قریباً و مغانم کثیرۃ یأخذونھا وکان اللہ عزیزاً حکیماً

ترجمہ۔ بالتحقیق اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے خوش ہوا جب کہ یہ لوگ آپ سے درخت (سمرہ) کے نیچے بیعت کر رہے تھے اور ان کے دلوں میں جو کچھ تھا اللہ کو وہ بھی معلوم تھا پس اللہ تعالیٰ نے ان میں اطمینان پیدا کر دیا اور ان کو ایک لگتے ہاتھ فتح دیدی اور اس (فتح میں) بہت سی غنیمتیں بھی دیں جن کو یہ لوگ لے رہے ہیں، اور اللہ تعالیٰ بڑا زبردست بڑا حکمت والا ہے۔

یہ آیت صلح حدیبیہ میں نازل ہوئی تھی۔ مومنین کی تعداد مہاجرین و انصار مل کر کوئی چودہ سو یا پندرہ سو تھی اور خلفاء اربعہ بھی ان میں موجود تھے۔ پس جن لوگوں سے حق تعالیٰ شانہ راضی ہو جائیں اور رضا کا مقام اولیاء کے مقامات میں سے آخری مقام ہے۔ پس روافض کو اندازہ لگانا چاہیئے کہ اس صورت میں

Marfat.com

جبکہ وہ صحابہؓ کو گالیاں دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے غضب کے علاوہ اور کیا حاصل کرسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے۔

چوتھی آیت: " محمد رسول اللہ والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعاً سجداً یبتغون فضلا من اللہ ورضواناً سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ذالک مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الانجیل کزرع اخرج شطأہ فآزرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقه یعجب الزراع لیغیظ بھم الکفار وعد اللہ الذین آمنوا وعملوا الصّٰلحٰت منھم مغفرۃ واجراً عظیماً۔ یعنی محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے صحبت یافتہ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز ہیں، اور آپس میں مہربان ہیں۔ اے مخاطب تو ان کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کررہے ہیں کبھی سجدہ کررہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہیں۔ ان کے آثار بوجہ تاثیر سجدہ کے ان کے چہروں پر نمایاں ہیں۔ یہ ان کے اوصاف توریت میں ہیں اور انجیل میں ان کا یہ وصف ہے کہ جیسے کھیتی کہ اس نے اپنی سوئی نکالی پھر اس نے اس کو قوی کیا پھر وہ اور موٹی ہوئی۔ پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہوگئی کہ کسانوں کو بھلی معلوم ہونے لگے تاکہ ان سے کافروں کو جلادے اللہ تعالیٰ نے ان صاحبوں سے جو ایمان لائے ہیں اور نیک کام کررہے ہیں۔ مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کررکھا ہے۔"

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی تفسیر نقل کی گئی ہے، کہ " اخرج شطأہ " سے مراد ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور " فآزرہ " سے مراد

Marfat.com

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور "فاستغلظ" سے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور فاستویٰ علیٰ سوقہٖ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراد ہیں۔ اور اسی طرح مدارک التنزیل میں بھی مذکور ہے۔ ان واضح البیان آیات سے معلوم ہو گیا کہ حق تعالیٰ شانہ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی کتنی زیادہ تعریف فرمائی ہے۔

مواہب اللدنیہ میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں فرمایا ہے۔ "محمد اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے وہ کفار پر بہت سخت ہیں اور آپس میں نہایت نرم دل ہیں (آخر سورۃ تک)۔ جب اللہ تعالیٰ نے خود خبر دی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اور اسمیں کوئی شک وشبہہ کی گنجائش نہیں ہے۔ صاحب مواہب اللدنیہ کا قول ہے۔ کہ "محمد رسول اللہ" مبتدا خبر ہیں۔ اور بیضاوی اور اس کے علاوہ دوسروں نے یہ کہا ہے کہ مشہور یہ کے واسطے جملہ تنبیہیہ ہے۔

یعنی قولہ "ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہٖ وکفیٰ باللہ شھیدا"

صاحب مواھب اللدنیہ نے کہا ہے کہ جائز ہے کہ رسول اللہ صفت ہو محمد کی اور محمد خبر ہو مبتدا محذوف کی۔ اور آیت مشتمل ہے تمامی اوصاف جمیلہ پر پھر آگے اللہ پاک نے صحابہؓ کی تعریف فرمائی ہے کہ والذین معہ الآیہ یعنی وہ لوگ جو اس پر ایمان لے آئے ہیں وہ کفار پر بڑے سخت ہیں اور آپس میں نہایت رحم دل ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ عنقریب اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم کو لائیں گے جو اللہ سے محبت کرنے والی ہوگی اور اللہ تعالیٰ اس سے محبت

Marfat.com

کریں گے اور وہ قوم مومنین کے حق میں نہایت نرم ہوگی اور کفار پر بہت سخت ہوگی۔

پس اللہ تبارک تعالیٰ نے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی صفت شدت و غلظت کو کفار کیلئے بتایا اور رحمت و نیکی کو نیک لوگوں (مومنین) کے لئے خاص فرمایا۔ پھر اللہ پاک نے ان کے کامل اخلاص کے ساتھ کثرت اعمال کی تعریف فرمائی۔ پس جو کوئی بھی ان صحابہؓ کو دیکھے گا ان کے خلوص نیت اور بہترین اعمال کی وجہ سے ان کے آثار و ہدایات کو پسند کرے گا۔

حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ نصاریٰ جب ان صحابۂ کرامؓ کو دیکھتے تھے جنہوں نے شام کو فتح کیا تھا تو کہتے تھے کہ اللہ کی قسم یہی وہ بہترین حواریین ہیں جن کے متعلق ہمیں خبر پہنچی ہے اور انہوں نے تصدیق کی کہ یہی وہ امت محمدیہ ہے اور خصوصاً صحابہ کرامؓ جن کا ذکر خیر بڑی عظمت کے ساتھ ہماری کتاب میں مذکور ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی کتاب میں اس جگہ فرمایا ہے کہ " ذٰلك مثلهم في التوراة ومثلهم في الانجيل " یعنی توریت میں ان کے یہ وصف ہیں اور انجیل میں ان کا یہ وصف مذکور ہے کہ جیسے ایک کھیتی ہے اور اس نے اپنی سوئی نکالی پھر اس نے اس کو مضبوط کیا اور قوت بخشی۔ یہاں تک کہ وہ موٹی بڑی اور لمبی ہوکر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو جاتی ہے۔ اور اپنی قوت و مضبوطی اور حسن منظر کے اعتبار سے کسانوں کو اچھی لگنے لگتی ہے۔ پس اسی طرح اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو مضبوط کیا اور ہر معاملہ میں اس کی تائید و نصرت کی۔ پس وہ اس کے

Marfat.com

ساتھ اس طرح لگے رہے جس طرح کھیتی کے ساتھ اس کا خوشہ ہوتا ہے تا کہ کفار ان سے جلیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت ہے کہ انہوں نے ان ہی آیات سے استنباط کیا ہے کہ وہ روافض جو صحابہ کرام سے بغض رکھتے ہیں وہ کافر ہیں اس لئے کہ روافض صحابہ کرام سے جلتے ہیں اور جو صحابہ کرام سے جلے پس وہ کافر ہے۔ اور آپکے اس فتوے پر بہت سے علماء نے آپ کی موافقت کی ہے۔ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت سے ثابت ہوا کہ جو کوئی بھی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے جل کر ان کو گالی بکے وہ کافر ہے۔ چہ جائیکہ شیخین رض کو نعوذ باللہ سب کرنا۔ کیونکہ ان کی شان تو دیگر صحابہ رض سے بہت زیادہ بلند ہے۔

پانچویں آیت: للفقرآء المھاجرین الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا وینصرون اللہ ورسولہ ؕ اولٰئک ھم الصٰدقون ؕ والذین تبوء الدار والایمان من قبلھم یحبون من ھاجر الیھم ولا یجدون فی صدورھم حاجۃ مما اوتوا و یؤثرون علیٰ انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ ومن یوق شح نفسہ فاولٰئک ھم المفلحون ؕ یعنی ان حاجتمند مہاجرین کا (بالخصوص) حق ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے (جبراً و ظلماً) جدا کر دیئے گئے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل یعنی جنت اور رضامندی کے طالب ہیں اور وہ اللہ اور اس کے رسول کے دین کی مدد کرتے ہیں اور یہی لوگ ایمان کے سچے ہیں اور (نیز) ان لوگوں کا بھی حق ہے جو دار الاسلام یعنی (مدینہ) میں ان (مہاجرین) کے (آنیکے)

Marfat.com

قبل سے قرار پکڑے ہوئے ہیں۔ جو ان کے پاس ہجرت کرکے آتا ہے اس سے یہ لوگ محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ ملتا ہے اس سے یہ (انصار) اپنے دلوں میں کوئی رشک نہیں پاتے اور اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگرچہ ان پر فاقہ ہی ہو اور واقعی جو شخص اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جائے ایسے ہی فلاح پانے والے ہیں۔

فقراء اور مہاجرین کی حق تعالیٰ نے اس طرح تعریف فرمائی ہے کہ وہ اللہ کے اس فضل کو تلاش کرتے ہیں جس کا نام جنت ہے اور اللہ کی خوشنودی طلب کرتے ہیں اور یہ کہ وہ اللہ کے دین اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرتے ہیں۔ اور یہ کہ وہ جہاد کرنے اور ایمان لانے میں بالکل سچے ہیں اور حضرات شیخین بھی فقراء اور مہاجرین میں سے ہیں، جیسا کہ سیرت اور احادیث کی کتابیں پڑھنے والوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ جاننا چاہیئے کہ خلفاء اربعہؓ کی محبت دین کے فرائض میں سے ہے جیسا کہ مواہب اللدنیہ میں مذکور ہے۔ طبرانی نے الریاض میں ذکر کیا ہے اور اس کو اپنی سیرت میں ایک گروہ کی طرف منسوب کیا ہے کہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ کی محبت تم پر فرض کی ہے۔ جیسا کہ نماز روزہ۔ زکوٰۃ و حج تم پر فرض کیا گیا ہے پس جو شخص ان کی فضیلت کا انکار کریگا اس کی نماز۔ زکوٰۃ۔ روزہ و حج کوئی چیز بھی قبول نہیں کی جائیگی اور حافظ السلفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مشائخ سے حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت میری اُمت پر واجب ہے۔

پھر صاحب مواہب اللدنیہ نے یہ فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

سے محبت کرنے والے کی محبت جیسا کہ آپ کے آل بیت اور آپ کے اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے محبت کرنا، تو یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے کی علامت ہے۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کی علامت ہے۔ اور اسی طرح ان سے دشمنی رکھنے والے سے دشمنی رکھنا اور ان سے بغض رکھنے والے اور سب کرنے والے سے بغض رکھنے کا معاملہ ہے۔ پس جب کوئی شخص کسی سے محبت کرے تو اس کو چاہیئے کہ اپنے محبوب سے محبت کرنے والے سے محبت کرے اور بغض کرنے والے سے بغض کرے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تو ایسی قوم کو نہیں پائے گا جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہوں، لیکن ان لوگوں سے دوستی کریں جو اللہ و رسول کے برخلاف ہوں۔

پس حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے آل بیت اور آپ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ آپ کی اولاد اور آپ کی ازواج مطہرات سے محبت کرنا دین کے واجبات مقررہ میں سے ہے اور ان کی ذات اقدس سے بغض و عداوت رکھنا ہلاک کر دینے والے عذاب میں سے ہے۔ اور منجملہ ان کی محبت کے ان کی عزت کرنے اور ان کے ساتھ نیکی کرنے اور ان کے حقوق کا بجا لانے اور ان کی اقتدا کرنا واجب ہوتا ہے اس طرح پر کہ ان کی سنتوں اور آداب اور اخلاق پر چلے اور ان کے اقوال پر عمل کرے کہ جس میں عقل کو دخل نہیں اور ان کی اچھی تعریف کرے، یعنی ان کے اوصاف جمیلہ کو تعظیم کے ارادہ سے بیان کرے۔ بے شک

Marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتاب مجید میں ان کی بہت اچھی تعریف فرمائی ہے اور جس کی تعریف اللہ نے فرمائی ہو پس اسکی تعریف کرنا اور اس کے لئے دعائے مغفرت کرنا واجب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔" اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے ہیں کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں معاف فرمادے اور ہمارے ان بھائیوں کو معاف فرمادے جو ایمان لانے میں ہم سے سبقت لے چکے ہیں۔ اور اے رب، ہمارے دلوں میں ان لوگوں کی جانب سے جو ایمان لائے ہیں کسی قسم کا کینہ پیدا نہ ہونے دیجئے اے ہمارے رب بے شک تو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔"

مواہب اللدنیہ میں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ تم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مغفرت طلب کرو۔ اور یہ لوگ ان کو گالیاں دیتے ہیں۔ (رواہ مسلم) اور استغفار کرنے کا فائدہ خود استغفار کرنے والے کو بھی پہنچتا ہے۔ اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہنا اور طعن کرنا اگر ان امور میں ہو جن کے بارے میں دلائل قطعیہ وارد ہوں بالکل کفر ہے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگانا۔ اور اگر اس کے متعلق دلائل قطعیہ وارد نہ ہوں تو بدعت اور فسق ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے لوگو تم مجھے، میرے احباب، میرے سسرال اور میرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں محفوظ رکھو۔ ان میں سے کسی ایک پر بھی ظلم کرنے کے بارے میں تم سے اللہ تعالیٰ مطالبہ نہ کرے، کیونکہ یہ ایسی چیز نہیں ہے جس کو

Marfat.com

اللہ تعالیٰ معاف کر دیں۔

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کی قسم تم میرے صحابہؓ کو میرے بعد نشانہ نہ بنا لینا۔ کیونکہ جس شخص نے ان کے ساتھ محبت کی اس نے میرے ساتھ محبت کی اور جس نے ان کے ساتھ بغض رکھا اس نے میرے ساتھ بغض رکھا۔ اور جس نے ان کو ایذا پہنچائی اس نے مجھے ایذا پہنچائی اور جس نے مجھے ایذا پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا پہنچائی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو پکڑ لے۔ (رواہ المخلص الذہبی)

بعض کا قول ہے کہ اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے محبت کرنے کی اور ان سے عداوت و دشمنی سے بچنے کی وصیت اور تاکید فرمائی ہے۔ اسمیں یہ بھی اشارہ ہے کہ ان سے محبت کرنا ایمان ہے اور ان سے عداوت کرنا کفر ہے۔ ان کی ذات سے بغض رکھنا رسول پاکؐ سے بغض رکھنا ہے۔ اور یہ بات پہلی حدیث سے ظاہر ہو چکی ہے جس میں کسی قسم کے نزاع کی ضرورت ہی نہیں۔ اور حضور کا یہ فرمانا کہ تم سے اس وقت تک کوئی بھی کامل ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کو اس کی جان سے زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی ذات کے مرتبہ میں شمار فرمایا ہے۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جو تکلیف و ایذا ان کو پہنچائی جائے گی وہ ان کے واسطے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پہنچے گی۔ اور وہ نشانہ جس پر کہ تیر مارا جا رہا ہے اس سے تاکیداً منع کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی وعید بھی سنا دی ہے۔ اور

Marfat.com

اس کی حرمت کی شدت بھی معلوم ہو چکی ہے۔

ایک روایت مرفوع میں ہے کہ جو کوئی میرے صحابی کو گالی دے اس کو کوڑے لگائے جائیں۔

قاضی عیاض نے ذکر کیا ہے کہ جس شخص نے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بغض رکھا اس کا مسلمانوں کے فئی میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اور یہ استدلال انہوں نے آیتہ الحشر یعنی " والذین جآؤا من بعدھم " سے کیا ہے۔

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں بہت زیادہ احادیث ہیں کہ جن کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔ تاہم چند ایک یہاں ضرور بیان کرینگے تاکہ رسالہ ان سے خالی نہ رہے۔

پہلی حدیث جسکو احمد۔ ابوداؤد والترمذی اور ان کے علاوہ بہت سے لوگوں نے صحیح اسانید کے ساتھ نقل کیا ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب میری اُمت کے تہتر فرقے ہو جائیں گے ایک کے سوا باقی سب جہنم میں جائیں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ وہ کونسا فرقہ ہو گا۔ آپ نے فرمایا یہ فرقہ وہ ہو گا جو اس راستہ پر رہا جس پر کہ میں اور میرے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تھے۔ اور اسی طرح السین المسؤل میں بھی مذکور ہے۔ غرض حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی محبت پر راہ نجات کا انحصار ہے۔

دوسری حدیث یہ ہے کہ " میرے صحابہؓ نجوم کی مانند ہیں جس کی

Marfat.com

بھی تم اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے "

روایت کیا اس کو بیہقی نے اور اسی طرح عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے اور ایسے ہی السیف المسئول میں مذکور ہے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہر صحابی کو ستارے سے تشبیہ دی ہے۔

تیسری حدیث الطبرانی کی ہے۔ چوتھی الحافظ السلفی کی ہے اور پانچویں الغلعی کی اور چھٹی المخلص الذھبی کی ہے۔ طوالت کے خوف سے ان کا ذکر کرنا مناسب نہیں۔

ساتویں حدیث جس کو عبد بن حمید نے اپنی مسند میں اور ابو نعیم وغیرھما نے ابو داؤدؓ کے طرق سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص جس پر سورج طلوع وغروب ہوتا ہو ایسا نہیں جو ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے افضل ہو ہاں مگر نبی سے نہیں (نبی سب سے افضل ہے) اور دوسرے الفاظ میں یہ ہے۔ کسی ایسے شخص پر سورج طلوع وغروب نہیں ہوتا نبیین ومرسلین کے بعد جو کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہو۔ اور اسی طرح جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ سورج طلوع نہیں ہوتا ایسے شخص پر جو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہو۔ اس کو طبرانی نے اور اس کے علاوہ دوسروں نے بھی نقل کیا ہے اور اس کی صحت اور حسن ہونے کے اور بھی بہت سے دلائل موجود ہیں بے شک ابن کثیر نے بھی اس حدیث کی صحت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

آٹھویں حدیث جسکو طبرانی نے ابن عدی عن سلمہ بن اکوعؓ سے نقل کیا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کے علاوہ

Marfat.com

تمام لوگوں سے بہتر ہیں۔

نویں حدیث ابن عساکر انسؓ سے نقل کیا ہے کہ ابوبکرؓ وعمرؓ سے محبت کرنا ایمان ہے اور ان سے بغض رکھنا کفر ہے۔ چنانچہ ان احادیث اور آیات بینات سے یہ واضح ہو گیا کہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی محبت و توقیر کرنا لازمی ہے۔

جو کچھ میں نے ابھی آپ کے سامنے ذکر کیا ہے یعنی آیات بینات، اور احادیث صحیحہ) ان سے اکثر علماء کرام نے یہی فیصلہ فرمایا ہے کہ شیخینؓ کو گالی دینے والا کافر ہے اور جب تک وہ رافضی رہتا ہے اس کی توبہ بھی قبول نہیں ہوتی۔ جب کوئی شیخین کو گالی دیتا ہے تو کافر ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل جانتا ہے تو اس صورت میں کافر نہیں ہوتا مگر بدعتی ضرور ہو جاتا ہے۔ (عالمگیری)

یہ بھی ایک قول نقل کیا ہے کہ شیخین میں سے کسی ایک کو بھی سب کرنے سے کافر ہو جائے گا۔

بحر میں جوہرہ صدر الشہید کی طرف منسوب کرتے ہوئے روایت ہے کہ جس شخص نے شیخین کو گالی دی یا ان پر عیب لگایا تو کافر ہو گیا۔ اور اسکی توبہ قبول نہیں ہوگی۔ الدبوسی اور ابو اللیث کا بھی یہی قول ہے اور یہی فتویٰ کے لئے مختار ہے اور اسی پر اشباہ میں اعتماد کیا گیا ہے اور مصنف نے بھی یہ کہتے ہوئے اس کا اقرار کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والے کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔ یہ قول اس کو تقویت دیتا ہے اور فتویٰ اور قضا کے لئے

Marfat.com

اسی پر اعتماد ہونا چاہیئے اس لئے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب کی رعایت کی جائے گی (در مختار)۔ البزازیہ میں الخلاصہ سے نقل کیا گیا ہے کہ جب رافضی شیخین کو گالیاں بکے گا یا لعنت کریگا تو وہ کافر ہو جائے گا (ردالمختار) بعض علماء نے اکثر علماء سے نقل کیا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالیاں بکنے والا کافر ہے (زواجر)۔ مقدمہ ممنوعہ کے لئے اثبات کے طور پر میں لکھتا ہوں کہ سبّ شیخین کفر ہے اور احادیث صحیحہ اس پر دلالت کرتی ہیں۔ جیسے مجاہد۔ طبرانی اور حاکم نے عویمر بن الساعدہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چن لیا ہے اور میرے لئے میرے اصحابہ کو چن لیا ہے اور ان میں سے اللہ تعالیٰ نے کسی کو وزیر بنایا۔ کسی کو انصار بنایا ہے اور کسی کو میرا سسرال بنایا ہے۔ پس جو کوئی ان کو گالی بکے گا اس پر اللہ کی اور اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی۔ اور اس کا کسی قسم کا صدقہ خیرات قبول نہیں کیا جائیگا۔ الدار قطنی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب میرے بعد ایک قوم آئے گی (لھم نبز) ان کو رافضی کہیں گے پس تو ان کو جہاں کہیں بھی پائے ان کو قتل کر کیونکہ وہ مشرک ہیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ان کی علامت کیا ہے حضور نے فرمایا کہ وہ تعریف کرنے میں غلط بیانی سے کام لیں گے اور سلف صالحین کی عیب جوئی کرینگے۔ اور اسی طرح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دوسرے طرق سے بھی نقل کیا گیا ہے اور یہ زیادتی بھی انہی سے بیان کی گئی ہے کہ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سبّ بکیں گے

Marfat.com

اور جس نے میرے صحابہؓ کو سب بکا پس اس پر اللہ کی لعنت فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

بہرحال ایسی احادیث بہت زیادہ ہیں جنکی اس رسالہ میں گنجایش نہیں۔ پس خبر صحیح سے سب شیخین کفر ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے ان کے ساتھ بغض کیا اس نے میرے ساتھ بغض کیا اور جس نے ان کو تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ کو تکلیف دی۔ اسی طرح ابن عساکرؒ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نقل کی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت عین ایمان ہے اور ان سے بغض کفر ہے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ میں نقل فرمایا ہے کہ اگر کسی آدمی پر سب شیخین نعوذ باللہ ثابت ہو جائے تو اس کو قتل کرنا چاہیئے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوالحسن تو اور تیرا گروہ جنت میں ہونگے اور وہ قوم جو یہ گمان کرتی ہوگی کہ وہ آپ سے محبت کرتے ہیں وہ اسلام کی توہین کو کم کر دیں گے اور پھر اس کو چھوڑ بھی دینگے اور اس دین سے ایسے بچ کر نکل جائیں گے جیسا کہ تیر کمان سے نکل جاتا ہے ان کی تعداد مختصر ہوگی ان کو رافضی کہا جائے گا، پس اگر تو ان کو پائے تو انکو قتل کرنا کیونکہ وہ مشرک ہیں۔ (رواہ الدار القطنی) اور اسی طرح یہ بھی حضرت علیؓ سے روایت کی گئی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب میرے بعد ایک قوم آئے گی جن کی تعداد مختصر ہوگی ان کو رافضی کہا جائے گا اگر تو ان کو پائے تو ان کو

Marfat.com

قتل کرنا اس لئے کہ وہ مشرک ہیں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ان کی کیا علامت ہے آپ نے فرمایا کہ وہ تیری تعریف میں افراط کرینگے جو تجھ میں نہیں ہے اور سلف صالحین میں عیب جوئی کریں گے۔ اور دار قطنی نے اس کو دوسرے طرق سے اسی طرح روایت کیا ہے اور اسمیں یہ زیادہ نقل کیا ہے کہ وہ اہل بیت کی محبت کا دعویٰ کرینگے حالانکہ وہ ایسے نہیں ہونگے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ وہ ابوبکرؓ و عمرؓ کو گالیاں دیں گے اور اسی طرح دوسرے طریق سے فاطمۃ الزہراء اور ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی گئی ہے۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی گئی ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علیؓ کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں کہ اگر تم اس کو کرلو تو اہل جنت میں سے ہو جاؤ گے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میرے بعد ایک قوم ہوگی جن کو رافضی کہا جائیگا اگر تو ان کو پائے تو ان کو قتل کرنا اس لئے کہ وہ مشرک ہیں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا حضورؐ ان کی علامت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ ابوبکرؓ و عمرؓ کو گالیاں بکتے ہونگے۔ (روایت کیا اس کو طبرانی اور بغوی نے)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایک قوم ہوگی جنکو رافضی کہا جائے گا وہ اسلام سے پھر جائینگے۔

(رواہ بیہقی)

فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ یہ جنت

Marfat.com

میں ہوگا اور ان کے گروہ میں ایک جماعت ہوگی جو اسلام سے نکل جائے گی (ظم نبز) ان کو رافضی کہا جائیگا۔ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر آپ ان کو پائیں تو ان کو قتل کرنا اس لئے کہ وہ مشرک ہیں (اسکو طبرانی اور بغوی نے نقل کیا ہے)

علامہ بغوی نے معالم میں نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ حضورؐ نے میرے متعلق فرمایا کہ تمہاری شکل وصورت اہل جنت کی سی ہے اور بے شک ایک قوم آئے گی جو تمہاری محبت کا دعویٰ کرے گی قرآن پڑھے گی مگر قرآن حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ اوباش لوگ ہونگے اور رافضی کہلائیں گے اگر آپ ان کو پائیں تو ان کو قتل کرنا اس لیئے کہ وہ مشرک ہیں۔ اور روایت کی ہے الهروی نے ابراہیم بن الحسن بن الحسین بن علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت میں آخری زمانے میں ایک قوم ظاہر ہوگی جنکو رافضی کہا جائے گا جو اسلام کو چھوڑ دینگے

ایک روایت نقل کی ہے الحافظ الدبوسی اور حافظ رضی الدین احمد بن اسماعیل بن یوسف بن الحاکم عن ابن عمرؓ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو فرمایا کہ آپ جنتی ہیں اور عنقریب میرے بعد ایک قوم ہوگی جن کو رافضی کہا جائیگا اگر آپ ان کو پائیں تو ان کو قتل کرنا کیونکہ وہ لوگ مشرک ہیں۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ان کی علامت کیا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ جمعہ اور جماعت کا کچھ لحاظ نہ کرینگے (یعنی ان کو چھوڑ دینگے) اور حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ کو گالیاں دینگے۔ اور طبرانی اور حاکم نے عدیم بن انساعدہ سے نقل کیا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک مجھے اللہ پاک

Marfat.com

نے چن لیا ہے اور میرے لئے میرے صحابہؓ کو چن لیا اور اللہ نے ان میں سے کسی کو میرا وزیر بنایا اور کسی کو انصار اور کسی کو سسرال بنایا پس جو شخص بھی ان کو گالی دیگا اس پر اللہ کی لعنت فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی (السیف المسلول)

جو شخص اس بات کا قائل ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ جسم رکھتا ہے وہ کافر ہے۔ یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کا جسم ہے یا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پاؤں اور چہرہ ہے یہ کفر ہے۔ جس شخص نے کہا کہ حق تعالیٰ سبحانہ کا جسم ہے اور اس کے لئے مکان ہے اور اس پر بھی زمانہ گزرتا ہے اور اسی طرح کی کوئی اور بات کہی تو وہ کافر ہے۔ ملا علی قاری کا قول ہے کہ بدعت ایمان معرفت کو ضائع نہیں کرتی مگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ علم کا انکار کرنا اور اللہ تعالیٰ کو جسم والا کہنا پس یہ دونوں چیزیں بالاجماع بغیر کسی اختلاف کے کفر ہیں۔

منہ میں نسوار رکھنے کے بارے میں

ظاہری اعتبار سے منہ میں نسوار کا رکھنا روزہ کو توڑ دیتا ہے۔ اس لیے کہ اس سے بدن کی اصلاح ہوتی ہے۔ قبض دور ہوتا ہے اور طبیعت کو تسکین حاصل ہوتی ہے۔ اور چیز جو کہ محققین حضرات نے ذکر کی ہے یعنی معنی افطار یہ ہے کہ کوئی ایسی چیز جس میں بدن کی اصلاح ہو۔ پیٹ میں پہنچ جائے۔ خواہ وہ دوا ہو یا غذا ہو۔ (ردالمختار)

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ فقہ کی کتابوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ روزہ کے توڑنے والی چیز کا صحیح اعتبار اسی وقت ہوگا جبکہ یقینی طور پر اس کا معدہ

Marfat.com

یا دماغ میں پہنچ جانا معلوم ہو جائے۔ پھر اگر وہ پہنچنے والی چیز صورتاً و معناً دونوں اعتبار سے روزہ توڑنے والی ہو جیسا کہ کوئی ایسی چیز جو غذا کے طور پر کھائی جاتی ہے یا دوا کے طور پر استعمال کی جاتی ہے تو اسمیں کفارہ بھی ہوگا اور اگر مفطر صرف صورتاً ہے معناً نہیں ہے تو اس میں کفارہ نہیں مثلاً ایسی چیز کھائی جائے جو کہ غذا کے طور پر نہیں کھائی جاتی اور نہ ہی دوا کے طور پر استعمال ہوتی ہے جیسے لوہا اور چونا۔ اور یہ اس وقت ہے جبکہ اس کا معدہ یا دماغ میں پہنچ جانا یقینی ہو۔ اور اگر پہنچنے میں شک ہو تو پھر امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تو مفسد صوم ہے جیسے کہ تر قسم کی دوا جائفہ (پیٹ کا زخم) اور آمہ (دماغ کا زخم) ہیں کہ اس قسم کی دوا لگانے سے روزہ ٹوٹ جائیگا اور صاحبینؒ فرماتے ہیں روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ پہنچنے کا یقین نہیں ہوا۔ اور اس میں بھی ہمارا یہی قول کہ باوجود منہ میں داخل کر دینے کے اگر اس چیز کا وصول معدہ میں یقینی طور پر نہیں ہوا تو پھر بھی مفسد نہیں ہے (اجماعاً) مثلاً لوہا منہ میں ڈال لیا ہو مگر ایسی کوئی چیز بلا ضرورت منہ میں ڈالنا مکروہ ہے اگر اس چیز کے وصول میں شک ہے تو ابوحنیفہؒ کے قیاس پر تو مفسد ہو جائیگا اور صاحبین کے قیاس پر مفسد نہیں ہوگا اور مزید غور کے لئے جو کچھ ہم نے تحریر کیا ہے کتابوں کے حوالے سے دیکھ لیجئے اور اپنے مطلب کو سمجھ لیجئے اور مختصر کہا ہے کہ کسی چیز کا چبانا روزہ دار کے لئے مکروہ ہے یہ حکم اس وقت ہے جبکہ وہ چیز چبانے سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جاتی یا وہ نہیں پگھلتی لیکن اگر چبانے سے ٹوٹ جائے یا پگھل جائے تو روزہ کو توڑ دیتی ہے (برجندی) اگر تاگا بٹنے والے کا تھوک تاگے کے رنگ سے رنگین ہو جائے اور وہ اس کو نگل لے تو اگر اس کے تھوک کا رنگ

Marfat.com

اس رنگ کے مانند ہو جائے تو روزہ ٹوٹ جائیگا (یعنی رنگ غالب ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا) (شمنی)۔ روزہ دار کے لئے مصطگی یا کسی اور گوند کا چبانا مکروہ ہے اور اس سے مراد چبائی ہوئی مصطگی ہے لیکن سیاہ اور بغیر چبایا ہوا گوند پس وہ مفسد ہے۔ (ابو المکارم)

مصطگی کا چبانا روزہ کو نہیں توڑتا ہے اس لئے کہ وہ معدہ میں نہیں پہنچتی۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر وہ مُلتَئِماً (جڑنے والی) نہ ہو تو پھر روزہ ٹوٹ جائیگا۔ (ہدایہ) کیونکہ اگر کسی نے اس کو چبایا نہیں ہے تو وہ معدہ میں پہنچ جائیگی (کفایہ) دیگر کتب فقہ میں بھی اسی طرح مذکور ہے۔ اور جاننا چاہیئے کہ بلا ضرورت کسی چیز کا منہ میں داخل کرنا جبکہ یہ یقین ہے کہ وہ چیز جوف معدہ میں نہیں پہنچے گی مکروہ تحریمی ہے اور اس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے۔ پس اگر کوئی چیز ایسی ہے کہ اس کا معدہ میں پہنچ جانا شک کی بات ہے بلکہ غالب گمان اس کے پہنچ جانے کا ہے تو یہ جائز نہیں ہے۔ اور اگر وہ اس کا بار بار ارتکاب کرنے والا ہو تو یہ نہی تعزیر کو واجب کرتی ہے۔ ذیلعیؒ نے کہا کہ مصطگی وغیرہ گوند کا چبانا مکروہ ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا کہ اس میں روزہ توڑ دینے کی طرف پیشقدمی ہے۔

ذیلعیؒ نے فرمایا کہ ہم نے جو روزہ دار کو کوئی لیسدار چیز چبانا مکروہ قرار دیا ہے کیونکہ چبانے والے پر روزہ نہ رکھنے کی تہمت لگائی جائے گی کیونکہ جو کوئی اسکو دور سے دیکھے گا یہی گمان کریگا کہ کچھ کھا رہا ہے تو گویا یہ ایک قسم کی تہمت کا موجب بن جاتا ہے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی بھی اللہ اور قیامت پر

Marfat.com

ایمان رکھتا ہے تو اس کو چاہئے کہ وہ ایسی جگہ ہرگز ہرگز نہ جائے جو کہ تہمت کے مواقع ہوں' اور حضرت علیؓ سے فرمایا کہ آپ کو ایسے کاموں سے بچنا لازم ہے جن سے لوگوں کے دلوں میں بدگمانی پیدا ہو اگرچہ اس کا آپ کے پاس کوئی معقول عذر بھی کیوں نہ ہو۔

مکروہ ہے چبانا سفید گوند کا جبکہ وہ ممضوغ ملتئم ہو اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر روزہ توڑنے والا ہو جائے گا۔ اور ایسے روزہ دار مرد کو گوند چبانا مکروہ ہے مگر جبکہ وہ تنہائی میں ہو تو مکروہ نہیں (درمختار)۔ (قولہ ابیض) اور ان کا یہ قول کہ سفید ہو یہ قید اس لئے لگائی ہے کہ سیاہ گوند اور غیر ملتئم میں سے کچھ نہ کچھ معدہ اور حلق میں ضرور پہنچ جاتا ہے پس اس بات کو نوٹ کر لیجئے۔ اور قطع کا حکم لگانا اس لئے ہے کہ عدم وصول کے ساتھ معلل ہے پس اگر وہ چیز ایسی ہو کہ وہ عادۃً معدہ میں پہنچنے والی ہو تو پھر روزہ کے ٹوٹ جانیکا حکم دیا جائیگا کیونکہ پھر تو وہ یقیناً پہنچنے والی کی مانند ہے۔

نسوار کا بدبودار ہونا

اس کے متعلق میں کہتا ہوں کہ علماء کی رائے مختلف ہے۔ بعض تو کہتے ہیں کہ مکرو ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حرام ہے۔ اور بعض جائز قرار دیتے ہیں ۔(اس کو تالیف کے ساتھ منفرد کیا ہے)۔ اور شرنبلالی کی شرح وہبانیہ میں ہے کہ تمباکو کی خرید و فروخت کرنا اور اسکا پینا سب منع ہے اور تمباکو کو روزہ کی حالت میں پینے والا بلاشک روزہ کو توڑنے والا ہے۔ اور شیخ العمادی نے ھدیۃ میں اس کا مکروہ ہونا ذ فرمایا ہے تو میں کہتا ہوں کہ عمادی کا قول بظاہر مکروہ تحریمی ہے اور اس کی خرید

Marfat.com

فروخت کرنے والا فاسق ہے کیونکہ انہوں نے فصل الجماعۃ میں کہا ہے کہ ایسے شخص کی اقتدا مکروہ ہے جو سور کھانے والا ہو یا کوئی اور ایسی حرام چیز استعمال کرتا ہو یا بدعات مکروہہ میں سے کسی چیز کے استعمال پر ہمیشگی کرتا ہو جیسا کہ ہمارے زمانے میں تنباکو نوشی کی بدعت کا رواج ہے۔ خصوصاً جب خلیفہ وقت ان چیزوں سے منع کر دے۔ (ردالمختار)

کسی چیز کا بغیر کسی عذر کے چکھنا اور چبانا مکروہ ہے اگرچہ وہ چبائی جانے والی چیز مصطگی (گوند) ہو کیونکہ اس میں اپنے آپ کو روزہ افطار کرنے کی دعوت دیتا ہے اور نیز اس لئے کہ اس کو بے روزہ دار ہونے کے ساتھ الزام دیا جائے گا کیونکہ کوئی اگر اس کو دور سے دیکھے گا تو یہی سمجھے گا کہ یہ کچھ کھا رہا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ حکم اس وقت ہے جبکہ وہ مصطگی چبائی ہوئی ہو اس لئے کہ اس سے کوئی حصہ الگ نہیں ہوگا اگر وہ چبائی ہوئی نہ ہو تو وہ روزہ ٹوٹ جائیگا اس لئے کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی اور اس کا کچھ نہ کچھ حصہ پیٹ میں پہنچ جائے گا۔ (درد شرح غرر)۔ روزہ دار نے اگر ریشم کو بٹنے کے لئے منہ میں ڈالا اور اس کا سبز یا پیلا یا سرخ رنگ نکلا اور اس کے تھوک میں مل گیا اور اس کا تھوک سبز یا پیلا یا سرخ ہو گیا اور وہ اس تھوک کو نگل گیا اور اس کو اپنا روزہ دار ہونا یاد تھا تو اس کا روزہ ٹوٹ گیا (قاضی خاں)

میرے بھائی کم فرصت ملنے کی وجہ سے چند ایک مسائل کتب فقہ سے نقل کر دیئے ہیں۔ کم زیادہ پر دلالت کرتا ہے اور قطرہ حوض کی خبر دیتا ہے لیکن وہ جانتے ہیں کہ اکثر خصوصاً مسائل اجتہادیہ اختلاف سے خالی نہیں ہیں۔

Marfat.com

چنانچہ پہلے مسئلہ میں بھی بعض علماء اس کے خلاف گئے ہیں لیکن جو کچھ اکثر علماء کے نزدیک راجح اور مفتی بہ ہے اور فقیر اور فقیر کے بزرگ پیروں کا مختار ہے لکھا گیا ہے اللہ تعالیٰ ان کے مقدس بھیدوں سے ہم کو مقدس بنائے۔ آمین

(زیادہ والسلام)

مکتوب انتیسواں ۲۹ بنام قاضی حیدر شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

خط کے آغاز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنے کے بیان میں!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فقیر حقیر لاشی دوست محمد مشہور بہ حاجی کی طرف سے واضح ہو کہ ملا میر واعظ آخوندزادہ صاحب نے فقیر سے دریافت کیا تھا کہ خط کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنا کیسا ہے۔ میں نے جواب دیا یا تو مسنون ہے یا مستحب۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنے کی کیفیت میں نے ان کو بیان کر دی تھی۔ اس کے بعد میرے دل میں آیا کہ یہ مسئلہ قاضی صاحب کو بھی تحریر کر دوں کیونکہ اس مسئلہ سے وہ واقف نہیں ہونگے۔

اے بھائی! شعبی نے فرمایا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کی ابتدا میں قریش کی رسم و رواج کے مطابق مکتوبات گرامی کے شروع میں باسمك اللهم تحریر فرمایا کرتے تھے۔ لیکن جب بسم اللہ مجریها ومرسها نازل ہوئی تو اس کے بعد سے خط کے شروع میں بسم اللہ

Marfat.com

لکھنے لگے اور جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی " قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمٰن "
تو بسم اللہ الرحمٰن لکھنے لگے اور جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔
" انہٗ من سلیمان وانہٗ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم " تو آپ
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنے لگے۔

جب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکتوب گرامی دحیۃ الکلبی رضؓ
کے ذریعہ روم کے بادشاہ ہرقل کو روانہ کیا پس اس نے اس کو پڑھا تو
یہ اس میں لکھا ہوا تھا:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ من محمد بن عبد اللہ ورسولہ
الیٰ ھرقل عظیم الروم سلام علیٰ من اتبع الھدیٰ ۔ امّا بعد
فانی ادعوک بدعایۃ الاسلام اسلم تسلم یوتاک اللہ اجرک
مرتین وان تولیت فان علیک اثم الیریسین و یا اھل الکتاب
تعالوا الیٰ کلمۃ سواءٍ بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ
ولا نشرک بہ شیئاً ولا یتخذ بعضنا بعضاً اربابا من
دون اللہ فان فقولوا شھدوا بانا مسلمون ۔

ترجمہ:۔ " یہ خط محمد بیٹا عبد اللہ جو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے کی طرف
سے بادشاہ روم ہرقل کو لکھا ہے سلامتی ہے اس شخص پر جو ہدایت کا اتباع کرے
بے شک میں تم کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں اگر تم اسلام قبول کر لوگے تو
محفوظ ہو جاؤ گے اور اللہ تعالےٰ تمہیں دُگنا اجر عطا فرمائیں گے اور اگر انکار
کروگے تو کل (اریسیین) کا گناہ تم پر ہوگا۔ اور اے اہل کتاب آؤ ایسی بات

Marfat.com

کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے وہ یہ ہے کہ ہم سوائے خدا کے اور کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہ ٹھہرائیں اور آپس میں ایک دوسرے کو اللہ کے سوا خدا نہ بنائیں۔ پس اگر وہ اس بات سے انکار کریں تو تم کہدو کہ تم گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں "

کسی خط یا کلام کے لکھنے سے پیشتر بسم اللہ کا لکھنا مستحب ہے اگرچہ مکتوب الیہ و مبعوث الیہ کافی ہی کیوں نہ ہوں۔ رسائل اور مکاتیب کے شروع میں کاتب کو اپنا نام لکھنا مسنون ہے۔ مثلاً فلاں کی طرف سے فلاں کو۔ چنانچہ ربیع بن انس رضؓ سے روایت ہے کہ صحابۂ کرام رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قدر تعظیم و تکریم کرتے تھے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں، اس کے باوجود جو خط رسول پاک کی خدمت میں ارسال کرتے تھے اس پر رسولِ پاک کے اسم گرامی سے پہلے اپنا نام گرامی تحریر کرتے تھے۔ بعض علماء نے اس کو بھی جائز لکھا ہے کہ جس کو خط لکھا جائے اس کا نام خط پر شروع میں لکھدیا جائے۔ چنانچہ اس بارہ میں منقول ہے کہ زید بن ثابت نے جو خط حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ارسال فرمایا تو اس کی ابتدا حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اسم گرامی سے کی۔

مدارج النبوۃ میں صلح حدیبیہ کے متعلق لکھا ہے کہ حضور پاکؐ نے حضرت علی کو بلا کر یہ فرمایا کہ لکھئے۔" بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" اور سہیل نے فرمایا ہم رحمٰن کو نہیں پہچانتے۔ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ الرحمٰن الرحیم لکھنے کو فرمایا تو جواب میں عرض کیا اس کو ہم نہیں جانتے۔

Marfat.com

فرمایا لکھو" باسمک اللھم" جیسا کہ یہی کلمہ پہلے لکھتے تھے۔ زمانہ جہالت میں خط کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کلمہ لکھنے کا رواج نہ تھا کیونکہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تو دینِ اسلام کے آنے پر نازل ہوئی۔ پس مسلمان کہتے تھے واللہ ہم نہیں لکھتے لیکن بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھیں گے۔ قصہ مختصر خطوط کے اول میں" بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" لکھنا سنت طریقہ ہے۔

زیادہ والسلام

مکتوب تیسواں ۳۰ بنام مولوی عبداللہ صاحب

فرقۂ وہابیہ کے عقائد سے اجتناب کے بیان میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ امّا بعد۔
اللھم انی اعوذ بک من ان اشرک بک شیئاً وانا اعلم به واستغفرک لا اعلم به تبت عنه وتبرأت ورجعت من الکفر والشرک والکذب والغیبة والنمیمة والبہتان والنفاق والمعاصی کلھا اقول واسلمت بقول لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

Marfat.com

جان سے عزیز حقائق و معارف سے آگاہ جناب مولوی عبداللہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

فقیر حقیر لاشی دوست محمد المعروف بہ حاجی کی جانب سے سلام مسنون و دعائیں۔ یہاں کے احوال منعم حقیقی کے فضل وکرم سے لائق حمد وستائش ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ میرے عزیز بھائی کو بھی سلامتی و عافیت سے رکھے۔ عرض یہ ہے کہ آپ کا نامہ گرامی جس میں فقیر کی احوال پرسی کی ہے موصول ہو کر باعث مسرت ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ساتھ رکھے اور غیر کے ساتھ ہمارا تعلق نہ ہو فقط۔ قال اللہ تعالیٰ "واما بنعمت ربك فحدث" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کر۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہمارے قلوب میں فکر و التفات کے ساتھ جاری ہو جائے اور یہ حالت ہمیشہ باقی رہے۔ اے بھائی مقصود بالذات دونوں سے بہت اعلیٰ ہے۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ ابتدا میں اس کے نام کا ذکر لطائف میں حضور، تفکر، اور التفات پیدا کرتا ہے۔ جب سالک اس ذکر کو مسلسل کرتا رہتا ہے تو اس کو حضور دائمی نصیب ہوتی ہے یعنی اس کے دل میں یہ ملکہ پیدا ہو جاتا ہے کہ کوئی شے توجہ الی اللہ سے اس کو غافل نہیں کر سکتی یہاں تک کہ رفتہ رفتہ اس کا مقام اس مرتبہ حضوری سے بھی بالاتر ہو جاتا ہے۔ حدیث پاک میں اسی کو مرتبہ "احسان" فرمایا ہے یعنی "الاحسان ان تعبد اللہ کانك تراہ"۔ احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت اس طرح کرے گویا کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے۔

Marfat.com

آنے جانے والوں سے معلوم ہوا ہے کہ مولوی غیاث الدین وہابی فرقہ کے مسائل کے معتقد ہیں اور لوگوں کے سامنے ان ہی مسائل کو بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ کو تحریراً تاکید کی جاتی ہے کہ وہابی مسائل سے نفرت کریں اور دل سے اسماعیلیہ فرقہ وہابیہ سے بیزار رہیں۔ صحیح اعتقاد رکھنے اور عمل کرنے کے لئے سلف صالحین اہل سنت والجماعت (اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو مشکور فرمائے) کی لکھی ہوئی کتابیں ہمارے لئے کافی ہیں۔ یہی کتابیں آپ کے پیش نظر رہنا چاہئیں۔ آپ وہابی فرقے کے رسائل کا مطالعہ نہ کریں اور ان کے اعتقادات سے پرہیز واجتناب کریں۔ اگر آپ اپنے پیران کبار قدسنا اللہ تعالےٰ باسرارہم الاقدس کے قوی اثر کو اپنے میں مشاہدہ کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو چاہئے کہ تمام مسائل میں عملاً و اعتقاداً ظاہر و باطن میں اپنے پیروں کی پیروی کریں۔ انشاء اللہ حق تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ کی حقیقت و معرفت کا ثمرہ آپ کو ضرور نصیب ہوگا۔ کہہ دیجئے اللہ وبس ماسوا عبث و ہوس وانقطع علیہ النفس۔ فقط والسلام خیر الختام

المرقوم بتاریخ ۲۴ ماہ شوال ۱۲۷۹ھ

Marfat.com

تصوّف سے متعلق چند سوال و جواب

سوال :- کیا تصوف بدعت ہے کیونکہ اس کا ذکر قرآن و حدیث میں نہیں ہے ؟

جواب :- تصوف ہرگز بدعت نہیں ہے۔ جہالت اور لاعلمی کی بنا پر اس کو بدعت کہا جاتا ہے۔ تصوف کو بدعت ایسے لوگ کہتے ہیں جن کے دل و دماغ پر بدعت کا بھوت سوار ہے بلکہ یوں کہئے کہ ان کا وجود بھی ان کی نظر میں خود بدعت ہے، سُنئے تمام احکام کا مجموعہ جن کا انسان مکلف ہے خواہ ظاہری اعمال سے تعلق رکھتے ہوں یا باطنی اعمال سے شریعت کہلاتا ہے۔ متقدمین کی اصطلاح میں فقہ کا لفظ ان ہی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ پھر متاخرین کی اصطلاح میں شریعت کے دو حصے ہوگئے ہیں یعنی ظاہری اعمال سے تعلق رکھنے والے اعمال کا نام فقہ ہوگیا اور باطنی اعمال سے تعلق رکھنے والے احکام کا نام تصوف ہوگیا۔

یہ کہنا کہ تصوّف کا ذکر قرآن و حدیث میں نہیں ہے بالکل غلط ہے۔ وہ تصوف ہی نہیں جو قرآن و حدیث میں نہ ہو۔ جسطرح شریعت ہمیں نماز۔ روزہ۔ حج زکوٰۃ حقوق العباد وغیرہ کے احکام سکھاتی ہے اسی طرح اصلاح نفس کے احکام بھی ہمیں پیش کرتی ہے۔ کیا اخلاق حمیدہ حاصل کرنے اور صفات رذیلہ کے دور کرنیکے احکام قرآن و حدیث میں موجود نہیں ہیں۔ باطنی بیماریوں مثلاً حسد۔ بغض۔ تکبر۔ کینہ۔ ریاکاری حرص وغیرہ کی بُرائیاں جابجا قرآن و حدیث میں بیان کی گئی ہیں۔ اور ان سے چھٹکارا پانے کی کوشش کرنیوالے کے واسطے اجر عظیم کا وعدہ کیا گیا ہے۔ تو بھائی تصوف کوئی نئی بات نہیں بلکہ یوں کہئے کہ شریعت کے ساتھ ساتھ باطنی صفائی حاصل کرنا یا باطنی عیوب کے دور کرنیکا نام تصوف ہے۔

Marfat.com

شریعت کی رو سے تصوف کو اصلاح نفس کہتے ہیں۔ قرآن مجید و احادیث مبارکہ میں متعدد جگہ تزکیۂ نفس کا ذکر آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "قد افلح من زکّٰھا وقد خاب من دسّٰھا" بیشک جس نے نفس کو صاف کیا کامیاب رہا اور جس نے اسکو میلا کیا ناکام رہا۔ دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "قد افلح من تزکّٰی وذکر اسم ربہٖ فصلّٰی"۔ یعنی بامراد ہوا جو شخص (قرآن سُنکر خبائث عقائد و اخلاق سے) پاک ہوگیا اور اپنے رب کا نام لیتا اور نماز پڑھتا رہا بس یاد رکھئے تصوف کی حقیقت خدا تعالیٰ سے تعلق بڑھانا ہے۔ اسکے بغیر کامیابی مشکل ہے۔

سوال:۔ کیا بیعت کرنیکا ثبوت قرآن وحدیث میں موجود ہے؟

جواب:۔ بیعت کا ثبوت قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا دست قدرت ان کے ہاتھوں پر ہے۔"

احادیث مشہورہ میں منقول ہے کہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرتے تھے۔ کبھی ہجرت و جہاد کے متعلق۔ کبھی ارکان اسلام اور معرکۂ کفار میں ثابت قدمی کیلئے کبھی سنت نبوی کی تمسک اور بدعت سے بچنے پر۔ چنانچہ بروایت صحیح ثابت ہوا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاری عورتوں سے نوحہ نہ کرنے پر بیعت لی ہے اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند محتاجوں سے اس بات پر بیعت لی ہے کہ وہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کرینگے۔ سو ان میں سے اگر کسی شخص کا کوڑا گر جاتا تو اپنے گھوڑے سے اتر کر اس کو اٹھا لیتا تھا۔ کسی سے مدد نہیں چاہتا تھا سو یہ سمجھ لینا کہ "بیعت قبول خلافت اور سلطنت پر منحصر ہے اور اسکے علاوہ کچھ نہیں"۔ یہ ان کا گمان فاسد ہے۔ صحیح بخاری شریف اس بات کی گواہی دے رہی ہے کہ رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بات پر بیعت لی کہ خیر خواہی ہر مسلمان پر لازم ہے اور آپ نے قوم انصار سے بیعت لی اور یہ شرط رکھی کہ اللہ تعالیٰ کے احکام میں کسی ملامت کرنیوالے کی سختی ملامت سے نہ ڈریں اور ہمیشہ حق بات کہیں۔ سو یہ حضرات بڑے بڑے سلاطین سے بھی نہیں ڈرتے تھے۔ شیخ کے ہاتھ پر جو بیعت کی جاتی ہے وہ بیعت توبہ ہے۔ مرید کو پچھلے گناہوں سے توبہ کرائی جاتی ہے اور آئندہ بھی بُرے کاموں سے بچنے کے لئے اور شریعت مطہرہ پر پابند رہنے کا وعدہ لیا جاتا ہے بیعت کے سُنت ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

سوال:۔ کیا پیر پکڑنا ضروری ولازمی ہے؟

جواب:۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ ہر قسم کے ہنر اور علم کے لئے اُستاد کی ضرورت ہے اور ہر قسم کی بیماری کے لئے ڈاکٹر یا حاذق حکیم کی ضرورت پڑتی ہے اسکے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں جس طرح علم ظاہری کے لئے اُستاد کا ہونا لازمی ہے اسی طرح علم باطنی کیلئے بھی معلم کا ہونا ضروری ہے۔ پیر یا شیخ علم باطنی کیلئے ایک اُستاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسکی صحبت اور رہبری سے تزکیۂ نفس حاصل ہوتا ہے۔ گو ادنیٰ درجہ کا تزکیہ موجب نجات ہے جو مشائخ کے طریقے کی اتباع کے بغیر بھی میسر ہو سکتا ہے مگر کمال کیلئے کاملین کی صحبت ضروری ولازمی ہے جس طرح ظاہری بیماریوں کو دور کرنے کیلئے ڈاکٹر کی ضرورت پڑتی ہے اسی طرح باطنی بیماریوں مثلاً:۔ حرص وہوا۔ ریا۔ تکبر۔ حسد اور بغض وغیرہ کے لئے باطنی طبیب حاذق یعنی شیخ کامل کی ضرورت ہے باطنی وقلبی صفائی کے بغیر اس دنیا میں مرضی مولا کے مطابق امن وامان قائم رکھنا محال ہے۔ یہ سب کچھ جھگڑا فساد۔ جنگ وجدل محض باطنی بیماریوں کی بناء پر ہوتا ہے باطنی صفائی کے بغیر حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا نہیں ہو سکتے۔ پس انسان کیلئے لازمی ا

Marfat.com

...ہ اصلاح نفس اور باطنی صفائی حاصل کرے۔ اس لازمی امر کے لئے
...والا انسان کسی ایسے مرد کامل کے دامن کو پکڑ لے جو اس راستے کے نشیب و فراز
...بی واقف ہو۔ اس کی صحبت سے انشاء اللہ پاک دل، پاک زبان، اور
...نگاہ نصیب ہوگی۔

...ال: شیخ کامل کی کیا کیا خصوصیات ہیں؟

...اب: مختصراً عرض ہے:۔ (۱) عالم باعمل ہوتا ہے۔ (۲) شریعت مطہرہ کی
...ی پوری پابندی کرتا ہے۔ جتنا صاحب شریعت ہوگا اتنا ہی صاحب قرب ہوگا۔
...) اپنے کشف و کرامات کی ڈینگیں نہیں مارتا اور نہ ہی زمین و آسمان کے قلابے
...تا۔ ایک تولہ سونے کا دس تولے سونا نہیں بناتا۔ (۴) دور رس اور دور اندیش
...تا ہے۔ (۵) اپنی روزی خود کماتا ہے دوسروں کو کھلاتا ہے۔ مریدوں کی آمدنی
...کوئی لالچ نہیں رکھتا۔ (۶) بے باک و نڈر ہوتا ہے۔ (۷) اپنے کمال کا دعویٰ
...ں کرتا بلکہ ہمیشہ عجز و انکساری اور اپنی کم مائیگی کو پیش نظر رکھتا ہے۔
...) نامحرموں سے چاہے وہ مرید ہی کیوں نہ ہوں پردہ کرتا ہے اور ان کو
...کرنے کی تلقین کرتا ہے، ان سے اپنے پاؤں یا سر وغیرہ نہیں دبواتا۔
...) اس کی صحبت میں بیٹھنے سے خدا یاد آتا ہے اور غفلت دور ہوتی ہے۔

(ماخوذ از کتب تصوف)

Marfat.com

ت لی کہ خیر خوا
اللہ تعالیٰ سے
رت کہیں۔
سعت

تحفۂ زاھدیہ

یعنی خواجۂ خواجگان خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضر
سراج السالکین خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے فارسی مک
شریف کا سلیس اردو ترجمہ۔ انشاءاللہ یہ مکتوبات شریف عنقریب
شائع ہو جائیں گے۔ ان مکتوبات شریف کا ترجمہ حضرت صو
محمد احمد صاحب ایم، اے۔ نقشبندی مجددی زواری نے سلیس
عام فہم اردو زبان میں کیا ہے جو زیر طبع ہیں۔ ان مکتوبات سے
مطالعے سے تازگی ایمان، صفائی قلب اور اصلاحِ نفس نصیب
ہوتی ہے اور شریعت مطہرہ کے ساتھ ایک دلی لگاؤ پیدا ہو جاتا
برادرانِ طریقت اور شائقینِ تصوف کے لئے یہ مکتوبات شریف
ایک بے بہا نعمت ہیں۔

ناشر

Marfat.com

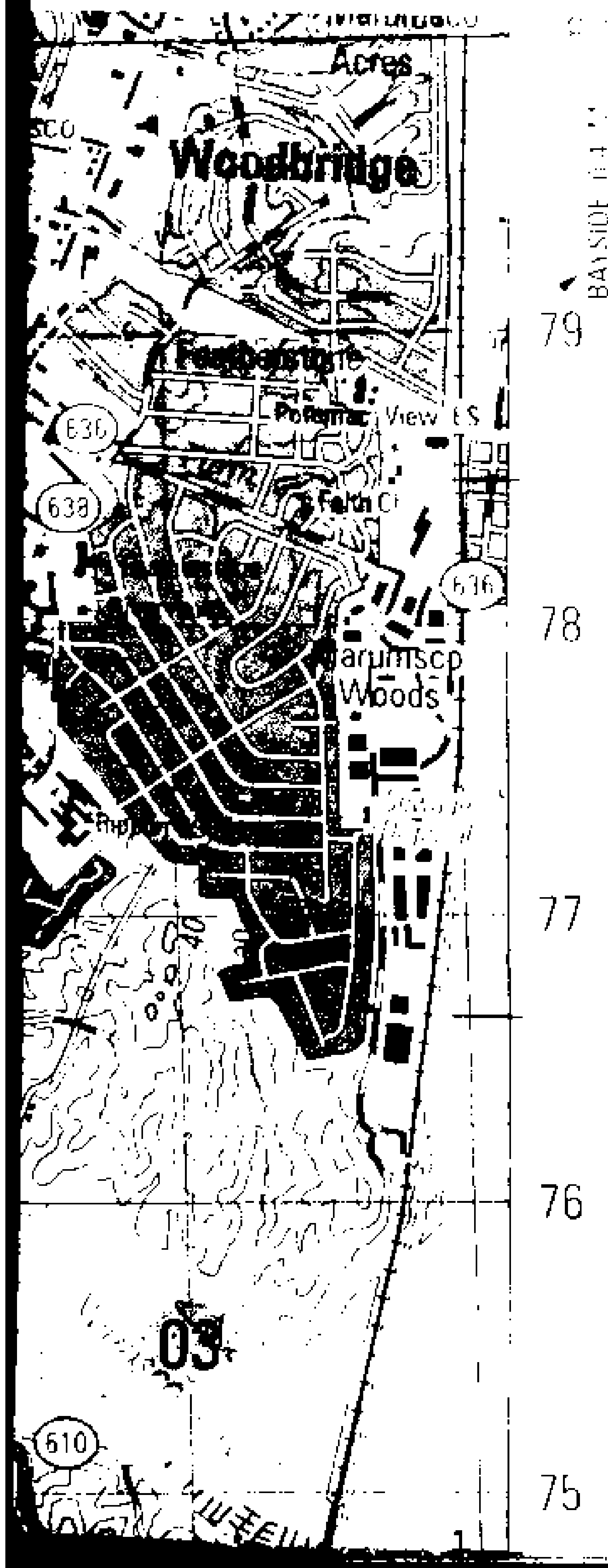

GUIDE TO FEATURES

NAMED LANDING ZONES

Name	Grid Reference	Training Area
ALBATROSS	796767	17A
BIGBIRD	781745	14A
BLACK BIRD	774686	9B
BLUEBIRD	864736	12A
BLUEJAY	797720	14B
BUZZARD	806727	15A
CANARY	845768	16B
CARDINAL	796729	15A
CHICKADEE	798741	15A
CHICKEN	807716	10A
CONDOR	842709	10C
CRANE	827754	16D
CROW	885741	16G
CUCKOO	787753	15C
DOVE	846660	7B
DRAKE	805766	15C
DUCK	824745	15B
EAGLE	829791	16B
EGRET	783725	14B
FALCON	907676	6B
FINCH	864753	16F
GOOSE	797755	15A
GOSHAWK	783740	15A
GRACKLE	875734	12A
GROUSE	883638	5C
GULL	[illegible]	[illegible]

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

ت من 263.

تحفۂ ابراھیمیہ

یعنی

اُردو ترجمہ

مکتوباتِ شریف

حضرت حاجی خواجہ دُوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com